

جادوگر

۶ جادو نوں **CHECKED**

ایک سب سے بڑی کتابیں - نمائندہ گائیڈ ہر جادوگر کے لئے ہے جو کہ جادو کے نام سے مشہور ہے۔
 یہ کتاب جادو کے تمام اسرار کو سمجھنے اور جاننے کے لئے ہے۔
 جادو کے اسرار کا انکشاف ہے جو کہ جادو کے اسرار کے لئے ہے۔
 جادو کے اسرار کا انکشاف ہے جو کہ جادو کے اسرار کے لئے ہے۔
 جادو کے اسرار کا انکشاف ہے جو کہ جادو کے اسرار کے لئے ہے۔

منشی احمد الدین صاحبی

فیض و بخشش آرزو زبان کے ذریعے سے

میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ ہے جادو کے اسرار کا انکشاف ہے جو کہ جادو کے اسرار کے لئے ہے۔
 جادو کے اسرار کا انکشاف ہے جو کہ جادو کے اسرار کے لئے ہے۔
 جادو کے اسرار کا انکشاف ہے جو کہ جادو کے اسرار کے لئے ہے۔
 جادو کے اسرار کا انکشاف ہے جو کہ جادو کے اسرار کے لئے ہے۔

راجپوت پرنس کے لئے لکھا گیا ہے

عجیب کتاب

مکمل علاج اسپان بالٹھویرہ اگر آپ
 گھوڑوں کی سواری کا مہرہ دلانا چاہتے ہیں اور
 اپنے گھر میں گھوڑے رکھنا اعلیٰ انشان کیسے ہو
 تو ضرور اس نایاب تحفہ کتاب بڑا کوثر ہے
 اپنے پاس رکھیں۔ یہ ایک سی کتاب ہے کہ
 تخریف میں ہی ایک صلیحہ کتاب بنائی جائے
 تو ممکن ہے۔ اس میں محکومات فرید و فروخت اس
 شتخت۔ عمر و تندرستی گھوڑے کو چلانا۔
 ہدایات متعلقہ شہسواری و علامات صحت و
 بیماری۔ مع تشخیص تمام اندر دلی بیولی الفرض
 کے اسباب۔ علامات بشرح طور پر درج ہیں۔
 خواہش و مردیات ناگہانی رشتہ خست اور علاج
 غرضیکہ گھوڑوں کے متعلق تمام گراں گزشتہ روح
 کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا خریدنا گویا ایک
 حاکم سواریا سوداگر اسپان کا دماغ خریدین
 ہے کسی کا بھی محتاج ہونا نہیں بڑا قیمت دے
 ہر فن مولا۔ یہ کتاب ردیہ بنا چکی تھیں۔
 ہر فن مولا کا بقدر شہرہ ہوا ہے۔ کہ اسکا کوئی
 نہر آیا نہیں کہ جس سے انسان اپنی روحی
 نہ کا سکتا ہو۔ اس میں ہر طرف تندرستی
 بھی لکھا گیا ہے۔ تندرست ہزاروں تندرست ہوں

چند حسب ذیل ہیں: بال عمر بھر پیدائش ہونے
 عجیب نسخہ بال اڑانیکا اسلی ولایتی صابون
 بال اڑانیکا پوڈو وغیرہ۔ پانچ منٹ میں بال
 سیاہ کر دیتا ہے۔ تندرستی کی دہریں۔ کھانے پینے
 کی ترکیبیں۔ اجارہ۔ تربہ۔ پٹیاں۔ ربڑ کی
 دیسی۔ دیسی۔ دیسی۔ دیسی۔ دیسی۔ دیسی۔
 موسم بٹیاں۔ بیسوقم کی سیاہی۔ پریس
 دیکھنی وغیرہ۔ ریشم دیکھنا۔ عطر و روح
 لیوندر۔ خوشبودار تیل۔ اور نقلی جواہرات۔
 وغیرہ وغیرہ۔ بنا نا غرضیکہ ہزاروں ترکیبیں
 درج ہیں۔ قابل دید ہے۔ قیمت رنجہ
 سو نیچا بٹیرا۔ یعنی ہر فن مولا حقیقہ و
 یہ عجیب و غریب اور مفید عام کتاب ہے جس
 جاپان کی بہت سی صنعتوں کے مکمل بیان
 علاوہ جو جاپانی زبان سے ترمیم کی تھیں
 انگریزی کتابوں سے مدد لیکر لیدر کی
 صنعتوں کا مکمل بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ
 اس میں ہندوستان کی ان بیجا صنعتوں
 کا رنگوں سے دریافت کئے گئے ہیں۔
 جتنو آجکل سرورہ صنعت خیل کیا جاتا ہے
 اس کا مولا اعلیٰ کتاب کی قیمت دے

حکیم رام کشن بک سرچسٹ گھڑا تارکشان انڈیا

جادو نظر

پیشہ چاندنی

پیشتر اس کے کہ میں اپنی زندگی کے عجیب و غریب واقعات قلمبند کرن
سینا سب معلوم ہوتا ہے کہ بچپن کے حالات پر سرسری نظر ڈالی جائے بے
کتاب کے زمانہ سے پیشتر کے واقعات کا یوں ہی سا خیال ہے اس کتاب
کا دہم ایک پادری اویدیہ پواسر تھا اور اس کتاب میں قریباً نصف درجن
وہ کہ پڑھتے تھے

بلا بریہ پادری زبدا تھا کا بہت پابند تھا لیکن اس کی شکل و صورت کے
ایسی تھی کہ دیکھے واسے کو اس کے زبدا پر پارسانی کا خیال ہوتا ہے۔
کے زمانہ میں حیرت ہوا کرتی تھی کہ یہ شخص جو علم کے ابتدائی اصولوں سے
سی واقفیت نہیں رکھتا معلم نس طرح ہو گیا اور راکوں کے والدین اور

دوستوں کو اپنے بچے کے اس شخص کے سیر کرنے کو رغبت کس طرح ہوتی ہے۔ اصل میں یہ شخص کفنش ووز تھا اور اس کے گھر در سے ہاتھوں پر کفنش ووزی کے نشانات موجود تھے۔ اس کا سر گولی کی طرح تھا اور اس پر موٹے موٹے سیاہ بال تھے۔ اس کی پیشانی تنگ تھی۔ اور باوجود کہ وہ بالوں کو لنگھی کے ذریعہ پیچھے بٹھا دیا کرتا تھا مگر وہ بار بار ماتھے پر کرتے تھے۔

اسکے آبرو گھٹے دار اور آنکھیں سانپ کی طرح چھوٹی چھوٹی تھیں ناک لمبی اور چپٹی تھی۔ منہ بڑا سا۔ لب موٹے موٹے۔ اور صورت بہت مکڑی جھوٹی تھی۔ اس کا بہت چھوٹا گردن بیل سی۔ بازو بہت لمبے پاؤں پھلکاڑے سے اور ٹانگیں بہت بے ڈھب تھیں۔ اوید پر پوٹھڑا تھا۔ اور اس کی ایک اکلوتی بیٹی تھی۔ اس عورت کی شکل و صورت مالجہ کے خوفناک وقات کی وجہ سے میرے لوح و باغ پر اس طرح منقش ہو گئی ہے کہ مجھے یہ یاد نہیں کہ ابتدا میں اس کی صورت کیسی تھی میں نے جب اس کا دل اول دیکھا اس کا عمر سترہ سولہ سال تھی اور میری عمر چودہ سال کے قریب ہو گئی۔ اس کے والد اور اس کی صورت میں راجا بہت تھے نہ تھی وہ راجا بہت ملا عمر تھی اسکے بال سرخ اور چمکدار تھے۔ اس کا رنگ زرد۔ آنکھیں بہت بڑی بڑی۔ خطہ و فال نازک تھے۔ یہ عورت اپنے والد کے شاگردوں کو پڑھایا کرتی تھی اس مکتب میں ہم کو ابتدا کی کتابیں پڑھانی جاتی تھیں۔ اور خزانہ بھی شہر بود پڑھایا جاتا تھا۔ گو ہم کو مفید کتب کم پڑھائی جاتی تھیں۔ مگر مذہبی تعلیم میں بہت کوشش ہوتی تھی۔ ہم کو ہر روز کتاب مقدس کی تلاوت کرنی پڑتی اور رنگ گانے پڑتے تھے۔ اتوار کو ہم تین سرتبہ گرجا جاتے تھے۔ اور منہ کے اور دونوں میں بھی پادری کا صاحب ایک گھنٹہ سے کم وقت میں خطبہ ختم نہ کرتے تھے پڑ

میرے سوا پانچ لڑکے اور تھے۔ کسی کو لمبے والدین کا مال معلوم تھا کسی کی مثال۔ کسی کی چچی اور دادی تھی مگر یہ نامنا کہ کسی کا اماں باپ

بھی ہے۔ بلکہ ایک لڑکے نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارا کوئی ماں باپ نہیں۔
 لیکن دوسرے لڑکے اس بات پر یقین نہ کرتے تھے۔
 مسٹر لورڈان لڑکوں کو جن کے والدین ہوتے تھے۔ انے مدرسہ میں
 داخل نہ کرتا تھا۔ وہ لڑکوں کی مذہبی تعلیم پر بہت رو دیتا تھا اور مدرسہ
 میں بھی سمجھی نہ ہوتی تھی۔ ہماری زندگی میں کسی قسم کی دلچسپی نہ تھی میں
 اپنی زندگی کے تفصیلی واقعات بیان نہ کروں گا۔ البتہ اشخاص اور واقعات
 کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جنہوں نے میری آئندہ زندگی پر اثر
 ڈالا۔

مدرسے کے ملحق پادری صاحب کا مکان تھا۔ اور محصورے سے قاصد
 پر گرجا تھا۔ یہ مکان پلانی طرز پر بنا تھا۔ مگر عمدہ نفیس تھا۔ اس محلہ اور دروازہ
 محرابدار تھا۔ اور کمروں میں بڑی بڑی کھڑکیاں لگی تھیں۔ مکان کے قریب
 اور محراب میں باغ تھا۔ باغ کے چاروں طرف بلند دیوار تھی۔ اور اس کے ساتھ
 ہی باہر کی طرف سڑک تھی۔ اس مکان کا کرایہ بہت کم ہوتا تھا۔ مدرسہ
 میں جو لڑکے رہتے تھے۔ ان کی نگرانی کے معاوضہ میں مسٹر لورڈ کو محمول
 رقم ملتی تھی۔ اس کے گرجے میں جو بڑی سنٹیٹ اینڈ مشینیں واقع تھیں۔
 کے تمام مزدور زان آتے تھے۔ اور ایک ایڈمیسنٹر ہو سافر نیز بھی ملازمین
 شریک ہوتی تھیں۔ جو اس مکان کی مالک تھی جس میں سنر پورٹر کا کاتب اور

مسکن تھا۔
 کچھ عرصہ بعد کیتب میں تغیر شروع ہوا۔ بعض لڑکوں کو ان کے ولی یا سرپرست
 نے جانے دیے۔ اور ان کی جگہ اور لڑکے آتے تھے۔ لیکن سولے ایک لڑکے
 کے ہم کو معلوم نہ تھا کہ جو لڑکے مدرسے جاتے تھے وہ کدھر گئے؟

اس لڑکے کا نام چو شیا لک تھا۔ جس کو مسٹر لورڈ کے قصید میں ایک چھاپے مانہ
 میں ملازم کروایا تھا۔ میں نہ جانتا تھا کہ لک کے میں جانے سے میری زندگی
 پر نہایت اثر ہو گا۔

مکان کی دوسری منزل پر ایک کمرہ تھا۔ جس میں تین چار یا پانچ پریم
چھ لڑکے سویا کرتے تھے۔ لک اور میں ایک چار پائی پر سویا کرتے تھے۔
اور ہم چار غارتھے۔ وہ بہت ولیو بہادر لڑکا تھا۔ اس نے رخصت کی ملت
کو یہ تجویز پیش کی تھی کہ میں کسی روز رات تو تمہاری ملاقات کرنے آؤں گا
اور تمکو نئی زندگی کے حالات بتاؤں گا :

اس نے کہا کہ میں باغ کی دیوار سے سہولیت سے چڑھ سکتا ہوں :
پس اگر رات کو تمہاری کھڑکی کے پاس پتھر اسٹپ کرنے کی آواز آئے
تو لینا کہ میں ہوں :

چھ ماہ گزر گئے اور ہم نے لک کی کچھ خبر نہ سنی۔ ہم سووتے تھے۔ تو اکثر
اسکاؤ کر کیا کرتے تھے۔ اور حیران تھے۔ کہ وہ کیا کرتا ہوگا۔ اور آیا ہمارے
سے ملاقات کرنے آئیگا۔ وہ ایک دو مرتبہ گر عا میں آیا۔ لیکن مسٹر پورٹر نے
ہم کو اپنے ہم مکتب سے لٹگو کرنے کی ممانعت کر رکھی تھی :

۸۔ اکتوبر کو رات ہمارے کمرے کی کھڑکی میں ایک کنکر لگا۔ اس وقت وہ بچے
تھے۔ اور ہم سوئے کی تیار ہی کر رہے تھے۔ پھر دوسرا کنکر گر کر ٹوکرے
کے تمام لڑکے سہنے گئے۔ کیا یہ کائنات ہی ہے۔

کھڑکی کھولی گئی تو دیکھا کہ باغ میں چاندنی میں لک کھڑا ہے۔ ہمارے
کمرے کے ساتھ ہی ناشپاتی کا ایک درخت تھا۔ اسکی شاخیں کیلوں
کے ذریعے دیوار سے لگائی گئی تھیں۔ اور معمولی وزن سہارا سکتی تھیں
لک اس درخت پر گہری کی طرح رت بھرت چڑھنے لگا۔ اور آخر ایک شاخ
کے ذریعے کمرے میں چلا آیا۔ ہم سب اس کے گرد جمع ہو گئے :

مسٹر پورٹر اور اسکی لڑکی جو مکان کے محلہ کی طرف رہتے تھے۔ اس کے
آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی۔ ہم اسکو کسی اور دنیا کا بندہ تصور کر رہے تھے اور
دراصل بات بھی یہ تھی کہ ہمارا بیرونی دنیا سے کو تعلق نہ تھا :

لک کی شکل میں بہت تغیر پیدا ہو گیا تھا۔ ہم سب گٹ ملا معلوم ہوتے
تھے :

اور جب ہم گرجا میں جایا کرتے تھے۔ دنیا داروں کے دلفیول مسٹر پورٹر ہم کو
تمسخر کیا کرتے تھے۔ مگر لگائی شکل مہولی لوگوں کی تھی۔ گو اس کے کپڑے
نقیس نہ تھے۔ ہم اس سے اس کی نئی شکل کے متعلق طرح طرح کے سوال
کرتے تھے۔ اس نے ہمارے تمام سوالوں کا آزادانہ جواب دیا۔
مگر بہت باتیں جھوٹ موٹ کہیں:

لگتے۔ لڑکوں کا تم بنا سکتے ہو۔ آج رات میں یہاں کیوں آیا ہوں؟
ہم سب۔ ہمارے سے ملاقات کرتے:

لگتے۔ بلیک۔ لیکن میں تم کو اپنی دلچسپ زندگی کے حالات کبھی نہ سنایا
تاؤنٹیکہ۔ ان باتوں کے دکھا دینے کے وسیلے نہ حاصل ہوتے:

ہم سب۔ ہو کیا بات ہے۔ تمہاری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔
پھر اس نے تماشہ گاہ کے حالات نہایت مبلفہ آئینہ تیار یہ میں
منابہ تشریح کئے۔ اور سننے لگا کہ جس پر پڑنے کے پاس میں ملازم ہوں وہ
تماشے والوں کے اشتہار چھاتا ہے۔ اور میں اشتہاروں کے پروف
لینے جاتا ہوں۔ اور تماشہ گاہ کے تمام حالات دیکھ آتا ہوں۔ کبھی
کبھی تماشہ گاہ کا کھیل دیکھنے کا ٹکٹ بھی نلجاتا ہے۔ آج رات میرے
پاس دو ٹکٹ ہیں۔ ایک ٹکٹ میں تم کو دے دوں گا:

ہم۔ قرعہ انداز تہی سے فیصلہ کر لیں گے کہ تمہارے میں سے کون
جائے پورٹریہ خیال کرنے گا۔ کہ تم تمہارے ہوئے ہو۔ تم اس درخت
پر سے اتر باغ کی دیوار پھاند دوڑو۔ اور تماشہ گاہ پہنچ جاؤ۔
ہم نے تماشہ گاہ کا نام مسٹر پورٹر سے سنا تھا۔ جس نے کہا تھا
کہ یہ شیطان کا گھر ہے۔ اور ہم نے تک کو یہ بات یاد دلائی۔

لگتے۔ قد تم بھی عجیب آدمی ہو۔ کہ اس ریاکار کی باتوں پر یقین کرتے
ہو۔ تماشہ گاہ دنیا میں نہایت دل خوش کن اور دلچسپ و دلکش مقام
ہے۔ شیطان کا گھر نہیں فرشتوں کا گھر ہے۔ یا فرس برس و ہا جوں
سچین عورتیں نظر آتی ہیں۔ جس نے مسٹر پورٹر کی سرخ سرخ آنکھیں

دیکھی ہوں۔ اسکو ان پر نیرادوں کی دافریب آنکھیں دیکھ کر عجیب
لطف حاصل ہوتا ہے۔

ہم مسرہ پور پٹر سے بہت ڈرتے تھے لیکن کلک نے ہم کو ایسے
سنہرے باغ دکھائے کہ ہم سب نے اسکی تجویز منظور کی۔ اس نے ایک
شنگ اپنی جیب سے نکالا اور عارندازی کے لئے اس کو زمین پر
پرھٹک دیا۔ قیمت سے میری یاد ہی بخیر لگا کی حکمت میرے حقیقی
آئی۔ تین ہر حید چاہتا تھا کہ وہاں نہ جاؤں۔ مگر کلک نے مجھے اس
بات پر راضی کر لیا کہ جس رات کھڑکی سے کنکریں فی الفور درخت پر
سے اتر باغ کی دیوار چھاند کر چلے آؤ ہم شہر نیری کے شاہی تاشہ گاہ
میں چلیں گے۔

دس بجے لوکلک پہنچے لگا "اب میرے جانے کا وقت ہے ہم صبح
کے روز تاشہ گاہ میں جا سکتے۔ آج بدھ ہے۔ اباب میں جلتا ہوں
مجھے دیر ہو رہی ہے کلک ہم سب بھاگ کر کے کھڑکی سے نکل کر
پرچہ زمین پر جا لگا۔ اور یہ چارہ جاباغ سے نکل گیا۔

مجھ کی رات آئی۔ اس روز نہ معلوم کیا وجہ تھی۔ مسرہ پور پٹر ہم کو آٹھ
بجے پہنچے کر کے میں چھوڑ چلا گیا۔ لیکن ہم نے کیلے نہ اتارے۔ چراغ مل کر
دیا۔ اور کھڑکی کھول باغ کی طرف دیکھنے لگے ہم انتظار کی وجہ سے اس
قدر لے جیں تھے۔ کہ ایک دوسرے کی بات نہ کر سکتے تھے۔
اس حالت میں کھڑکی سے ایک پتھر پھرا یا۔ ہم سمجھ گئے کہ کلک آیا
ہے میں نے باہر جھانکا تو وہ آہستہ سے پہنچے لگا۔ آؤ لگا

میں بہت اچھا۔ مارے خوف کے میرے ہاتھ پاؤں پھول رہے ہیں
مگر میں جوں توں کر کے درخت سے اتر لگا۔

اگرچہ زمانہ مستقبل کے حالات معلوم ہوتے اور اپنے اس فعل کے
نتائج معلوم ہوتے تو میرے خیالات کچھ اور ہوتے۔

شاید ناظرین یہ خیال کریں کہ جو شیا کلک کی سازش کا ہمارے ایسے

چھ لڑکوں میں مخفی رہنا ممکن نہ تھا۔ اور سٹرپورٹر کو ضرور خبر ہو جاتی۔ لیکن اس راز کے منکشف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سٹرپورٹر اور اس کی بیٹی ہمارے سے بالکل دلچسپی نہ لیتے تھے۔ وہ کسی لڑکے کی رعایت نہ کرتے تھے۔ انکے ہاں خوشامد کی دال نہ گلتی تھی۔ چنانچہ ہمارے درمیان۔ ایک طرح کی ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ اور ہم اپنا راز ظاہر کرنا چاہتے تھے جب میں زمین پر پہنچا تو بوجہ خوف کے پیہوسن سا ہو گیا۔ اور کک کو چند منٹ تک سہارا دینا پڑا۔ آخر میں نے حوصلہ کیا۔ اور دیوار پر چڑھ گیا۔ کک میرے ساتھ پہلے اتر گیا تھا۔ ہم دونوں شہر سیر کی طرف تہمت جلد روانہ ہوئے۔

راستہ میں کک لگاتار باتیں کرتا چلا جاتا تھا۔ لیکن میں اپنے خیالات میں محو تھا۔ اور میں نے اس کی باتوں کا حنداں خیال نہ کیا۔ جب وہ ٹھہرے لگا ہم پہنچ گئے ہیں۔ میں نے چونک کر دیکھا تو ایک تاریک منظر مکان نظر آیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ مکان کیسا ہے۔ اس نے جواب دیا اور پیرسینی کا محل ہے۔ اس نے ایک شخص کو اپنا اور میرا ٹکٹ دے دیا اور ہم مکان کے اندر داخل ہوئے۔ چاروں طرف لمپ اور جھاڑ فائوس اور نیران تھے۔ اور مکان کے بقیہ نور بن رہا تھا۔ بیشک یہ روشنی کا محل ہلانے کا مستحق تھا۔

اس روز شیکہر کا نائک روڈیو اور جولیت ہو رہا تھا۔ گو ہم وہاں سے نہیں گئے۔ لیکن نائک کا اکثر حصہ دیکھا۔ تعجب ہے۔ کہ منجہ اول ہی اول عشق کی تہایت درد انگیز داستان سنتے کا اتفاق ہوا۔ بعض اوقات خیالی اور واقعی دنیا کے واقعات عجیب و غریب طور پر یکجا نظر آتے ہیں۔ اس دیہاتی تماشہ گاہ میں میری آنکھیں کھلیں۔ اور دنیا کے عجیب و غریب واقعات کی خبر ہوئی۔ ہشتہوڑا فاق نائک لولیس کی شاعری اور دیکش کھیل سے مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ جب نائک کے عاشق معوقی راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے تو میرے دل میں عجیب دلوں پیدا ہوئے۔

تھے۔ جب عاشق و محشوق ایک دوسرے سے بغلیں مان بچا ہوئے
میں سچ سچ روئے لگا۔ میں اس واقعہ کو سچا خیال کرتا تھا۔ بالکل
گوجہ انگھی و ردا گیز موت سے نہایت قلق ہوا۔ مجھے دنیا و مافیہا کی
بالکل خبر نہ تھی۔ میں نالک نو لیس کی عجیب و غریب خیالی دنیا کی سیر کر
رہا تھا۔

جب نالک ختم ہوا۔ میں نے شکر گزار سی کے طور پر رک کا ہاتھ پکڑ
لیا۔ اسکو نہایت فیاض خیال کرتا تھا۔ گو میری نظروں میں یہ نالک نہایت
عجیب معلوم ہوا تھا۔ مگر شہروں کے لڑکے ایسی باتوں کا بالکل معمولی
خیال کرتے ہیں۔ اور رک اس امر کو بخوبی جانتا تھا۔
میں اب تماشہ گاہ سے جاتا اور جو واقعات دیکھے تھے انپر غور کرتا جاتا
تھا۔ لک نے آئندہ شب کا اشتہار لینا تھا۔ وہ اشتہار کا پروف لیکر آیا اور
کہنے لگا۔

سیلاس دیکھو۔ میں تمہارے ساتھ والیں نہیں جاسکتا۔ میرا مالک
خود یہاں آیا ہوا ہے۔ مجھے یہ حال معلوم نہ تھا۔ میں تم کو راستہ بتا دیتا
ہوں۔ اور تم خود والیں چلے جانا۔

وہ میرے ہمراہ بازار میں آیا اور راستہ بتا کر چل دیا۔ میں بازار میں
تنہا رہ گیا تو بہت پریشان ہوا۔ کیونکہ مجھے پہلے اکیلے چلنے کا اتفاق نہ ہوا
تھا۔ اس وقت رات کے گیارہ بجے تھے۔ اور میں شہر کے بیرونی حصہ میں
تھا چاندنی خوب نکھری تھی۔ مطلق پر بادل کا نام تک نہ تھا مجھے راستہ کا جو
لک نے بتایا تھا۔ مجھے خیال نہ تھا۔ آخر اضطراب کی حالت میں چل پڑا راستہ
میں مجھے رو میو اور فوٹو کے تاشے کے خوب آتے تھے۔

میں اسی حالت میں چلا جا رہا تھا۔ کہ ایک کتا بھوکا۔ اس سے میں چمک
اٹھا۔ جب ادھر ادھر دیکھا نہ دیکھ سکی کی حالت نظر آئی۔ ان میں
اکثر منہدم تھیں۔ بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ یہ سینٹ اینڈرس کا ہسپتال
تھا۔ میں ایک قدیم طرز کے بیچ کے سامنے جا کر کھڑا۔ سو گیا۔

اور چار کی روشنی میں اس کے مکانات کی طرف غور سے دیکھ لیگا۔

اس وقت مجھے کپڑے کے سراسر اسٹ اور تنفس کی آواز سنائی دی۔

میں خوف سے دم بخود ٹھہرا رہا۔ برج کی ایک دیوار سے روشنی نکلی رہی

تھی بجے ایک حسین ماہ بیلن لڑکی کا سر اور منہ نظر آیا۔ لڑکی اس کا رنگ

فق تھا۔ جس سے مجھے شہدہ ہوا کہ یہ رنگ صر کا بت ہے۔ مگر اس کے لبوں

کی جنبش۔ آنکھوں کی چمک اور سنہری بالوں سے مجھے خیال ہوا کہ یہ لڑکی

ہے۔ اس حالت میں میں اس لڑکی کو دیکھ کر بہت حیران اور خائف ہوا

میں اس شخص کی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ جبیر باد و کا اشر ہو۔ مگر اس

لڑکی نے ہر سکوت کو توڑا۔ وہ میری طرف بڑھی۔ میرے بازو پر اپنا سفید

تنہا سا ہاتھ رکھ دیا۔ اس کے مس کرتے ہی میرے تمام بدن پر برقی اشر پیدا

ہوا گو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی انسان زاد ہے۔

لڑکی رمنت کرتی ہوئی اتیم مجھے ایذا پہنچاؤ گے یا

اس لڑکی کی عمر سے برابر تھی۔ اور میرے جتنا ہی وقت تھا۔ اس نے ایک

سیاہ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ اس خطہ و خال اس قدر نازک تھے کہ وہ

موسم کی گڑیا معلوم ہوتی تھی۔ اس کی آنکھیں بہت عجیب تھیں۔ میں

نے اس سے پہلے یا بعد میں اس قسم کی آنکھیں کبھی نہیں دیکھیں۔

میں۔ مگر کو ایذا نہ پہنچاؤ لگا۔

لڑکی۔ (میری آواز سے مطمئن ہو کر) تم مجھے لندن کی سڑک بتا سکتے ہو

میں۔ مجھے معلوم نہیں میں خود اس قدر کھبول گیا ہوں۔

لڑکی۔ تم یہاں جانا چاہتے ہو۔

میں بنیت اعلم کے گراہ میں جانا چاہتا ہوں کہ

لڑکی کیا تم اس گراہ کے حالات سے واقف ہو۔

میں مسٹر ڈیوڈ اسٹارڈ ہے تم اس کو بتاؤ گی کہ تم نے مجھے یہاں دیکھا تھا

لڑکی تعجب ہے ہماری یہاں ملاقات ہوئی ہے۔ میں تم کو راستہ بتا سکتی

ہوں میں تم کو وہاں بجاؤں۔ لیکن مجھے جو مسئلہ نہیں پڑتا۔ اچھا دیکھو تو سڑک پر کوئی

آدمی تو نہیں۔

میں سڑک پر جا کر نظر کی تو کسی طرف کوئی آدمی دھائی سو یا بیس
لے اس کو اٹھائے سے اپنی طرف بلایا اور وہ میری طرف چلی آئی۔ اس نے
مجھے راستہ بتایا اور پھر کہنے لگی میرا راستہ یہ ہے کسی کو نہ بتانا کہ تم نے مجھے
دیکھا تھا یا نہ۔

میں۔ ہرگز نہیں۔

ہم سڑک پر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کھڑے رہے۔ میں تیرت کی وجہ سے
بول نہ سکتا تھا۔

نظر کی۔ مجھے حیرت ہے کہ ہم پھر ملنے۔ ہماری پھر ملاقات ہونی ممکن نہیں
اچھا۔ الوداع۔

میں نے جاتے جاتے اس کا بوسہ لیا۔ اس کا چہرہ مسخ ہو گیا مگر اس نے
مجھے منع نہیں کیا آخری نظر ڈال کر ہم اپنے اپنے راستے پر چلے وہ سڑک کے
ایک سورتے پھرتی۔ اور میری نظروں سے غائب ہو گئی۔ اس وقت

میں اپنے خواب سے بیدار ہوا۔ مجھے مجھے خیال آیا کہ اس سے نام اور بیٹہ پوچھ لیا
چاہیے۔ تھا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ وہ میری نظروں سے غائب ہو گئی تھی
میں اپنی منزل مقصود کی طرف چلا۔ اور نصف گھنٹہ میں مقام بیت عالم

کے باغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے میرے ہم
مکنتوں نے میرے سے بہت سے سوالات پوچھے۔ اب مجھے یاد نہیں۔

میں نے انکو کیا جواب دیا۔ میں اپنے خواب میں خود ہو رہا تھا اور میں یقین
سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس رات مجھے شدید آنی تھی یا نہیں۔ مجھے اس رات

کا نائیک اور دل خوش کن واقعہ بار بار یاد آتا تھا۔ میں اپنے آپ کو رومیو
اور اس پر اسرار نظر کی کہ جس سے میری ملاقات ہوئی تھی جو لیٹ خیال کرتا

تھا۔ میں گویا اس سے راز و نیاز میں مشغول تھا۔ مجھے اس حالت میں ہر جنم
میں نظر آئی تھیں۔ انہیں جو ڈھنگ پر سڑک کی شکل تھی۔ یہ خیال میرے باغ

میں پھرتے رہتے اور آخر میں مجھے خط و خیال پر مبنی کی طرف کی طرح سے میری گدی

مرودہ پڑھی نظر آئی تھی۔

آغازِ داستان

پہلا حصہ - سحری اثر

پہلا باب

پادری میرے سے سوال کرتا ہے

اکتوبر کی شب کے واسطے کے بعد تین سال گزر چکے ہیں پادری اور اس وقت میری عمر اٹھارہ سال ہے۔ میرے قدیم ہم مکتبوں میں سے کوئی نہیں رہا۔ انکوان کے ہسب صورت سرپرست یا رشتہ دار کے بعد و گریے گئے ہیں۔ اور انکی بجائے اور لڑکے آئے ہیں۔ چند سال سے مجھے تعجب ہو رہا ہے۔ کیا میری مثال۔ یا سرپرست ہے۔ میں نے اب تک اپنے کسی رشتہ دار کا تذکرہ نہ سنا تھا۔ اور نہ ہی مجھے یہ معلوم تھا کہ میرا سالانہ خرچ کون کبھی جیتا ہے۔ میری تعلیم اب قطعاً موقوف ہو گئی ہے۔ دو سال سے میں لڑکوں سے علیحدہ ایک کمرہ میں رہتا ہوں۔ مجھے اپنی زندگی بالکل بے سز معلوم ہوتی ہے۔ مجھے بچپن سے زیادہ آزادی حاصل نہیں ہوئی۔

میں ٹمکین، اوداس اور طرح طرح کے خیالات میں محو رہتا ہوں۔ میں چند نیمکت بول کے سوا کسی کا مطالعہ نہیں کرتا۔ مجھے شکیب پیر کے ناموں سے دیکھنے کا از حد مشوق تھا لیکن مجھے ایک پیسہ بھی جیب

حج نہیں ملتا اور سسٹر پورٹراس قسم کی کتاب اپنے مکان میں لائے
جانیکا ہرگز روا دار نہیں۔ میری زندگی میں جو عجیب و غریب ایک
واقعہ ہوا تھا۔ اس کا اثر میرے صفحہ دماغ سے ٹرائل نہیں ہوا۔ بلکہ یہ
واقعہ ناقابل محو طور پر منقش ہو گیا ہے۔

قدیم برج کے سامنے مجھ جولا کی تلی تھی۔ میں اس کو اب تک جولاٹ
خیال کرتا ہوں۔ اس کی شکل میرے دل پر منقش ہے۔ رات بھر مجھے اسی
کے خواب آتے ہیں۔ بار بار میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ
کیا اس سے پھر میری ملاقات ہوگی؟ ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ ملیگی
اسکو میری نیت سے بہت کچھ غلط ہے۔

اس کے بعد جو شیا اسی کپڑی کے ساتھ جس کا ہم نے تماشہ دیکھا
تھا چلا گیا۔ اور پھر اس کی خبر نہ سنی۔ پادری صاحب نے اسکو کا
قرار مذہبی قرار دیا گویا اس کے فتوے کی کوئی اور عدالت فصل کر نیلی
تھی۔

دو اور شخصوں کے متخبر حالات حالات بیان کرنے مناسب معلوم
ہوتے ہیں۔ چچا میری زندگی پر بہت بھاری اثر ہوا۔

ان میں سے ایک منکر مزاج خادمہ ہے۔ پہلے ایک بوڑھا لویا ٹرک کے ہاں
خادمہ تھی۔ لیکن اس زمانہ سے جسکا میں اب تذکرہ کر رہا ہوں ابھی بار
پیشتر یہ بد مزاجی بوڑھا چلی گئی۔ اور اس کی بجائے ایک بیس سال
نوجوان عورت آتی تھی۔ جب میرا کتب سے قطع تعلق کر دیا گیا۔ مجھے
باورچی خانہ اور کھڑکے کھارو بار میں مدد کرنے پر لگایا گیا۔ میں پھر پل
اور ٹیٹ صاف کیا کرتا تھا۔ اس بخادمہ کا نام مار تھا۔ میری اسکی بہت
جلد دوستی ہو گئی۔

اس کا مزاج بہت متکلف اور عمدہ تھا۔ گویا پادری اس کی طرح ہر
پر طرح سے دباؤ ڈالتا تھا۔ اسکے اثر سے وہ بہت تیرا ہو گئی۔ مگر
اس میں پادری کی سی رہا نہ ہوئی۔ وہ بہت ہی تھکی۔ کہ گھر

میں یہ یہاں نہ رہو۔ تو میں ایک مہینہ بھی یہاں نہ رہوں۔ اور میرا بھی
یہی خیال تھا:

شاید ہماری گہری دوستی کی وجہ یہ تھی کہ ہماری خصائص بالکل مختلف تھیں
میں خیالی اور بادی ہوائی لقورات میں مجرم تھا۔ وہ ایک کاروباری عورت تھی
۔ گوا میں قدر سے ہمدردی ضرور تھی جو عورت ذات کا خاصہ ہے۔ اسکو بوجہ رحم کے
میرے سے دلچسپی تھی۔ اسکو میرے سے دنیا کا زیادہ علم تھا۔ اور میری مشکل حالت کا
میرے سے بہتر اندازہ کیا کر سکتی تھی جسے امکان وہ میرے سے ہمدردی کی تھی میری
کے موسم میں جب سڑکوں پر بڑے بلایا تھا یا گرہا میں نہ جانا پڑتا تھا ہم شام کو آگ
کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے تھے۔ اس عورت نے بہت کم تعلیم پائی تھی مگر اسکی
سچی اچھی تھی اور دنیا کے معمولی کاروبار اور حالات سے غور و واقفیت تھی۔ اس وجہ
سے وہ مجھے خیال آتا تھا کہ یہ اسکی کو نہ بتاؤں گا۔ گویا میں بابت تھا کہ ابقوت اس ار
کے احناف سے لڑکی کو کچھ نقصان ہوگا۔ مگر میں اس راز کو مقدس سمجھ کر خاموش ہو
رہا۔ دنیا میں یہ خیالی بات تھی۔ اور میں دل ہی دل میں اس سے لذت و لطف اٹھانا
چاہتا تھا:

دوسرے شخص کے خیال سے جس کا ذکر کرنا چاہیے۔ بالکل مختلف تقویت
پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے اول مرتبہ اس شخص پر نظر ڈالی تو مجھے اس طرف
نقیرت پیدا ہوئی۔ میرے دل پر اسرار باتوں کا شروع سے ہی بہت اثر ہوا تھا
جس شخص سے میں ملتا ہوں اسکی طرف خود بخود کشش یا نفرت ہوتی تھی
اور میرے دل میں اس طرح کسی شخص کی نسبت جو خیال پیدا ہوتا تھا کہ بھی غلط نہیں
تھا۔ اس سے میری ملاقات تماشہ دیکھنے سے ایک روز بعد میں ہوئی۔ ہم نماز
میں مشغول تھے۔ کہ مکان کے بیرونی دروازہ پر زور سے دستک دینے کی
آواز آئی۔ پادری نے دعا تم کو دی اور نوکر کو اشارہ کیا کہ دروازہ کھولو
ایک منٹ بعد ایک طویل قامت خوش پوش کمرے میں آیا اسکا
رنگ بہت زرد تھا۔ اسکی سیاہ ڈاڑھی۔ سیاہ گریباں بال اور بڑی طبی
عیا اسکی شخصیت:

میں نے اس شخص کی طرف دیکھا تو یہ جسم تھا۔ اس نے دروازے میں
کھڑے ہو کر حافزن کو بہت حقارت کی نظر سے دیکھا۔
ذرا دیر میں وہ صقارت آمیز لہجے میں جب دعا سے فراغت پا کر میں تہارت
ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں :-
پادری :- (شرود کے بعد) آج رات ہم حافزن کیلئے دعا خیر کرنے کے لئے اور
عبادت نہ کریں گے :-

یہ شخص حقارت اور بے صبری کی حالت میں ایک بلنگ پر بیٹھ
گیا۔ ہم سب کو کمرہ سے نکال دیا گیا اور پادری اور اس کی بیٹی نے ادب ملاقاتی
کے ساتھ رہے۔

اس کے بعد وہ ایک سال گذر گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کثرت سے آئے
میں اگر گریٹ یعنی پادری کی بیٹی اور وہ اکثر تخلیہ میں بہت دیر تک بیٹھے
رہتے تھے۔ وہ اکثر باغ میں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہلدا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا
کہ مس مارگریٹ اسکی منتظر رہتی تھی۔ اور جب وہ دروازہ پر دستک دینا تھا
وہ بہت خوش و خرم نظر آتی تھی۔
مارٹھا اس زمانہ میں پادری کے گھر ملازم ہوئی تھی۔ وہ فی الفور معاملہ
کی تہ کو پہنچ گئی۔

مارٹھا میں مسٹر اوویل کو پسند نہیں کرتی۔ اور جب یقین ہے کہ میں جو ڈھکے کا فریاد
نہیں۔ اگر وہ میرے سے متکبرانہ سلوک کرتی تو میں اسکو یہ بات صاف صاف
یہ بات کہہ دیتی۔ لندن کے نفیس خوش پوش شرفاء اس پادری کی ایسی
لو کیوں سے شادیاں نہیں کرتے۔
مجھے ان باتوں کی کیا خبر تھی۔ مگر یہ نظرات تھا کہ مس جو ڈھکے مسٹر اوویل کی بہت
مشائق ہے۔

اس شخص کو میرے سے از حد نفرت تھی۔ وہ مجھے حقارت کی نظر سے دیکھتا
تھا اور جب میرے سے کوئی بات کرتا تھا۔

تو ظن ہے۔

اب میں اس وقت کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس سے میں نے یہ باب شروع کیا تھا۔ یعنی اپنی زندگی کے اٹھارہویں سال کی طرف۔ اس سال میں میری حالت میں ایک نیا نیا تغیر واقع ہوا۔

ایک روز سٹرک پر گھوم رہا تھا اپنے مطالعہ کے کمرہ میں بلوایا یہ ایک چھوٹا سا عقبی کمرہ تھا۔ جس میں خیال کیا جاتا تھا کہ مغرب پادری غور کرنے اور سچ کی دعا مانگنے جاتا تھا۔ مارتھا کہتی تھی۔ کہ پادری اس خلوت خانہ میں بارہ پرستی کرتا ہے اور یہ بات درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے خلوت خانہ سے نکلتا کرتا تھا اس کا چہرہ سرخ ہوا کرتا تھا۔ میں اس کمرہ میں گیا۔ تو اس نے کہا۔ دروازہ بند کر کے کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

پادری۔ اپنی چھوٹی بڑا نکھیں میری طرف لگا کر سیلا س کیا نکو اپنی زندگی کا وہ زمانہ یاد ہے جب تم میرے پاس نہ آتے تھے؟

میں خاموش رہا۔ اس سے پادری کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی۔ پادری۔ جھوٹ نہ ہند اور بولس کی قسمت کا خیال کرو۔

میں۔ جناب شجہ یہاں آنے سے پیشتر کی زندگی کے حالات معلوم نہیں۔

خیال تو کریں کہ جب میں آپ کے ہاں آیا تھا اس وقت میری عمر بہت کم ہوگی اور پادری بالکل ٹول نہ کر رہے تھے میرے سے کوئی بات چھپا رکھی ہے۔ میں یہ باتیں تمہاری بہبودی کے خیال سے پوچھتا ہوں۔ ان سچھوٹی باتوں کی خاطر جن سے اس دنیا میں ہمیں سابقہ پڑتا ہے۔

پھر وہ اپنے دل میں کوئی بخوبی سوچنے لگا۔

پادری۔ اہمیت کے بعد سے سیلاس قریب آؤ۔

میں نے حیرت اور خوف سے اس کے حکم کی تعمیل کی۔

پادری۔ دین پر جھک کر تیرے سال گزرنے کے ایک خاصہ صورت عورت یہاں آئی اور کہنے لگی۔ ایک بیچ سالہ لڑکے کی پرورش اور تعلیم کا کیا معاوضہ لوگے اس نے میرا اشتہار دیکھا تھا اور خیال کرتی تھی کہ بات سن جاؤ گی۔ اس نے

بہت تاکید کی تھی کہ تمہاری پرورش نہ تو ہی پانندی کا
 رکھا جائے۔ دو روز بعد وہ تم کو لیکر آئی۔ اور اس نے تمہارا نام کار سن بنایا۔
 تھا۔ اور کہنے لگی کہ شمشامی کے اختتام پر سسر خاگل اور کوک دکیل گرے ان
 (مقیم لٹن) سے مقررہ اخراجات کا روپیہ وصول کر لیا کرتا۔ میں نے تمہارے
 مزید حالات دریافت کرنے سے چاہے گروہ بہت گوارا اور سہلے درجہ کی درشت مزاج
 تھی اس نے مجھے اپنا پتہ تک نہ بتایا یا مندرجہ بالا وکیلوں کے دفتر میں گیا۔ مگر وہ
 پہلے درجہ کے بد متعہ اور سنگدل آدمی نکلے۔ دو سال ہوئے میں نے کہا۔
 کمزور تمہاری عمر بچپن کی حالت سے تھا و زگر گئی ہے۔ تمہارے اخراجات
 کے لئے اور رقم ملنی چاہیے۔ انہوں نے کچھ رقم در دیہی منظور کی اور دیکھا کہ
 رات کے کو کوئی مفید کام بھی سیکھایا کر۔ مجھے اس سے زیادہ تمہارے حالات
 معلوم نہیں تھے۔

وہ کچھ دیر تک خاموش رہا۔ اور میں نے کچھ نہ جواب دیا۔

پادری (ایزیزہ کا مارگر) سیلاس تم کچھ کیوں نہیں کہتے؟

میں۔ جناب میں کیا کہوں۔

پادری۔ جو تم کو معلوم ہے سچ سچ کہو۔

میں۔ مجھے اپنی نسبت کچھ معلوم نہیں۔

وہ بہت خفا ہوا۔ لیکن ففٹھری دیر بعد اس کا غصہ ہوا تو اس نے
 اپنی ڈسک سے ایک چھوٹی طلائی ڈبیا نکالی۔ جب تم آئے تھے۔ یہ تمہارے
 کوٹ کے اندر لٹائی ہوئی تھی۔ میرے خیال میں وہ عورت جو تم کو لائی تھی اس کا
 حال نہ جانتی تھی۔

اس ڈبیا میں ایک نہایت حسین و نوجوان عورت کی ایک چھوٹی سی تصویر

تھی۔ اور اسکی پشت پر مرد۔ ف۔ ب۔ ا۔ سی۔ م۔ کندہ تھے۔

اور یہ مرد اس طرح تھے کہ دونوں شخص جن کے نام کے مرد تھے
 عاشق و معشوق تھے۔

پادری جو عورت تکو یہاں لائی وہ دراز قامت بڑی بڑی ہڈیوں والی بخت
 تھی۔ اسکے ہونٹ سفید تھے اس کی ناک طوطے کی چونچ کی طرح تھی۔ اس کی
 آنکھیں خاک کی اور اس سے سرسوی مترشح تھی۔ اسکے سامنے کے بال بھورے
 تھے۔ اور ہونٹوں کے نیچے تھے۔ اور اس نے ان بالوں کو نعل کے ایک
 قینے سے پیشانی پر باندھا ہوا تھا۔ اسکے کپڑے سیاہ ریشم کے تھے اور اسکی
 چھاتی پر نعل کا ایک سفید رول تھا۔

اس عورت کا علیہ تھا تو میا دل دھڑکنے لگا۔ اور مجھے یہ عورت یاد آئی
 بچپن میں میں اسکو دیکھ کر کانینا کرتا تھا۔ وہ تصویر میری والدہ کی شکل سے متی
 ہے۔ اور مجھے یاد آیا کہ وہ مجھے گود ہی لیا کرتی تھی۔ میں نے ان خیالات
 کا پادری سے اظہار کیا۔

پادری۔ لیکن تم کو یاد نہیں کہ تمہاری بتلا میں کہاں پرورش ہوئی تھی کوئی
 ایسی بات معلوم نہیں جس سے ان لوگوں کا پتہ چل جاوے۔

میں نے طبیعت پر ہر چند درؤالا لکھ حسین اور درشت دو جہرول کے
 سوا کچھ یاد نہ آیا۔ پادری کو اس سے بہت ملاؤسی ہوئی۔ اور اس سے تصویر
 میرے ہاتھ میں حسین لی۔ اور ڈسک میں رکھ دی۔ کاش یہ تصویر مجھ مل جاتی
 ہے۔

پادری۔ خیر یاد نہیں پڑتا تو نہ مہی۔ تنہائی میں بھر سوچا۔ شاید تم کسی اللہ
 آدمی کے بیٹے ہو۔ اگر تم کو یہ امر معلوم ہو جائے تو اسمیں تمہارا بہت فائدہ
 ہوگا۔ اب ہم اس اسکا تذکرہ نہیں کرنا چاہتے۔ اور بال فعل میں ایک
 او بات کہنا چاہتا ہوں۔

رکرمی کو میری طرف سرکا کر مجھے انسو میں ہے کہ تمہارا بال نوجوان
 جبکو شاید کبھی بہت سی دولت مل جائے محنت و مشقت کرے۔ میں نے
 اپنی بیٹی سے اس بارے میں مشہور کیا تھا۔ اور میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ تم اسکو بچوں
 کی تعلیم میں مدد دیا کرو۔

اس کو امید تھی کہ اس خبر سے میں نہایت خوش ہو گا۔ مگر سکور سچائی

پادری۔ ایک نا تجربہ کار کو لوگوں کی تعلیم سپرد کرنی مناسب نہیں مگر تم نے
 ہمیشہ سلامت روی مد نظر رکھی ہے۔ میں نے نیکی کا جو بیج بویا تھا اب
 حالت میں خس و فاک پر نہیں گر۔

پھر اس نے کہا کہ کل صبح سے تم معلم کے فرائیس انجام دینے میں مشغول ہو جاؤ
 میں نے اس کی اس ظاہر مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ میں باورچی خانہ میں
 اس کا تذکرہ مارتھا ہے کیا۔

مارتھا غیم شکر گذار می کیونکہ کوئی نظر نہیں آتی۔ یقیناً مالوک مالک اپنی غرض
 نکالنا چاہتا ہے۔ مس جو ڈنڈا اپنے کام سے اکتا گئی ہے۔ اگر وہ چلی جائے
 تو وہ کیا کر لگا۔ وہ کسی اجینی کو اپنے مکان میں رکھنا نہیں چاہتا۔ تم
 اس کے مفید مطلب ہو۔ اس نے تم کو معلم گیر می سپرد کی ہے

مارتھا کی ان باتوں سے میری شکر گذاری کم ہو گئی۔ تاہم میری حالت
 میں جو تغیر ہوا تھا۔ اس سے میں بہت خوش رہتا۔

دوسرا باب

میں ایک خوفناک راز ستا ہوں

ایک ہفتہ کے اندر یاد دہی صاحب کے تمام طلباء کی تعلیم میرے سپرد ہوئی۔ میں جو ڈیڑھ س کام سے اگتا کئی مہینے اور جب میں نے لڑکوں کو پڑھانا شروع کیا۔ اس سب سے تعلیم و تدریس بالکل ترک کر دی۔ گو تاجیم کی ذمہ داری بہت تھی مگر اس جو ڈیڑھ کے اس کام سے دست کش ہونے سے مجھے بہت اطمینان ہوا۔ وہ لڑکوں سے بہت حقارت اور نفرت سے سلوک کیا کرتی تھی۔

میں نے بیان کیا کہ کسی لڑکے سے خاص رعایت نہیں کیجاتی تھی۔ البتہ اتنا ضرور تھا کہ یہ نسبت دوسروں کے وہ میرے ساتھ زیادہ غوث اور درستی سے پیش آتی تھی۔ جب میں معلم ہو گیا تو اس نے میرے ساتھ سلوک کرنے میں نرمی مد نظر نہ رکھی۔ گو وہ بھی بدستور پڑھایا کرتی میرا طالب علموں پر کچھ رعب قائم نہ ہو سکتا۔ کیونکہ وہ مجھے بہت ذلیل کرتی تھی۔

صبح کا کھانا میں بیٹھ کر ہر دن تناول کرتے تھا۔ اور شام کا کھانا صاحب سیریل باورچی خانہ میں۔ مارچھالے مجھے بتایا کہ اس جو ڈیڑھ میں نمایاں تبدیلی ہوئی۔ ہے اور وہ غلیظ معلوم ہوتی ہے۔ وہ کھانے کے سوا کسی وقت اپنے قریب سے باہر نہیں نکلتی۔ اس اثنا میں سسٹر لورڈ ریل پہلے سے کم آنے لگی اور آخراں کی آفت و رفت قطعی موقوف ہو گئی۔

مارچھا رکھنا کہتے ہوئے شام کو میں نے جو یہ کہا تھا کہ سسٹر لورڈ ریل اس سے شادی کرنا نہیں چاہتا۔ آخر سچ نکلا۔

آخر یہ معلوم ہو گیا کہ پادری کے کھڑے میں کوئی واقع ہوا ہے۔ اس پر وہ
 اُسے دن حقیقت و نمراز ہونے لگیں۔ اس کا والد اپنے خلوت خانہ میں کثرت
 سے رہنے لگا۔ جب وہ باہر آتا تھا۔ اس کے چہرے سے خفگی اور غم کے آثار ہوتے
 تھے۔ اور وہ بڑا بڑا تھا۔ اور گالیاں لگاتا تھا۔ وہ گھر میں دعا بہت کم پڑھنے
 لگا لیکن گرجا میں عبادت کرتے جاتا تھا۔ تو اپنے اندر دینی خیالات و عازین پر
 ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔

مارتھان دنوں عجیب باتیں کہتی تھیں۔ جو میری سمجھ میں نہ آتی تھیں
 ایک روز سٹر اور ٹرنے بچے اطلاع دی کہ میں چند روز کے لئے لٹن جاتا ہوں
 اپنے میسرے سامنے وہ کبھی شہر نہ گیا تھا۔ اور میں اس واقع کو بغیر عظیم خیال کرنے
 لگا۔

پادری۔ میں طالب علموں کو تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور گھر کے انتظام کا خیال
 بھی رکھنا۔ کہ جب میری بیٹی کی شمت ایچی نہیں۔ یہ ذمہ داری بہت بھاری
 ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ تم اس کو بخوبی انجام دو گے۔ اور جب میں تمہارے
 سے اس ذمہ داری کا محاسبہ لوں گا۔ تم کو ٹھیک ٹھیک محاسبہ دینا ہو گا۔
 تم میرے بیٹے کے جا بجا ہو۔

آخر جملہ بوسنے کے وقت دور کا گیا۔ اور لستے لستے کی صورت بہت
 عجیب معلوم ہوتی تھی۔ اس نے میرے صفا غم کیا۔ لیکن بچے اس سے نہ
 نفرت ہو رہی تھی۔ کہ تم بھرنہ ہوئی تھی۔

پادری۔ کاش میرا بچہ ایسا بیٹا ہوتا۔ بیٹا تیرا نہ سالی میں بڑھنے کا
 سہارا ہوتا ہے۔ سیلاس الوداع۔ خدا تم کو برکت دے
 وہ چلا گیا۔ مگر اپنا سایہ پیچھے چھوڑ گیا۔ کیونکہ میں اس قدر اس پر
 غمگین تھا کہ عمر بھر میری یہ حالت نہ ہوئی تھی۔

پادری کی غیر حاضری کے آثار میں اس حور نے اپنے کمرے میں کھانا تناول
 کرتی تھی۔ گھر کا انتظام میرے اور مارتھان کے سپرد تھا۔ گرجا میں ایک اور
 پادری نماز اور دعا پڑھتا تھا۔

روانگی کے پانچویں روز شام کے پانچ بجے مسٹر پورٹر دالیں آیا
میں اسوقت اس باغ میں تھا جو مکان کے محاذ میں تھا۔ پہلے اس حصہ باغ
میں پادری اور اس کی بیٹی کے سوا کوئی غیر نہ آتا تھا۔ مجھے پھولوں سے بہت
محبت تھی۔ مجھے چمنستان اور پھولوں کے درست کرنے اور پودوں کی کٹ
چھانٹ کر نیکاحق حاصل ہو گیا تھا میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ باغ کے گرد بڑے
کے قریب ایک بلند دیوار تھی جو آٹھ فٹ اونچی تھی جب مسٹر پورٹر مکان کے
پھاٹک میں داخل ہوا۔ میں ایک پھول کے پودے کے مرجھائے ہوئے پھول
کاٹ رہا تھا۔ مگر پادری نے مجھے نہیں دیکھا۔ اسکے سامنے ایک کمرہ تھا
جس کی کھڑکی کھلی تھی۔ مگر پودے کی وجہ سے میں اندر والے آدمیوں کو نظر
نہ آسکتا تھا۔ پادری اس کمرے میں داخل ہوا۔ اور اسکی بیٹی بھی یہاں
آئی اور پوچھنے لگی۔ کیا تم کو کامیابی ہوئی ہے؟

مجھے ان کی گفتگو جنوبی سنائی دیتی تھی۔ گو میں اراقتا اس کو سننا نہ چاہتا
تھا۔ میں بدستور سابق مرجھائے ہوئے پھول اور پتے کاٹتا رہا۔ چند منٹ
بعد مجھے خیال آیا کہ ان کی گفتگو سننے کا مجھ کوئی حق حاصل نہیں۔ میں دیوار
سے جانتا چاہتا تھا۔ کہ چند الفاظ ایسے سننے جنکی وجہ سے مجھے ان کی گفتگو
سننے کی شوق ہوئی۔ میں اس گفتگو کو یہاں تک فہم یا ہے۔ صحت سے
تلمذ سننے کرتا ہوں؟

مسٹر پورٹر نے اپنی بیٹی کے ایک سوال کا جواب یہ دیا تھا۔ کچھ نہیں
وہ پیرس چلا گیا ہے؟

جو ڈکٹر آف پیرس کو چلا گیا ہے۔ میری کیا حالت ہوگی۔ مجھے اس سے نہایت
محبت ہوئی تھی۔ مگر وہ مجھے چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا
پادری۔ مگر وہ چھوڑ گیا ہے۔ اس آخری چھٹی سے یہ بات صاف نظر
آتی تھی۔ اور اب وہ تمہاری ملاقاتوں سے بچنے کیلئے پیرس چلا گیا ہے
جو ڈکٹر۔ خواہ دنیا کے دوسرے سرے تک چلا جائے وہ میرے انتظام
سے بچ نہیں سکتا۔

مگر تم کو کس طرح معلوم ہوا کہ وہ چلا گیا ہے۔ تم کو کس نے بتایا۔ شاید تم کو اردانا دھوکہ دیا گیا ہے۔
 پادری۔ میں اسحق نہیں کہ اس کے دم میں آجاتا۔ میں نے خود اس کے حالات دریافت نہیں کئے۔ میرے ایک دوست نے بن سہرا کو شب نہیں ہو سکتا۔ یہ حالات معلوم کئے تھے۔ وہ دس روز سے لندن سے چلا گیا ہے۔
 جو ڈھک۔ میں کیا کروں۔

پادری۔ اور میں کیا کروں۔ اس کو اس کا بدلہ دینا پڑیگا۔ مینر بہرہ کا لانا ہے اور دانت پیرتا ہے۔ اب یہ سوچنا چاہیے کہ اس وقت کیا کرنا چاہیے۔ تمہاری ساتھ سخت بیوفائی کی گئی ہے۔ لیکن فحہ ایک تجویز سوچھی ہے جس سے تمہاری قدرے تلانی ہو جائیگی۔ ہم مکان میں آرام سے رہتے ہیں۔ اور اسکو چھوڑنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اگر گریہ کی خدمت چھوڑوں۔ ملکیت بھی بند ہو جائیگی۔ گولڑکوں کے دوست اور شہ دار راضی موت کی خبر سن کر بہت خوش ہونگے لیکن موقعہ موجودہ صورت میں وہ یہ نہیں چاہتے کہ وہ کسی بد چلن استاد کے زیر تعلیم رہیں۔ جس روز میں لندن روانہ ہوا تھا۔ میرے دل میں اسوقت ایک خیال آیا تھا جس کو ایک اتفاقی واقعہ سے تقویت ہو گئی ہے یہ بات تمہارے اختیار میں ہے۔ کہ تم اس پرنسپل کو ملے یا نہیں۔
 پادری۔ اپنی بیٹی سے کوئی جواب نہ پا کر۔ تم حیران ہو گئی۔ کہ یہ کیا بات ہے تمہارے اطمینان کی خاطر میں بتا دیتا ہوں۔ بہتر ہے۔ کہ تمہاری شادی ہو جائے۔

جو ڈھک۔ شادی۔ مگر کس سے ہم
 پادری۔ مجھے تمہارے مناسب ایک فائدہ مل گیا۔ سیلاس کارسٹن کی نسبت تم کیا کہتی ہو۔

میں اپنا نام سن کر حیران ہوا۔ اور مدینے۔ بمثل اپنی چیخ فطرتی۔
 جو ڈھک۔ میں اس عقیر لونڈے سے شادی کروں۔ تم ویسا نہ ہو۔
 پادری۔ وہ بہت اچھا فائدہ ثابت ہو گا۔

جو ڈھتھ۔ بیشک بہت مفیع رہیگا۔

پادریسی۔ گوہ و حقیقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر وہ تمہارا عمرہ جو بڑا ثابت ہو گیا
میں لندن میں فاکل اور کوک کے دفتر کے قریب گیا۔ تو دو ماہ سے وہی
بڑھیا عورت نکلی۔ جو اس ریل کے کو یہاں لائی تھی۔ میں نے اس کو کھٹ پیمان
پیمان لیا۔ اس کا وہی لباس تھا جو تیرہ سال پیشتر تھا۔ میں کسی قدر فاصلے
کے سے چلا۔

اتسوقت پردو گاڑیاں جارہی تھیں۔ ان پر بہت سے لوگ سوار تھے
جو بید شور کر رہے تھے۔ پادریسی اور اس کی بیٹی کی گفتگو شور کی وجہ سے
مجھے سنائی نہ دی نہ معلوم اسی اثنا میں انہوں نے کیا باتیں کیں اس کے بعد
یہ باتیں سنائی دیں۔

جو ڈھتھ۔ شایدہ میرے ساتھ شادی نہ کرے۔

پادریسی۔ لیکن اگر میں اس بات پر آملا ہوں جاؤں۔ تو وہ انکار نہ کرے گا۔ تم خود
اس کو کھٹ پیمان بنا سکتی ہو۔

جو ڈھتھ۔ اب اور باتیں نہ کرنی چاہئیں۔

پادریسی۔ اچھا۔ مار قفا کھانا لائی ہے۔

مار قفا نے کھانا میز پر رکھ دیا۔ اور کھڑکی بند کر دی۔ اس وقت شام

ہو گئی تھی، اس مقام سے میری غنچی باغ میں چلا گیا۔ میرا تمام بدن کانپ رہا

تھا معلوم ہوتا تھا۔ میرے گرد آگ کا دھڑکا ہے۔ اور میرے خلاف بڑی

بھاری سازش ہوتی ہے۔ مگر میں بانٹا تھا۔ کہ وہ سازش کیا ہے؟

تسلیم

مسٹر پورٹر میرے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہے۔ جس کو میں منظور نہیں کرتا۔

دوسرے روز صبح کی دھلکے وقت میری اور پادری کی ملاقات ہو گئی۔ مندرجہ بالا واقع سے اس کی ریاکاری کا حال مجھے بخوبی معلوم ہو گیا تھا۔ اس کی دعاؤں کو اب میں محض دھوکہ کی ٹٹلی خیال کرتا تھا۔ جو ڈھنڈو مایہ شریک نہ ہوئی اس کے باپ نے کہا وہ بیمار ہے۔ اور اپنے کمرے میں ہی دعا پڑھتی۔

دعا کی بھی ایک ہی کہی۔ میں بہت پریشان تھا۔ اور میں پادری کیون دیکھ نہ سکتا تھا۔

پادری۔ تمہاری طبیعت کیسی ہے۔

میں۔ مجھے درد ہے۔ رات مجھے نیند نہیں آتی۔

پادری۔ اوہو اسکا علاج سہل ہے۔ صبح کا ناشتہ میرے ساتھ کھانا ہم عہدہ سی چاہ کا پیالہ پلائینگے۔ تو درد سرد ہو جائیگا۔

میں بخوبی جانتا تھا کہ یہ سب باتیں میرے کھانسنے کی خاطر ہیں لیکن

میں اس سازش سے نکل نہیں سکتا تھا۔

کھانے کا وقت آیا۔ مینبر پر بیٹھے تو پادری نے میرے ساتھ ہمالیوں کی طرح سلوک کیا۔ وہ خود مجھے عہدہ لذت کھانے دیتا تھا۔ اور تمام چیزوں کے کھانے اور پینے کی ترغیب دیتا تھا۔ مارتھا بھی موجود تھی۔ اور پادری کے میرے ساتھ اس طرح پیش آگے پر حیران تھی۔

پادری۔ میری غیر ماضی میں تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ مجھے اس امر سے دکھت ہے۔

ہنا بیت خوشی ہوئی ہے۔ کہ میں نے جو تحفہ بویا تھا وہ صالح نہیں ہوا میں پورے
 ہو گیا ہوں۔ اور مجھے ایک مددگار اور عصا پیری کی ضرورت ہے۔ کاش میرا
 ایسا بیٹا ہوتا۔ مگر مجھے جانے شکایت نہیں۔ میری بیٹی نہایت سعادتمند ہے
 تم دونوں کو پہلے سے زیادہ احتیاط رکھنا چاہیے۔ تمہارا چوراخ بھرا ہو۔

یہ تقریر کر کے اس نے اپنی کرسی میرے نزدیک سرکائی۔ اور میرا ہاتھ
 پکڑ لیا۔ اس وقت ہم اکیلے تھے۔ اس نے مارے گا کو کر کے باہر کھینچ دیا تھا۔
 یاد رہی۔ سیلاس کیا تم نے کبھی جو ڈھک کو دیکھا ہے۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے
 اور وہ شکل کے لحاظ سے حسین ہے۔ نو جوانوں کو روحانی خوبیوں سے حسن
 زیادہ دلکش معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ دنیا میں جہاں گناہ بہت ہوتے ہیں۔
 جائے تو اس کے سینکڑوں عاشق لنگھ آئیں۔ اور دنیا داروں کے لئے
 اس سے شادی کی تمنا ظاہر کریں۔ لیکن نہ میری اور نہ میری لڑکی کی خواہش
 ہے کہ اس کی کسی نیک بخت اور صوفی امیر آدمی سے شادی کرنا پڑے۔
 ہوں۔ مجھے۔ اپنے داماد سے دولت اور اپنی بیٹی کے لئے ملے رشیم وغیرہ کے
 نفیس کپڑے نہیں چاہیے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں اطمینان قلبی کے مقابلے میں
 بیچ ہیں۔ مجھے یا نہیں کہ میں نے اس سکار کی ان اور اس قسم کی باتوں کا کیا چاہ
 دیا آخر اس نے مجھے بہت سی دعائیں دیں۔ جو مجھے اس کے منہ سے بھرتی
 معلوم ہوتی تھیں۔ اور رخصت کر دیا۔ اس کے گھر سے باہر آیا تو میری
 جان میں جان آئی۔ وہ اس روز شام تک اپنے اس کام کے نپٹنے میں مشغول
 رہا اور باہر نہ آیا۔

شام کر میں باغ میں ٹہل رہا تھا۔ کہ مارے گا نے مجھے چاہے پینے کے
 لئے بلایا۔

مارے گا۔ سیلاس تمہارا کیا حال ہے۔ تمہارا رنگ فک ہو رہا ہے کیا
 تم بیمار ہو۔

میں۔ نہیں مجھے درد سر ہے۔
 میں چار پیسے لیا۔ لیکن مجھے کھانے اور چائے کی مطلق اشتہار نہ تھی۔

مارتھا مجھے غور سے دیکھتی رہی۔ اسکو میرے سے بہت اہم دوری تھی۔ میں اس سے اپنی دلی راز گاہ سرت کرتا۔ لیکن میرے میں یہ عجیب تھا کہ بوجہ غور کے خاموش رہتا۔ اور کسی سے دل کا حال نہ کہتا۔ شاید اس عادت کو عجیب نہ نہ کہنا چاہیے۔ کیونکہ میری یہ حالت اس وقت ہوتی تھی جب میں کوئی حقیر یا زبون فعل کرتا تھا۔ میں بوجہ اس غور کے یہ بیان نہ کیا چاہتا تھا۔ کہ میں نے اتفاق سے پادری اور اسکی بیٹی کی باتیں سنی ہیں۔ لیکن مجھے یہ خیال بھی تھا کہ اس طرح کی باتیں سننے کا مجھے کوئی حق حاصل نہیں۔ مارتھا کے سامنے میں بہت بے چین رہا۔ میں نے جلد جلد چا دلی۔ اور باورچی خانے سے جانیکے خیال سے اٹھا ہوا۔

مارتھا۔ (میرے راتے میں کھڑی ہو کر) سبلاں تمہاری مزاج درست نہیں تمہارے دل میں کچھ تشویش ضرور ہے۔ آج پادری تمہارے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا۔ اور تم کو تمام چیزیں کھانے پینے کی دیتا تھا۔ گو وہ تمہاری خوشامد کرتا تھا یہ خیال نہ کرو کہ یہ باتیں مجھے برا نہ ہوئی کہ خیال سے پوچھتی ہوں۔ ساسٹر سبلاں تم بالکل بے گناہ ہو۔ یہ آدمی خواہ کوئی اور تم کو ہر طرح کی تکلیف دے سکتا ہے۔ میری بات یاد رکھو وہ بڑا فراخ آدمی ہے۔ اس کے کھروں میں نہ آنا۔ وہ تمہارے یا کسی اور بھلائی کرتا نہیں چاہتا۔

میں۔ مارتھا میرے سے اس قسم کی باتیں نہ کرو۔ مارتھا۔ فوس ہنوں نے تمہارے ساتھ کیا بدسلوکی کی ہے۔ میں تمہارا راز پوچھتا نہیں چاہتی۔ لیکن اگر تم کو مدد یا مشورہ کی ضرورت ہو تو میرے سے جھپٹا کھد بناؤ۔

میں۔ بہتر یہ راز ہل نہیں ورنہ میں سب حال بیان کر دیتا۔

اس نے میرا ہوسہ لیا اور زار زار روئے لگی۔ اس رات میں سوئے لگا۔ تو یہ سوچنے لگا کہ اس مشکل میں کیا کارروائی اختیار کرنی چاہیے۔ کبھی یہ خیال آتا تھا۔ یہاں سے بھگت لڑکوں۔ لیکن میں دنیا سے محض باہر تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس بار دیوار ہی سے بھگت لڑکے کو لگا میں بہت سے چھپن

اور مضطرب تھا۔ آخر میں نے خیال کیا کہ مجھے اپنی مرضی کے خلاف شادی کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا۔ اگر میں انکار کرتا رہوں گا۔ تو وہ کیا کر سکے گا۔ غمگین ہے کہ وہ میرے ساتھ درستی سے پیش آئے۔ لیکن اس قسم کا سلوک مجھے برا لگتا۔ کرنا پڑ گیا۔ پھر اس گھر میں بار تھا میری درست ہے۔

جن لوگوں کو دنیا کا تجربہ ہے۔ وہ کہیں گے کہ انیس سال کے نوجوان کا ایک عورت کی مدد پر نہ کہ اپنی مردانگی پر بھروسہ کرنا کیا لغو ہے۔ مگر مجھے اس عورت کی مدد کا اتنا سہارا ہو گیا۔ کہ مجھے بہت اطمینان ہوا۔ اور آخر اس قسم کے خیالات میں مجھ سو گیا۔

دوسرے روز جو ڈھنگ جو کئی ہفتوں تک خلوت گذریں رہتی تھی کھانے میں۔ اسے ساتھ شریک ہوئی۔ وہ بہت علیل معلوم ہوتی تھی۔ قاعدے کی بات ہے۔ کہ جو لوگ ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں وہ ایک دوسرے کی لیاقت اور برائیوں کا اس وقت تک بخوبی اندازہ نہیں کر سکتے۔ تا وقتیکہ کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جس سے ان کی قابلیت یا عدم قابلیت کے بارے میں رائے قائم کرے۔ کا موقع ملے۔ اس وقت ہم اپنے دل سے یہ سوال کرتے ہیں۔ فلاں شخص میں کیا خوبیاں اور کیا برائیاں ہیں؟ آیا فلاں شخص حسین ہے یا بد صورت خوش خلق ہے۔ یا اسکے برعکس۔ جو ڈھنگ کے معاملہ میں یہ ابھی جی خیال تھا میں اسکو مدت سے سخت گیلہ دار نالہ دار ستانی خیال کر رہا تھا۔ اسی سے وہ مجھے پسند نہ تھی۔ اور شاید میں نے اس کو بد صورت اور مکروہ خیال کر رکھا تھا۔ اب چونکہ مجھ اس سے ایک طرح کی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ رائے شاید غلط ہو۔

اور میں نے عمر میں اسکو پہلی مرتبہ شوق سے نظر دیکھا۔ شروع کیا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ بد صورت نہ تھی۔ وہ دل رزق مت لا غر حقیقی اس کے اعضا مت سب اور سب دل تھے۔ اور اس کا انداز دلربا تھا۔ اگر وہ مجھ سے پوشاک پہنے تو میں معلوم ہو۔ اسکے بال منجھے بالوں کا لوزا ہے۔ اس کی نگاہ بھی نہ بڑی تھی۔ اس کے ہونٹ چھوٹے ہوئے اور خوبصورت تھے۔ ہر اسکے

دانت بہت ستھڑا اور خوش نما تھے۔ اسکا ماتھا بہت بلند تھا۔ اس کی آنکھیں
بڑی بڑی نیلی خاکی اور چمک دار تھیں۔ ان سے سرو مہر سی اور بے اعتنائی
متر شیخ تھی۔ گویا ولاد سے کاٹ کر بنائی گئی تھیں۔ ان میں ایک خصوصیت
عجیب تھی۔ جس کو میں آگے جلیکریاں کرونگا۔

اس وقت تک اسکی اور میری نظر کبھی نہ ملی تھی۔ اور مجھے اس کی آنکھوں
کی عجیب طاقت محسوس نہ ہوئی تھی۔

اس کا والد میرے سے چالیس کیسے لگا۔ اس سے مجھ خیل آ یا کہ مگر
کی طرح اپنے شکار کو بھٹا پس لپکا کر گوشت کھانا چاہتا ہے۔ اس نے
اپنی بیٹی کو بھی میرے ساتھ دیا ہی سلوک کرنے کی ترغیب دی۔
اس نے لغزت سے مشورہ پر عمل کیا۔

جب کھلنے سے فراغت ہوئی۔ سڑ پور شراب کی ایک بوتل لایا اور
اس نے مجھے شراب پینے کی زبائش کی تو اس سے پہلے مجھے میرا عزاز بخشا
تھا۔ جو ڈھک اس وقت اپنے والد کی رخصتی کے خلاف کرسے سے چلی گئی
پادری۔ سیلاس یہ عزیزی ایک فرانس ہے۔ اس کی والدہ مرحوم ہوئے
یہ مقدس تہمت کا نشان مجھ کو کفایت حق ہوئی تھی۔

اس نے روباں سے آنکھیں پوچھیں۔ اسکو یہ خیال نہ تھا کہ میں نے
اسکی اور جوڑتھ کی گفتگو سنی ہے۔

پادری (شراب گلاس منایت چڑھا کر) نوجوان کو ایسا در بے بہار
اور کیا چاہیے۔

میں۔ بیشک اور کیا چاہیے۔

پادری۔ بہشت میں جانے سے بیشتر اسکو ایک چیز چاہیے۔ یہ کہ دو در
بے بہا حاصل ہو۔ تم نے سوچا کہ وہ کئی روز صیبار ہے۔

میں۔ ہاں اس کا رنگ بہت اتر چلا ہے۔

پادری۔ اس کے دل کچھ بات ہے۔ جو مجھ سے اب معلوم ہو گئی ہے۔

سیلاس تم شراب کیوں نہیں پیتے

یہ تم کو ایذا نہ پہنچائی۔

اگر میں نے شراب کم پی پادری نے اسکی کسر نکال دی۔ چونکہ میں نے کبھی شراب نہ پی تھی۔ میرا دماغ چکر کھانے لگا۔

پادری۔ (دازوانہ پہچان میں) جیسا کہ میں پہلے کہہ رہا تھا۔ میں نے اس کی عمالت کا باعث بھانپ لیا ہے۔ روکیاں آخر روکیاں ہیں۔ کئی نوجوانوں کو مہاجری حالت سے رشک ہے۔ میں بھی خوش ہوں اور بھی خوش ہے۔ اسی لئے اس معاملہ کا جس قدر مفصلہ ہو جائے بہتر ہے۔

اس کی باتوں سے میں نے بمشکل یہ نتیجہ نکالا کہ وہ مجھے یہ یقین دلانا چاہتا ہے۔ کہ جو ڈھکے میرے پر عاشق ہے۔ اس نے مجھے احمق خیال کیا ہوگا میں اس کی سکاری اور یا کاری سے سخت متفرہ ہو رہا تھا۔

اس نے اپنے بال ماتھے پر سے ہٹائے اور منہ لکڑیا اور گلاس چاٹا گیا۔ اور میرے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ یہوں اور کیا بہوں؟ یہ سوال میرے دل میں بار بار پیدا ہونے لگے۔ اگر اسکو معلوم ہوتا کہ مجھے اس کے راز معلوم ہیں۔ تو اگر اسکا بس چلنا وہ مجھے قید کر دینا یا مار ڈالنا۔ میں نے اس وقت ایک ایسی بات کہی جو اسوقت کہنی بالکل نامناسب تھی۔

میں۔ جب آپ لنڈن میں تھے آپ نے میرے دوستوں کی بابت کچھ نہ یہ سنا کہ چونکہ اظہار گویا اس پر عملی گری۔ وہ نہایت خفا ہوا۔ مجھے خیال ہوا کہ وہ مجھے اسی وقت مار ڈالے گا۔

پادری۔ (غصہ سے) اس سے تمہاری کیا مراد ہے۔

میں۔ آپ نے کہا تھا کہ جب آپ لنڈن میں پھر جائیگے۔ تو اس کی بابت دریافت کریں گے۔

پادری۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا۔ کیا تم ہماری گفتگو سنتے رہے تھے میں۔ جب سے آپ نے میرے پاس ان باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ میں اسی مضمون میں محو رہا ہوں۔

اس طرح بات ٹال دینے کے سوائے اور کوئی بہتر تجربہ نہ ہو چکی

وہ خود اور عرصہ سے میری طرف دیکھتا رہا :

پادری - ماسٹر سیلاس دیکھو تمہارے اس شیلوہ سے کیا مدد ملے گی۔
کوئی بات فردر ہے۔ تمہارے طرز سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ مجھے دم نہ
دو۔ میں دم میں آنی والا نہیں۔ یا تم اٹو ہو کہ میرے سر پر یہ کو بجھہ نہیں سکتے
میں اسکا کبھی ذکر نہ کروں گا۔ اب ایک بات صاف کہے دیتا ہوں میں
جاتا ہوں۔ کہ تم میری بیٹی سے شادی کرو۔ اس پر تم کوئی اعتراض نہیں
کر سکتے کیونکہ اس معاملہ میں مجھے اور میری بیٹی ہی کو اختیار کرنا پڑے گا کہ ہو
اس کا کیا جواب دیتے ہو۔

میں۔ ہاں میں کس دہری کی حالت میں ہوں۔ لیکن ابھی تیسری عمر شادی
کرنے کی نہیں۔

پادری - اس امر کا فیصلہ میں خود کر سکتا ہوں۔

میں۔ لیکن میری شادی کرنے کی خواہش نہیں۔

پادری - میں کیا تم ایسے بیباک اور گستاخ ہو کہ میری بیٹی سے شادی
کرنے سے انکار کرتے ہو۔

پادری - لعنت اور ملامت کرنیکے بعد میری اس طرح ہتک کرنے کا فیصلہ
تم کو کھٹکتا پڑے گا۔ اور احسان فراموش! تم کو دوا تو ہو کہ میرے سے یہ معافی
مانگنی پڑے گی۔ اور جس بات سے تم نے اب انکار کیا ہے۔ اس کی دل و جان
سے تمنا کرو گے۔

یہ کہہ کر قہر آلودہ نگاہ سے دیکھتا ہوا کمرہ سے باہر چلا گیا۔

میں حیران اور ششدر ایک آرام چوک پر گر گئی۔ گو میں نے خفیف راحت
کی تھی مجھے اپنے آپ پر کسی قدر اعتماد ہو گیا۔ مجھے معلوم ہوتا تھا میں پوجان
طالب علم نہیں۔ بلکہ میں مرد ہو گیا ہوں۔ یہ کہ اس قسم کے آدمی کی بات مان
لینا بزدلی ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ یہ سب باتیں مار کھٹا کو سنا دوں گا اور
مجربہ کار عورت سے صلاح لوں گا۔ کہ کیا کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر میں مکتب
میں لڑکوں کو پڑھانے لگا۔

چوتھا باب

میں ایک اور اہم گفتگو سنتا اور قیہ کیا
جانا ہوں

دن بھر کا کام ختم کر کے میں باورچی خانہ میں گیا۔ چاؤ پیسے اور مار بھانکے
ساحفہ رازدار سی کی باتیں کرنے لگا۔ مگر آخری ارلویہ میں غجے نا کامی ہوئی
وہ ایک ضروری کام کی وجہ سے بڑی جلی گئی میں اکیلا رہ گیا۔ غجے لڑکوں سے
میل جول رکھنے کی از حد خواہش تھی۔ لیکن جب سے میں معلم ہوا تھا۔
سٹر لورڈ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ زیادہ اختلاط سے استاد
کا لڑکوں پر رعب نہیں رہتا۔

کھانا اور چاؤ سے فراغت پا کر میں کتاب مقدس ہاتھ لے کر
باغیچہ میں چلا گیا۔ اس وقت شام تھی۔ اور نظارہ بہت دلچسپ تھا۔
آسمان پر بادل کا نام نہ تھا۔ ہوا خوشبودار گھاس کی وجہ سے
دماغ کو محط کر رہی تھی۔ ایک گھنٹہ تک لٹالٹہ کرنے کے بعد میں
نے کتاب رکھ دی اور قدرت کے دیکش نظارہ پر غور کرنے لگا۔
پرندے شام کی راگنیاں گارہے تھے۔

لکھیاں شہد سے لدی ہوئی تھیں۔ اپنے چھتوں کو واپس جا رہی
تھیں۔ سبزہ زاروں سے لکھیوں کے لمبیانے اور بیلوں کے
ڈرکار نے نئی آواز آرہی تھی۔

میرے سر کے اوپر ایک درخت پر ایک چنڈول گارہا تھا۔ نیچے
مقولی دور کھینٹے اور شور کرتے تھے۔ اس حالت میں اپنے تفکرات
اور دسوسوں کو بھول گیا۔ گو میری زبان سے کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا مگر
سیرا دل خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کر رہا تھا :

میرے عقب میں ایک ماند باڑ تھی۔ اور اسکے متصل محاذ والا
باغیچہ تھا جس میں سسٹر پورٹر اور اسٹی بیٹی کے سولے کسی کو جانے کی اجازت
نہ تھی۔ میں غور و خوض میں مصروف تھا کہ ان دونوں کی آوازیں سنائی
دیں۔ اس مرتبہ پھر ان کی گفتگو سننے کا اتفاق ہوا اسکا اب میں نے گفتگو
سازش میں مصروف ہیں۔ اور چونکہ اب میرے اور اسکے درمیان علانیہ
عداوت تھی۔ میں نے ان کے خیالات معلوم کرنے کے موقع کو غنیمت سمجھا
تاکہ ان کی تجاویز پر پانی بھیرنے کے لئے کوئی تدبیر کر سکوں :

میں زمین پر جھبٹ لیٹ گیا۔ اور ان کی بات چیت سننے کے لئے ہلم
تن گوش ہو گیا۔

اس وقت چنڈل اور دیگر پرندوں کی رانیاں بند ہو گئی تھیں
لڑکوں کی آوازیں بھی فاصلہ تحریر نائی دیتی تھیں۔ اس لئے مجھ کو
ان کی گفتگو لفظ بلفظ سنائی دیتی تھی :

پورٹر۔ جوڑتھ میں کہے دیتا ہوں۔ اسکو کچھ معلوم ہے۔ میرے خیال میں
وہ ہماری باتیں سن رہا ہے۔

جوڑتھ۔ اس میں اتنی عقل اور حوصلہ ہاں۔ وہ تو کاٹھ کا آلو ہے۔
پورٹر۔ پھر اس نے سے ایسا سوال کیوں کیا تھا۔ میں نے اسکو یہ بات
نہ بتائی تھی۔ کو جانے سے پہلے تغیر واقع ہوا ہے۔ حسب عادت وہ
جہر روز سے اس کی حالت میں اسکو بتاواں۔ علاوہ برس سیرا سکر لڈ
حب عادت دھیرا سکر لڈا نہیں ڈاگر اس سے نہی کی جلتے نہ تو اس
ڈرتا ہے۔ جس رات میں آیا وہ کہاں تھا :

ہم نے بیٹھک میں گفتگو کی تھی۔ اور کھڑکی کھلی تھی :

فردوس ہے کہ بعد ازاں میری زندگی پر لٹکایا اثر ہوا پتہ
 سٹریوٹر نے جو دھمکی دتی تھی۔ وہ ایسی دھمکی نہ تھی۔ میرے جسم
 وروح اس کی بیٹی نے بالکل مسخر کر لیا تھا۔ اور میں اس طرح پادری کے
 ارادوں کا بالکل مطیع و مستقاد ہو گیا تھا۔ مجھے خیال ہو گیا تھا کہ جو دفعہ کی
 عیب میں زندہ نہ رہوں گا۔ میں اس کے پیچھے کئے کی طرح پھرتا تھا۔
 میں اس کی نظریں نظر ملنے کی کوشش کرتا تھا۔ عجیب میں اسکی طرف چند
 منٹے دیکھ لیتا تھا میرے پر غنودگی کی سہی حالت طاری ہو جاتی تھی۔
 اس وقت میری روح اس کے قبضے میں ہوتی تھی۔ جب کبھی مجھے نیند آتی تھی
 تو مجھے بہت کم نیند آتی تھی۔ مجھے عجیب طرح کے خیالات آتے تھے۔

تو میری صحت پر اس سے بہت زہنوں اثر ہونے لگا۔ میرے جسم کا
 کارنگ اور گوشت اڑ گیا۔ گویا کوئی سانب میرا خون چوس رہا تھا۔ اس اثر سے
 مجھے محبت نہ تھی۔ بلکہ ایک عجیب کشش تھی۔ میں اس کے قدموں پر گریٹ
 کیا کرتا تھا کہ میرے سر چم کر دے۔ اور میرے سنے محبت کر دے۔ اور میری سیوی
 انہوں۔ میں اس سے بھاگ جانے کے لئے دنیا کی دولت بخشی دیتا میں۔
 اس کا غلام تھا۔ گویا اس نے مجھے پاہیولاں کر رکھا تھا۔ لیکن یہ قید اس قسم
 کی تھی۔ جو قیدیوں نے کبھی نہ دیکھی ہو۔

وہ اپنے اقتدار کو میرے پر استعمال کرنے میں بڑی سنگ دلی سے
 کام لیتی تھی۔ وہ میرے سے نفرت۔ حقارت کرتی تھی۔ اور مجھے بچ سمیٹتی
 تھی۔ اس نے مجھے زبان سے نہ بتلایا تھا۔ گو میری حسن اس قدر تیز
 ہوئی تھی کہ میں خود بخود معلوم کر سکتا تھا۔

جو دفعہ (طیتر سے) تم کو چاہئے تھا کہ جس وقت میرے باب نے تم کو
 کہا تھا۔ اس وقت میرے ساتھ شادی کر لیتے اب وقت گز گیا۔
 میں جانتا تھا کہ وہ مجھے ستا کر اور خوش ہو کر میرے ساتھ شادی
 کرنے کی مجھے اسکا یہ خیالی اس طرح نظر آتا تھا۔ گویا اسکا دل دماغ ایک
 چھاپہ بندہ کتاب ملی اور میں اسکو پڑھ رہا تھا۔

پورٹر۔ جناب تم کہاں رہے ہو اتم نے کس طرح حیرت کی۔
میں نے کمال حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ کیونکہ اب مجھے بھی
وہی خیالات چھپانے میں دہارت ہو گئی تھی۔ میری حیرت سے اس کے گلے
پر گئے۔

پورٹر۔ تم یہاں کیبتے رہے ہو۔
میں۔ شام کی وقت اکثر میں مطالعہ کرنے آیا کرتا تھا۔ پہلے اپنے اپنے
کمرے پر کچھ مختصر افسانے لکھتا تھا۔
پورٹر۔ شیر لڑ کو کوئی انشوراندہ رہا لاؤ۔
میں۔ بہت اچھا جناب۔

میں نے ان کو لے کر بلا یا۔ اور مکتب میں لے گیا۔ ان کو مدعوان سے نصف
گھنٹہ پیشتر بلوانے کی اجازت دے دی۔ میں باورچی خانہ میں جانا چاہتا تھا
کہ سٹر پورٹر نے مجھے روک لیا۔ میں نے وہاں سے اڑا کر لیا تھا۔ ان کے چرات
یہاں سے کھاگ چلوں۔

پورٹر۔ سیلاس میں نے تمہارے لئے کام کر رکھا ہے۔ ان کاغذات کو لٹاؤ
میں بند کر کے ان پر پتے لکھ دو۔ یہ ناموں کی فہرست ہے
قلم دروات لیکر اپنے کمرے میں پہلے جاؤ۔

اس نے مجھے کاغذات کا ایک حلوہ میرے حوالہ کیا۔ اور میں یہ اور
قلم دروات لیکر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ میں نے اندر جا کر نظر بند کر دیں
بستر پر بیٹھ گیا۔ اور یہ سوچنے لگا کہ یہاں سے کس طرح کھاگ سکتا ہوں۔
میرے پاس روپیہ نہیں مجھے مرگ معلوم نہیں۔ لیکن جگل میں کھوے
سر اس آدمی کے بس میں رہنے سے بہتر ہے۔ مارغا سے پانچ منٹ
تک گفتگو کا موقع ملے تو وہ میری مدد کرے۔ مجھے حضور روپیہ دیدے
اور اپنا۔۔۔ بھی بتا دے۔ میں نے اس وقت یہ نہ خیال کیا کہ جب میں
سے چلا جاؤنگا۔ دنیا میں کیا کروں گا۔ بلکہ یہ بھی خیال نہ آیا کہ یہاں تو
تمام ریسرچ لے سکیں ہیں جب میں سفر سے انتظام پر پہنچ جاؤں گا

تمام راستے میرے ساتھ چکے ہیں۔ جب سفر کے اختتام پر پہنچ جاؤ گے
مجھے کوئی دوست نہ ملے گا۔

دس مہینے بعد میں نے لٹافوں پر پتہ نکھنا شروع کیا۔ اور نصف گھنٹہ
سے پیشتر کام ختم کر لیا۔ پھر میں نے جگہ سے دروازہ کھولا۔ اور زمین سے آواز
لگا میں نے خیال کیا تھا کہ اسی کے دیکھنے کے بغیر باورچی خانہ میں پہنچ جاؤں گا
لیکن میرا مالک چوکس نکلا۔ جب آخری صوفی پر پہنچا۔ وہ ہنسی سے باہر نکلا
پورٹر۔ اس وقت دیا۔ پاؤں مکان میں کیوں پھرتے ہو۔

میں۔ میں باورچی خانہ میں پانی پینے جا رہا تھا۔ میں نے ختم ختم کر لیا ہے
پورٹر۔ مار تھا سو گئی ہوگی۔ ختم باورچی خانہ میں جا نہیں سکتی۔ تم کمرے سے
پانی پی لو۔

میں اس کے کمرے میں گیا اور پانی پیا۔ کیونکہ مجھے سخت پیاس لگی ہوئی
تھی۔ اس اثنا میں مسٹر پورٹر میرے کمرے میں جا لیا تھا۔ جب میں اپنے
دروازہ کے قریب پہنچا۔ وہ لفٹ لیکر کمرے سے باہر نکلا۔ میں نے اسکو
سلام کیا۔ مگر مجھے جواب نہ دیا۔ میں اسکو کھڑے کے قریب کھڑا ہو کر جانے دیتا
رہا۔ اس نے مکان کا وہ دروازہ جو بازار کی طرف تھا۔ قفل کر دیا۔ میں نے نیل
کیا کہ میں قید سی ہوں۔ اور یہ مجھے مار تھا سے لے کر موقع نہ دے گا۔

یہ ایک مجھے خیال آیا کہ ایک رتبہ میں فطر کی سڑک سے نکل گیا تھا۔ جب
سب سو جائیگے میں لڑکوں کے کمرے میں چلا جاؤں گا۔ اور وہاں سے نکل جاؤں گا
اس وقت مسٹر پورٹر اور اسکی بیٹی کے زمین پر چر رہے تھے۔ آواز سنائی دی۔ میں نے
خیال کیا کہ اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے قفل کر دیا جائے۔ مگر قفل نہ رہا
میں حیران تھا قفل کہاں گیا۔ شاید کہیں فرش پر لگا ہو۔ میں ہر جگہ قفل نہ
کیا۔ مگر کہیں نظر نہ آیا۔ میرے مالک نے اپنی یاکی کے ساتھ کھنڈ
کرتے ہوئے کہا تھا کہ جیہ تک تم حال معلوم نہ ہو جائے۔
کارروائی کی جائیگی۔ اس سے مجھے قدرے اطمینان تھا۔

ان کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا۔

کہ ان میں پر اسرار طور پر راز منکشف کر لئے کی طاقت ہے۔ اس خیال سے میں کھڑا اٹھا۔

جب میں اس قسم کے خیالات میں محو تھا۔ میں نے زمین پر قدموں کی آہٹ سنی۔ اور خیال کیا کہ وہ مجھے ہاتھ نہ دیکھیں۔ میں نے واپس کر دیا۔ اور بوٹ اور کوٹ اتار چھٹ بستر پر لیٹ کھیل اور تھ پڑ گیا۔ تدموں کی باپ میرے دروازہ کے ساتھ آکر بندھ ہو گئی۔ چند منٹ کے بعد دروازہ کھلا۔ اسوقت مجھے نہایت قلق تھا۔ میں نہ بل سکتا تھا نہ بول سکتا تھا بلکہ پڑا رہا۔ دروازہ سے روشنی کے آگے نظر اہو گیا۔ اور اسکا سایہ کمرے میں پرہنے لگا۔ کہ میں اسکے چہرے پر پڑتی تھیں۔ وہ بہت عجیب تھا اسی لئے اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا تو چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔ پورٹریٹ کیا تم ابھی سوئے نہیں ہو۔

میں۔ نہیں۔ جناب میں آپ کے یہاں آنے سے ڈر گیا ہوں۔ میں کھڑا تھا پورٹریٹ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ تمہارے دل میں گناہ ہے۔ نیک لوگ کبھی نہیں ڈرتے میں کبھی نہیں ڈرتا۔ وہاں تک کہ سو جاؤ۔

یہ کہ کردہ دروازہ سے باہر نکلا۔ اور دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا اب میں بالکل بے بس ہو گیا۔ اور میری رہی سہی امید جاتی رہی۔

میں اس آدمی کے قابو آ گیا تھا میں بستر سے اٹھا۔ اور دیباستانی محل میں کی جگہ ایک نہ ملی۔ میں نے کھڑکی کھولی اور باہر دیکھا۔ اندھیرا گھب تھا۔ چاروں طرف اہو کا عالم تھا۔ یہ تک کہ پہنے کی آواز نہ آتی تھی سوئے سیاہ بالوں کے نیچے کی نظر نہ آتا تھا۔ میں ایک ایسی جلیج کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی کوئی تھوہ نہ تھی۔

ایک سرتبہ میں نے مایوسی کے عالم میں باہر گرنے کا خیال کیا۔ لیکن بلندی بہت تھی۔ میں نے پھر کھڑکی بند کر دی۔ تاکہ شیطان کے ہر کانے سے نہیں گود نہ پڑوں میں اس وقت شراب پیا تھا۔ گریار سے ہر دسی کے کانپ رہا تھا۔

میں مارے بخون کے سخت بیدل ہو رہا تھا۔ میں نہایت غم و اندہ کی حالت میں بستر پر لیٹ کر اپنی قسمت کا انتظار کرنے لگا۔



پایہ خرابی

حادثہ

مجھے یاد نہیں کہ میں کب اور کس طرح سویدہ مگر میں سو ضرور ہو گیا۔ یہ بھی یاد نہیں کہ میں کتنی دیر سویدہ جب میں بستر پر لیٹ گیا اس کے بعد کی کسی بات کا مجھے تھیک خیال نہیں۔ میں کبھی اور خیالی باتوں میں اچھی طرح بہتے نہ تھیں کر سکتا۔ اس رات جو واقعات ہوئے ان کو جتنے امکان صحت کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کر رہا۔

پہلے جب میں سو رہا تھا۔ مجھے یہ خواب آیا۔

میں اس زبانہ کی سیر دیکھ رہا تھا۔ جو گذر گیا تھا۔ وہی التوریر کی رات تھی جسکو میں تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔ میں لڑکوں کے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا ہوا تھا میرے گرد وہ لوگ نظر آتے تھے جو بدلتوں پہنے چلے گئے تھے چاندنی کی خوب بہار تھی جیسی اس رات کو تھی میں نے سب کچھ دیکھ لیا۔ اور میں درخت پر سے زمین پر جا بیٹھ ڈر رہا تھا میری طرف منہ کر کے وہ لڑکی کھڑکی تھی جو بچے قدیم برج کے قریب ملی تھی

تھی۔ اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اسکے بال سپاند کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ میں درخت سے اترنے لگا۔ جب زمین کے قریب پہنچا۔ میرے تمام اعضاء سن ہو گئے۔ میں بے حس کھڑا ہو گیا۔ میرے سر کے اوپر ایک سرخ سانپ لپکتا رہا تھا۔ مگر اس کا سر نہ تھا تھا۔ اس کی دو سر آٹکھیں نہایت چمک رہی تھیں۔ اور میری طرف دیکھ رہی تھیں۔ مجھے مجال نہ تھی کہ اسکی آنکھوں سے اپنی آنکھیں ہٹا سکوں۔ اس سانپ کی آنکھیں میں کشش جیسی تھی جس سے میری آنکھیں اسکی طرف لپکتی رہیں میں ہر چند چاہتا تھا کہ اسکی آنکھیں پھیل لوں۔ مگر میرے میں یہ مجال نہ تھی غیر محسوس حرکت کے بغیر سانپ کی آنکھیں میرے قریب آ رہی تھیں۔ وہ میرے چہرے کے بالکل قریب پہنچ گئیں۔
ختم آگ وہ آگ کے گیندوں یا انگاروں کی طرح دھمکنے لگیں۔ اسوقت میری طاقت بالکل سلب ہو گئی۔ میرے تمام اعضاء ہینچ گئے۔ ایسا لمحہ سے شاہیں غصوت گئیں اور میں زمین پر گر پڑا۔
نفس الماسری ذابح

جب میں بیدار ہوا تو لپکا ایک نہیں بلکہ آہستہ آہستہ گیا۔ گویا کوئی آہنی آلہ قبضے اوپر کمپٹن اٹھا رہا تھا۔ میری آنکھیں کھلی تھیں۔ مگر تمام بدن اینٹھ ہوا اور بے حس تھا۔

بستر کے پاس ایک ڈیسک پر ایک لمپ رکھا تھا۔ جسکی روشنی ایک انکاس کرنے والے آلہ کے ذریعے سے جید ہو رہی تھی۔ اور یہ روشنی ایک عورت کے چہرے پر پڑتی تھی یہ بوڑھو لورڈ تھی۔ اس نے سیاہ مائل کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اسکی منتضیٰ نگاہیں ابھی چڑھی ہوئی تھی۔ میری آنکھوں کی طرح اسکی آنکھیں فلاف معمول پھیلی ہوئی اور میری طرف کشش کی نگاہیں ہوتے دیکھ رہی تھیں۔ اس کے اعضاء بھی سرور کی طرح اینٹھ ہوئے تھے۔ اسے بشرے سے کسی بات کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ اس آئے سرخ بالوں اور رمنہ کا سیاہ ایک پر صے پر پڑتا تھا۔ اسکی آنکھیں گویا میری روح نکال کر اپنے میں جذب کر رہی تھیں۔

بھر مجھے محسوس ہوا کہ میں بعض سوالات کا جواب دے رہا ہوں۔ مگر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ میں خود بخود جواب دیتا چلا جاتا تھا۔ یہ کسی پر اصرار طاقت کے ذریعہ میرے دماغ کے نہایت مخفی مقامات سے نکلتے تھے۔ تبصریح میں سید اور لہوش اور بے حس و حرکت لپٹا گیا۔

جب میں بیدار ہوا۔ میں اسی طرح پڑا تھا۔ جس طرح سو یا تھا۔ یعنی کچھ کپڑے بدن پر تھے اور کچھ اتارے ہوئے تھے۔ روشنی برہم تھی۔ اور آسمان سے دیر اور ادھر بارش ہو رہی تھی۔ میرے اعصاب سردی سے سن ہو رہے تھے اور میرا سر جھک رہا ہوا تھا۔ نو سر پر بھت قرب لگی تھی کہ ارل ہی اول تھے جو ڈھکی نوٹناک آنکھوں کا خیال کیا۔ اور مجھے قوی تھی کہ مجھے کمرے کے کسی گوشہ سے نظر آئیگی۔ میں اکیلا تھا۔ اور معمولی چیزیں چاروں طرف دکھائی دیتی تھیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ کئی بہت دیر بعد خیال کرے تکی طاقت ہیں بھر میں سوئے گا۔ کہ یہ واقع خواب کا تھا۔ میرے دماغ میں سنسی سی تھی وہ اس کا کوئی نشان نہ بھوٹا گیا تھا۔ ہر ایک چیز اسی حالت میں تھی جیسا کہ میں نے سوئے وقت دیکھنی تھی۔

میں نے بستر سے اٹھ کر سرد پانی سے منہ دھویا۔ اس سے میری طبیعت کو قدرے فروخت ہوئی۔ لیکن میرے دماغ میں سنسی سی تھی جو منہ ہاتھ دھوئے سے بھی دور نہ ہوئی۔ جب میرے قوائے دماغ نے کام شروع کیا۔ مجھ عجیب و غریب خیالات آنے شروع ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرے دماغ کی اصلی طاقت سلب ہو گئی ہے۔ ان آنکھوں کے یہ اثر آنے کی وجہ از خواہش ہو رہی تھی۔ مگر اس خیال سے میں کانپ رہا تھا۔ گویا میرے پر جادو چل گیا تھا۔ اور یہ جادو مجھے بے اختیار جو ڈھکی پور ڈھکی بکھینچ رہا ہے۔

جادو جو کہ بہت سا عرصہ گزر گیا ہے۔ میری زندگی کے اس حصہ کی باتیں ایسی ناگوار ہیں کہ مجھے ان کے ذکر کی جرات نہیں۔ البتہ یہ بیان کرنا

ضروری ہے کہ بعد ازان میری زندگی پر الٹا کیا اثر ہوا:

مسلط اور پڑنے جو دھمکی دی تھی وہ ایسی ویسی نہ تھی۔ میرے جسم و روح اسکی بیٹی نے بالکل سخر کر لیا تھا۔ مجھے خیال ہو گیا تھا کہ جو ڈھکے کی اور میں اس سطح پاوری کے ارادوں کا بالکل مطیع ہو گیا تھا کہ جو ڈھکے کی غیبتا میں زندہ نہ رہو لگا میں اس کے مجھے کئے کی طرح بھرتا تھا۔

میں اسکی نظر میں نظر ملنے کی کوشش کرتا تھا۔ جب میں اسکی طرف چند منٹ دیکھ لیتا تھا میرے سر غنودگی کی سی حالت طاری ہوجاتی تھی۔ اس وقت میری روح اسکے قبضہ میں ہوتی تھی۔ جب کبھی مجھے منتہی آتی تھی تو مجھے بہت کم فائدہ آتی تھی۔ مجھے عجیب طرح کے خیالات آتے تھے۔ میری صحت پر اس سے بہت زہون اثر ہونے لگا۔ میرے چہرے کا رنگ اور گوشت اڑ گیا۔ گویا کوئی سائبیریا خوں جو سدھا ہے۔ اس عورت سے مجھے محبت نہ تھی۔ بلکہ ایک عجیب کشش تھی۔ میں اس کے قدموں پر گر گفٹ کیا کرتا تھا کہ میرے پر رحم کرے اور میرے سے محبت کرے۔ اور میری بیوی بنوں۔ میں اس سے بھاگ جانے کے لئے دنیا کی دولت و عیشی دنیا پر اسکا غلام تھا۔ گویا اس نے مجھے پانچولان کر رکھا تھا۔ لیکن یہ قید اس قسم کی تھی جو قیدیوں سے کبھی نہ دیکھی ہو۔

وہ اپنے اقتدار کو میرے پر استعمال کرنے میں بڑی سنگ دلی سے کام لیتی تھی۔ وہ میرے سے نفرت و حقارت کرتی تھی۔ اور مجھے ہر سچ بگھتی تھی اس نے مجھے زبان سے نہ بتایا تھا کہ میری حسن اس قدر تیز ہو گئی تھی کہ میں خود بخود معلوم کر سکتا تھا۔

جو ڈھکے (ظن سے) تم کو چاہئے تھا کہ میرے باپ لے تم کو کہا تھا اس وقت میرے ساتھ شادی کر لیتے اب وقت گزر گیا۔

میں جانتا تھا کہ وہ مجھے ستا کر اور خوش ہو کر میرے ساتھ شادی کرنے لگی تھی اسکا یہ خیال اس طرح نظر آتا تھا۔ گویا اسکا دماغ ایک چھاپہ شدہ کتب تھی اور میں اسکو پڑھ رہا تھا۔

میں اس اثنا میں لوگوں کی نگرانی کا کام بھی کرتا تھا۔ مگر اس حالت راز میں لوگوں کی نگرانی بخوبی نہ ہو سکتی تھی۔ مسٹر پورٹر مدرسہ میں بہت آقاہو میرے ساتھ حسب معمول سلوک کرتا تھا۔ مگر تیر چھی نظر سے میرے پر فٹخ پائے کی بونتی کا اظہار ضرور کرتا تھا۔ مدرسہ کے اوقات کیوقت مجھے باوچپنا نہ میں داخل ہوتے مارٹھا کے ساتھ گفتگو کرنے کی اجازت نہ تھی۔ بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ مارٹھا نے کئی مرتبہ میرے پاس آنے کی کوشش کی تھی۔ بلکہ ایک دفعہ میرے کمرے کے باہر میرے سے باتیں کرنے کے ارادہ سے بھی آئی ہوئی تھی۔ مگر بادرہی اور اسکی بیٹی بہت چوکس تھی۔ اور اسکے ارادہ کے پورا ہونے کا موقع نہ تھا۔ کھانے کی میز پر بیٹھتے تھے تو بھی اس کی بات بات مد نظر رکھتے تھے اور نظر اٹھانے نہ دیتے تھے۔ مباد کہ وہ میرے ساتھ اشارے کنارے سے کسی طرح کی بات کرتے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ متفکر اور مغشوش نظر آتی ہے۔

میں اس سے ملاقات کرنے کی کوشش یا خواہش نہ کرتا تھا۔ میں زندگی کی ہر ایک چیز سے سوائے ایک شے کے قطع تعلق کر لیا تھا۔ ایک روز میں بالافانے میں سونے کے ارادہ سے جا رہا تھا۔ وہ مجھے پہلے زمین پر ملی اور آہستہ آواز میں کہنے لگی۔ ماسٹر سیلاس۔ یہ لوگ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ تمہاری صورت میں بالکل فرق آگیا ہے۔ تم اس دنیا کے باشندے معلوم نہیں ہونے۔ کیا میں تمہاری امداد کر سکتی ہوں۔ میرے سے امداد مانگتے ہیں سرور نہ کرو۔ میں ان سے ڈرتی نہیں۔ اگر میری جان بھی جائے میں تمہاری مدد کرنے میں دریغ نہ کروں۔

میں۔ تم میری درد نہیں کر سکتی ہو۔ میں تمہارا مشکور ہوں۔ مارٹھا۔ کہ یہ سچ ہے کہ تم مس جوڑتھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ میں۔ (دل میں ڈکر) ہاں امید ہے۔

وہنا موش کھڑی رہی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے مارٹھا۔ غریب لوٹے تمہارے پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے مجھے یقین

ہے کہ اس عورت نے تمہارے پر جادو کیا ہے۔

اس وقت ہماری طرف قدموں کی چاپ آتی ہوئی سنائی دی۔ جس سے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ جاسوس بالکل قریب پہنچ گئے ہیں۔ میں اپنے کمرے کی طرف چلا۔ اور مار تھا۔ یہ کہہ کر میرے پر کھڑوسہ اکھٹا دوسری طرف روانہ ہوئی۔

ایک درز گرہا میں جو عجز لوگ نماز پڑھنے آتے تھے پادری نے کی جادو کی ضیافت کی میں بھی ضیافت میں شریک تھا۔ اور جس جوڑے کے پاس بیٹھا تھا۔ وہ میرے ساتھ مہربانی اور الفت سے سلوک کرتی تھی۔

جب کھانے سے فراغت ہو چکی۔ ہم دونوں کمرے کی کھڑکی کے قریب جا بیٹھے۔ جس جوڑے اپنی کرسی میرے پاس سرکلائی ہو کر کھجی اٹھا ہاتھ میرے کندھے پر رکھتی تھی۔ اس کے لمبے بال میرے گالوں پر گر رہے تھے۔ اس نے باغ میں ایک چیز کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بھی تبھی میری طرف جو نظر سے دیکھتی تھی۔ ہنسی نظر میرے جسم میں آگ کے شعلے یا بجلی کے شرارے کا اثر ہوتا تھا۔

کمرے کی دوسری جانب میں سٹراپور ٹریلنے دو ستوں سے آہستہ آہستہ آواز میں باتیں کر رہا تھا۔ وہ میرے اور جوڑے کے متعلق گفتگو کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایک جگہ میں مجھے بھی سنائی دیتا تھا۔ پھر پھر۔ وہ اس قدر تھا کہ جس جگہ وہ قدم دہراتی ہے۔ اس پر نشان ہوتا ہے۔ خاک کی آواز سے اس طرح محبت کرنا گناہ ہے۔ مگر وہ سونے سے بھی زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔

ایک شخص۔ ہاں وہ بہرہ نگار اور نیک چہن وطنی ہے۔ مگر سٹراپور ٹریل کا کیا مال ہے خیال میں اس کی سٹراپور ٹریل سے شادی ہونے والی ہے۔ پادری۔ کبھی کبھی اپنی اعلیٰ مٹی کو اس کے نگار کے سپرد کر سکتا تھا۔ اس کے دل کو شہر آدمیوں کے راز سے پرکشش کرنا ہوتا تھا۔ مگر وہ بڑا ہی

ہی سنگدل اور شریر آدمی لکھا یہ معلوم ہوا تو میں نے اس سے صاف صاف
کہہ دیا کہ میں اپنی لڑکی کی تمہارے ساتھ شادی نہ کروں گا پڑ
اس شخص نے جس سے پادری مخاطب تھا اس کے قول کی صحبت تسلیم
کی۔

پادری۔ (میرسی طرف اشارہ کر کے) اس نوجوان کے پاس روپیہ نہیں اس کا
کوئی دوست نہیں۔ اسکو شرافت خاندانی سہ ماہ نہیں۔ مگر میرے تعلیم سے
اسکے دل میں پارسائی اور نکھاری پیدا ہو گئی ہے۔ جن لوگوں نے ان سے
کھلائی کی ہے وہ اسکی تعظیم کرتا ہے۔ کیا یہ باتیں دنیا کے مال و دولت
سے علم نہیں

مسٹر مضبوط۔ مگر تمہارے لئے جو اس دالمن میں رہتے ہیں۔ محوڑ می سی
دولت کی کبھی ضرورت ہے۔

پادری۔ بیشک مگر جو لوگ نیک اور پارسا ہیں۔ انکے لئے روکھی سوکھی
مردی اور بانی کا ایک پیالہ کافی ہے۔

ان کے درمیان اس قسم کی اور گفتگو بھی ہوتی رہی۔ نہایت سچ تمام
ما فرین رخصت ہو گئے آخر ہم اکیلے رہ گئے۔ میں اور جوڈھہ بدستور کھڑکی
میں بیٹھے رہے۔ ہم جہاؤں کو بلوغ کی روض پر جاتا دیکھ رہے تھے۔ پادری
انکے آگے جا رہا تھا پڑ

میں۔ (جوڈھہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر) اگر تم میرے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی سلوک
کرتی کہ جیسا کہ آج کیا ہے۔ میں بہت ہی خوش ہوتا۔

اس نے میرا ہاتھ حقارت سے ہٹا دیا اور کہنے لگی۔ احقر میں نے
تمہاری خاطر آج شام تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔ میں نے

سچووقت لوگوں کو دھوکہ دینے کے خیال سے ایسا کیا ہے۔ تاکہ جو میں
کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے لئے ایک معقول وجہ پیدا ہو جائے۔ تم دیکھتے

ہو کہ میں اپنے عاشق سے کوئی راز چھپانا نہیں چاہتی۔ بلکہ بعد ازاں مجھے ہر
الزام دینے کا موقع ملے گا کہ میں نے تمہارے سے دھوکہ کیا۔ میں اب

صاف صاف بات کہتی ہوں۔ اس سے تم کو چھپ کر باتیں سننے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ تم کو پھولوں کے پودے کے پیچھے کھڑے ہو کر کوئی نئی بات سنائی نہ دے گی۔

میں۔ (بے چینی سے) کیا مکویہ بات معلوم ہے؟
جو ڈھکے۔ میں یہ بھی جانتی ہوں اور تمہارے دل کے ہر ایک خیال کو بخوبی جانتی ہوں۔ تم میرے سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتے۔ میں تم سے کوئی سوال تو تم کو جواب دینا پڑے گا۔

میں۔ میں خوف سے خاموش ہو رہا۔
جو ڈھکے۔ سہااس کارسٹن۔ یا تمہارا جو نام ہے۔ اب سنو۔ تم نے مجھے نہایت ذلیل کیا ہے۔ میرے باپ نے تمکو کہا کہ میرے سے شادی کر لو بے شک یہ تجویز نہایت مایوسی کی حالت میں میٹھ کی گئی تھی، لیکن اگر تم چھپ کر ہماری باتیں باتیں نہ سنے تو تم کو یہ امر معلوم نہ ہوتا۔ تم نے ناوجود گنہگار۔
پاجی اور حقیر ہونے کے میرے سے شادی کرنے سے انکار کیا۔ تم نے جس کو میں اپنے پاؤں تلے کی خاک سمجھتی تھی اگر تم اس وقت میرے سے شادی کرنا منظور کرتے ہیں اس نفرت کو جو ہماری طرف سے میرے دل میں تھی کم کر دیجیے۔ میں مجھے احمق و اہل فتنہ اور ادا کرنے کی کوشش کرتی۔ بلکہ میں تمہاری نگاہ کو اچھی کہ تم نے مجھے شرمساری اور مذامرت سے بجا لیا ہے۔
گو اس بات کی تمکو خبر نہ ہوتی۔ اب میں تمکو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔ تاہم میں تمہارے ساتھ اسلئے شادی کر دیتی کہ تمکو ذلیل کروں تم کو کچھ بتلی بناؤں۔ اور تمہاری زندگی کو تلخ اور دوبہر بنا دوں۔ میں تم کو باتیں بے وقوفانہ اور جہل سے بھرا ہوا ہی ہوں۔ تم میرے خلاف بگوش غلام رہو گے۔ جب کہ پہلے ہو۔ تم میری طرف شامداد و عیال پوسی کر دے گے۔ اور پھر کہہ گے کہ میرے سے محبت کرو۔ جب کہ پہلے منہ سے سبابت کر رہے ہو۔

چھٹا باب

شادی

جو ڈھکے نے مجھے سچ کہا تھا۔ اس کی باتوں سے میرے دل میں بہت خوف پیدا ہوا۔ ہماری شادی کی تاریخ مقرر ہوئی۔ میں اس روز کا خوف سے انتظار کرنے لگا۔ تاہم مجھے اس کی آمد کا ایک طرح سے شوق بھی تھا۔ میں مانتا تھا کہ شادی سے میری تمام عمر مصیبت اور تکلیف میں لگیگی تاہم یہ بھی جانتا تھا کہ شادی کرنی پڑے گی۔ میں آئندہ دنیا کی نسبت خیال کرنے کی حرات نہ کر سکتا تھا۔ نہ میں آئندہ زمانہ کی تصویر صفحہ زینا پر بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ میں حالت بیخود سی میں تھا۔ میری قوت متیز غنما ہو گئی تھی میں آئندہ زمانہ کا منتظر تھا۔ اور اس امر کی کچھ پروا نہ تھی کہ میرا انجام کب ہوگا۔

جو لوگ زمانہ کے شیب و فراز سے واقف ہیں۔ ان کو یہ باتیں فزین قیاس معلوم نہ ہونگی۔ اگر اس بڑے اسرار اثر کا لحاظ کیا جائے۔ جو میری زندگی پر پڑا تھا۔ میں حرات سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی عموماً کسی ہی حالت ہے جو اس وقت میری تھی۔ کیا آئے دن یہ دیکھنے میں آتا کہ لڑکیاں ان اردوں شادی کر لیتی ہیں۔ جنکی نسبت وہ باخشی ہیں۔ مکدہ شرابی بدخلن ہیں۔ مالاکو لڑکیوں کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر ان سے شادی کر لی تو تمام عمر مصیبت اور تکلیف میں گزارے گی۔

کیا جو اہری اور شرابی معمولی حالت میں اس ارستہ واقف نہیں ہوتے کہ وہ اپنے جسم اور روح کو برباد کر رہے ہیں۔ یہ کہ وہ ابسے کام کرتے ہیں جو انکو نیم خانہ شفا خانہ اور پاگل خانہ میں لیجائے گا باعث ہونگے۔ ناہم وہ اپنے ضبط کو روک نہیں سکتے۔ اور دیکھنے دیکھتے جا اور بار اور تباہی میں کود پڑتے ہیں :

اس طرح زمانہ گزرتا گیا اور شادی کا دن آیا۔ مجھے اس روز کی بات بات اور تمام واقعات بھولی یاد ہیں۔ شادی کی رسم گرجا میں لڑکی کے گھاس ادا کرینی تھی۔ اس شہر کے تمام معزز لوگ اس تقریب میں شامل ہونے والے تھے۔ مسٹر پورٹر نے شادی کی میزبانی کا کھلے دل سے اہتمام کیا تھا۔

جب میں خیانت کے کمرہ میں داخل ہوا دہاں لوگوں کا ہجوم ہو رہا تھا۔ دو تین خوبصورت نوجوان وہاں کے دوستوں (لہجہ انوں کے طور پر) مدعو کئے گئے تھے۔ وہ پہلے بھی گرجا میں آیا کرتے تھے۔ دو درشت مزاج لڑکیاں وہاں کی خرمیں بختیاب کی گئیں تھیں۔ یہ مسٹر ہفمنر کی بیٹیاں تھیں۔

مگر کسی شخص نے شادی کا لباس نہ پہنا تھا۔ کیونکہ یہ لوگ اس عیسائی فرقے کے پیرو تھے جن میں فوق الہرک پوشاک پہننا ممنوع ہے۔ تمام کا لباس سیاہ تھا۔ تو یا لوگ مہانہ کی نماز پڑھنے آئے تھے۔ انہیں سے ہر ایک آدمی نے مجھے متانت سے سلام کیا۔ لڑکے بشریت سے مسرت یا خوشی کے آثار نہ دکھاتے تھے۔ کیونکہ خوش ہونا اور شہر ہونا انکے خیال میں یکساں تھا۔

یہاں کے دروازہ پر دو تین سیاہ ٹم کھڑے تھے۔ جب سب تیار ہواں ہو چکیں۔ ہم باہر نکلے۔ سارے ہال میں کھڑی تھیں۔ اس نے مکان کے کورس کو دیکھا۔ اچھا میں نے کونسی رات سے جب وہ سیر میوں کے لباس میں گھات میں کھڑی تھی اس سے کوئی بات نہ کی تھی :

کے کواٹ کو پکڑا ہوا تھا۔ میں نے اس رات سے جب وہ سڑھیوں کے پاس میری گھات میں کھڑی تھی اس سے کوئی بات نہ کی تھی۔ بلکہ اس کو کھانے کے وقت کے سوا کبھی دیکھا تک نہ تھا۔ جب میں باغ کی طرف چلا۔ مسٹر ہمزہ میرے بازو کے سہارے بارہی تھی۔ اس نے میرے پیچھے ایک پرانی جوتی پھینکی۔ وہ حیران تھی۔ مسٹر پورٹر اسکے پاس ذرا ٹھہر کر اس کو کافروں کی رسم ادا کرنے پر کو سنے لگا۔

گو گرمی کا وسط تھا۔ صبح کا منظر دکش نہ تھا۔ اقلق کے ایک۔ بیسے سے دوسرے سے تک آسمان آسمان کا رنگ شیشے کی طرح تھا۔ بوندا باندھی ہو رہی تھی۔ اور دوسری چیزیں نظر نہ آتی تھیں۔ پھینکے ہوئے درختوں سے پانی کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ ہر ایک معمول کی مچھڑیاں پانی سے لبالب کھرمی ہوئی تھیں نہ ہر ایک پتے اور گھاس کے ہر ایک تنکے پر پانی کے قطرے گرے کو تیار تھے سینکڑوں کی سڑک پر چھوٹے چھوٹے پانی کے جوڑے تھے۔ بولائی کے لینے کا کوئی کرم یا پرندہ باہر نظر نہ آتا تھا۔ ہوا میں خاموشی تھی۔ گویا قدرت کی تمام آوازیں دم بخود ہو گئی تھیں۔ صرف بارش کی ٹپ ٹپ سنائی دیتی تھی۔ اور درختوں کے لینے کی آواز جب پانی کے بوجھ سے سبکدوش ہونے کے لئے جو بارش نے اپنے ڈال دیا تھا۔ جینش کرتے تھے :

چھوٹا گر جاسر ہوتا ریک تھا۔ اور ہر ایک چیز رسم کے اثر سے مرغوب تھی۔ گھراکینوں سے مدھم مدھم روشنی آتی تھی۔

مسٹر ہمزہ۔ (میرے سے مستحکم ہو کر) یہ دن شادی کے لئے۔ موزوں نہیں :

میں۔ یہ تجھ پر تکلیف کے لئے بالکل موزوں ہے۔

اس نے میری طرف تعجب سے دیکھا۔ دو لہا کے مہنے سے اب جملہ سکروہ ضرور حیران ہوئی ہوگی۔

شادی کی رسم ادا ہوئی۔ میں نے جوڑے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس روز

میں نے اول مرتبہ گرجا میں ہی جو ڈھنگ کے چہرے کو دیکھا تھا۔ اس کا رنگ فق تھا۔ اس کے لشرے سے خشونت پائی جاتی تھی۔ گویا اس نے ایک نفرت انگیز کام کرنے کے لئے اپنے دل پر جبر کیا ہے۔ میں نے اس کے ہاتھ کو مس کیا تو وہ چونکی۔ وہ کانپنی۔ مگر اس کے طرز سے پایا جاتا تھا کہ اس کے دل میں سختی اور حقارت بہت کم ہے۔ کیونکہ اسکے آنسو جاتی تھی۔ سرور پر بھی بے چین اور غلاب تھا۔ میں اس کی دعا کو مسیت کی۔ رما سے خیر تصور کرنا تھا۔ آخر دعا ختم ہوئی۔ تمام جماعت گرجے سے نکلنے کے پیشتر دروازہ کے قریب جمع ہوئی۔ جو ڈھنگ اور اس کا باب دروازہ کے قریب ایک چھوٹے کمرے میں چلے گئے۔ دروازے کے پاس مجھے۔ ایک چھوٹی خیمک دار خیز نظر آئی۔ یہ ایک سنہری ڈبیہ تھی۔ میں نے اس کو اٹھایا اور انگلی سے اس کی کافی دبا کر اسے کھول دیا۔ میرے دل میں اس وقت عجیب سنسنی پیدا ہوئی۔ اس میں ایک چہرہ سالہ لڑکی کی تصویر تھی۔ اسکی شکل اس لڑکی سے ملتی جلتی تھی۔ جو مجھے قدیم سرج کے پاس ملی تھی۔

میرے دل میں سوال پیدا ہوا۔ یہ تصویر یہاں کون لایا اور کیونکر آئی؟ میں نے اسکو حیات سے جیسا میں رکھ لیا۔ اور اس خیال میں تھا کہ اگر کوئی شخص مانگے گا اسکو دے دوں گا۔

ہم گاڑیوں پر سوار ہو کر پھر کھڑکیوں کے ذریعے وہاں پہنچے تو کھانا طیارہ تھا۔ شام کے وقت وہاں رخصت ہو گئے مگر کسی نے زبانی جز نہ لیا ہوئے گا ذکر کیا۔ اور تصویر والی ڈبیہ کا راز ایک مقدمہ لائیکل رہا۔ چونکہ میں اس تصویر کو دینے کا ہندوان فریض مسند تھا میں نے یہ نہ پوچھا کہ یہ کسی کی ہے۔ میں نے اسکو قیمتی فرارے کی طرح پاس رکھا۔ اور نہ معلوم کیا وجہ تھی۔ اس روز کے غم والے کے باوجود اس تصویر سے مجھے گونا گونا امید ہوئی۔

جب مارٹا میرا ہاتھ لے کر کھانا کھا رہی تھی۔ اس نے آہستہ

میرے ہاتھ میں کاغذ کا ایک پرزہ رکھ رہا۔ میں نے اسکو فی الفور پکڑ لیا۔ فٹو گریفر میرے بعد وہاں سب رخصت ہو گئے۔ جو ڈیو اپنے کمرے میں کپڑے تبدیل کرنے چلی گئی تھی۔ اور مسٹر لورڈ اپنے گرام گھر سے۔ سیرانڈی کی بوتل نکال رہا تھا۔ میں نے اس فرحت کے وقت میں اس پرزہ کو کھولا۔ اس میں مندرجہ ذیل مضمون لکھا ہوا تھا۔ جس کو میں نے بشکل یہ لکھا۔

یہاں یہ میرا آخری روز ہے۔ میں کل صبح چلی جاؤنگی۔ میرا پتہ یہ ہے۔ ہمبریہر ایک سڑک کے مکانات۔ اپلنگ روڈ۔ کیمڈن ٹاؤن لنڈن۔ اپنی حفاظت کرو۔ خدا تم کو مدد دے۔ مارتھا۔

گویا میرا ایک دوست بھی جانے والا تھا۔ اسکے جانے کے بعد میں شیر کے گھٹ میں اکیلا رہ گیا۔ میرے دل میں خوف اور مایوسی کا نیا خیال پیدا ہوا۔

دوسرا حصہ

وسیع دنیا میں

ہلا باب

لندن کا سفر

میں رشتہ ازدواج کو برداشت نہ کر سکا اور بھاگ نکلا۔ شادی کی رات سے ایک ماہ بعد میں نے پادری کے مکان کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دی۔ میں یہ نہ بتاؤں گا کہ اس ایک ماہ میں کیا واقعات ہوئے۔ ان اسی دنوں میں میں نے جو صحبتیں سہاں ہیں۔ میں کالسی سے تذکرہ نہ کروں گا۔

اکتیس دس اگست کی رات کو میں اپنے کمرے میں دبے پاؤں نکلا اور لوگوں کے کمرے میں گیا۔ ان میں سے کسی نے نہ تو مجھ کو دیکھا نہ میرے آنے کی آواز سنی۔ میں نے کمرے کی کھڑکی کھول دی۔ اور ناشیاتی کے درخت کے ذریعے باغ میں اتر گیا۔ اسوقت مجھے ایک گزشتہ رات کا خوفناک خواب یاد آیا۔ میں خیال کرتا تھا کہ سرخ ساپ درخت کی کھنکھی شاخ سے لپٹا ہوا ہے۔ لیکن میں زمین پر پہنچا اور سالم پہنچ گیا۔

تین منٹ سے کم عرصہ میں سڑک پر پہنچ گیا۔ میں آدرا گردے دبے

خانمان مگر آزاد تھا۔ میرے پاس صرف شادی کا لباس اور کپڑوں کا ایک
اور جوڑا تھا۔ یہ جوڑا میں نے ایک کپڑا میں باندھ لیا تھا۔ چاندنی چھٹکی ہوئی
تھی۔ میں نے اس ٹکڑے پر آخری نظر ڈالی۔ اور تیزی سے چلا۔
میں خیال کرتا تھا کہ اپنے قدیم واقعوں کو پیچھے چھوڑ چلا ہوں۔ اور پھر
انکو دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ کیا میرے خیالات ٹھیک تھے۔ ہم آگے چل کر
دیکھیں گے۔

میں شہر بری کی طرف چلا۔ میں گرجے کے پاس سے گذرنا تو تمام بدن مختار
اٹھا پھر میں شہر مذکور میں داخل ہوا اور خانقاہ کے محضروں میں داخل ہوا
میں نے ان کو مذکورہ بالا اکتوبر کی رات کے بعد کبھی نہ دیکھا تھا۔ لیکن قدیم
سرج کے سامنے کھڑے ہو گیا۔ کیونکہ مجھے تو یہ تھی کہ وہ حسین مایہ بین لڑکی
ص سے پہلے ملاقات ہوئی تھی۔ پھر بیگی۔ مگر سرج کے چاروں طرف ہوا
عالم تھا۔ رد و مل کوئی زرد بشر نظر نہ آتا تھا۔

میں کہاں جا رہا تھا۔ لندن کو، میرا تھا کہ پاس میں اس کا دفعہ
اختصاص سے مجھے حضور تھا۔ میں جانتا تھا کہ کسی قسم کی ملازمت ملنے تک
مجھے اپنے مکان میں رہنے دیجی۔ میں نے کسی شہر میں جا کر کپڑوں کو فروخت
کر کے کاراوا دیا تھا۔ تاکہ روٹی اور مکان مل سکے مجھے خیال نہ تھا کہ لندن
کی سڑک کدھر ہے۔ لیکن میں اس سڑک پر جہد جہد جا رہا تھا۔

پندرہ مہینے کے اندر میں آٹھ میلان میں پہنچ گیا۔ ایک گھنٹہ
کے بعد مجھے میل کے چھوٹے چھوٹے گھوڑے نظر آیا۔ لندن کی رات اس سے
مجھے بحیرت اٹھینان ہوا۔ میلوں کا مگر گھس گیا تھا۔ مگر چونکہ میں ٹھیک رشتہ
پر جا رہا تھا۔ میں نے اس کو کچھ خیال نہ کیا۔ اور میں بہت ہوشیاری کے
ساتھ آگے بڑھا۔

صبح کے قریب میں ایک بڑے قدیم طرز کے گھاؤں کے قریب پہنچا۔
جو مجھ میں نے آرام کی جگہ تلاش کی۔ مگر گاؤں کے مکانات کے دروازے بند
تھے اور سب لوگ سوئے ہوئے تھے۔

آخر میں گاؤں کے گرجے کے پھاٹک پر پہنچا۔ جس کے احاطہ میں
بہت درخت تھے۔ میں نے خیال کیا کہ یہاں آرام کرنے کی کوئی جگہ ضرور
ہوگی۔ میں پھاٹک کھول کر اس کے احاطے سے اندر داخل ہوا۔
گرجے کے صحن میں پانی کی ایک ندی بہتی تھی۔ اس کے ایک مقام پر
ایک تختہ بطور بل کھینکا ہوا تھا۔ میں نے ندی سے جھک کر پانی کا ایک
جلو لیا۔ اور اپنا منہ دھویا۔ اور پھر پانی پیا۔ اس سے مجھے فرحت ہوئی۔
اور زحار میں مبتلا۔

یہ جگہ میرے آرام کرنے کے لئے بہت عمدہ تھی۔ ضرور وغوفا کا
نام نہ تھا۔ میں ایک قبر کے پتھر پر لیٹ گیا۔ اور کپڑوں کی گھڑی سر کے
نیچے رکھ لی۔ چونکہ میں بہت تھکا ہوا تھا۔ باوجود سردی کے میں گھوٹ
سو گیا۔

جب میں بیدار ہوا آنکھ خوب درخشان تھیں۔ اور ہر اندے۔
راگنیاں گارہے تھے۔ کچھ وقت تک میں حیران تھا کہ میں یہاں ہوں
لیکن پھر اپنی حالت سمجھ میں آئی۔ میں پیچھے کی سل پر سرسجود ہو کر
خدا تعالیٰ کی جناب میں شکریہ ادا کرنے لگا۔ جس نے مجھے ظالموں کی
غلامی سے چھوڑا یا تھا۔ اور اپنی آئندہ سلامتی کی صدق دل سے دعا
کر لی۔

جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا۔ میں اکیلے تھا۔ میرے
سے تھوڑے فاصلے پر ایک شریف بوڑھا بیٹھا تھا۔ جس کے کپڑے
وہ قانون کے سے تھے۔ اور وہ میری طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔
بوڑھا۔ (دخوش آواز سے) نوجوان سلام۔ تم سرد پتھر پر سوئے ہوئے
میرے خیال میں تم تمام رات صبر کرتے رہے ہو۔

ہیں۔ ہاں جناب

بوڑھا۔ بہت دور سے آئے ہو۔

میں شہر تری گئے آیا ہوں۔

بوڑھا۔ اسی وہ تو صرف دس میل کے فاصلے پر ہے۔ تم کو چاہئے تھا کہ تمام رات آرام سے سوتے اور اس وقت روانہ ہوتے۔ سردی سے ہمیں نقصان پہنکا۔ تم بہت مضبوط معلوم نہیں ہو گئے۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ میں سرد رہتا تھا کیونکہ بوڑھا مجھے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور میں نہ جانتا تھا کہ اپنا سراغ پیچھے چھوڑ جاؤں۔

بوڑھا، معاف نہ کھنائیں گے یہ لفظ نہ سوال کیا۔ جتنے جب تک کچھ کھانے کو تم آگے سفر کرنے کے قابل نہ ہو گئے۔ گاڑی میں ایک سرائے ہے والے سے کھانا خوب ملے گا۔ اس کے متعلق اچھے آدمی ہیں۔ ارزاں نرخ پر سب کچھ لیا کر لیں۔

کھانے کا نام سن کر میں کچھ شرمندہ سا ہو گیا۔ کیونکہ میرے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا۔ تاہم قریب کے میں فاضل کیسے فروخت نہ کرتا مجھے ایک نوالہ سے کی اس قدر تھی۔ میں نے کیلوں کی گٹھنری اٹھائی اور اسکو سلام کر کے

روانہ ہوا۔
 بوڑھا، کھینچو۔ کھینچو۔ یہ غلط کے لئے یہاں آئے۔
 میں اس کے قریب گیا۔ پیچھے سے کبھی زیادہ غور نہ کیا۔
 شروع کیا۔

بوڑھا، چلو ناشتہ میرے ساتھ تناول کرو۔ مجھے تمہاری صورت پسند ہے میں تمکو آوارہ گرد نہیں سمجھتا۔
 میں۔ آوارہ گرد

بوڑھا۔ ہاں تم جانتے ہو آوارہ گرد کون ہوتے ہیں؟
 میں نے سر ہلایا۔ میری اس ناواقفیت سے بوڑھے کے دل میں شک پیدا ہوا۔ وہ خیال کرنے لگا۔ یہ نہیں جانتے یہاں کیا تھا۔ پھر میرے لشکر سے اسکو میری صداقت کا یقین ہو گیا۔

بوڑھا۔ (شکر) اگر تم کو اس لفظ کے معنی معلوم نہیں۔ تم وہ نہیں ہو گئے جو اس سے مراد ہے آرمی ساتھ ملو۔

ہم اس پھاگ کے مقابل کے ایک اور پھاگ سے جس سے
میں گرجا میں داخل ہوا تھا۔ باہر نکلتے۔

لوڑھا۔ میں ہمیشہ یا سچ بچے پیدا ہوتا ہوں۔ اور اگر موسم بہت خراب
ہو۔ گرجے تک سیر کرتا ہوں۔ یہ کئی سال سے میری عادت ہے۔
اور جب تک میں وہاں۔ (گورستان کی طرف اشارہ کر کے) نہ پہنچا دیا جاؤں
میرسی یہی عادت رہی۔ لیکن اس خفیف واقعہ میں تاخیر کرنے کیلئے
وزرش اور صبح کی ہوا خوری سے زیادہ کوئی حیرت انگیز نہیں (اس کے البتہ قبول
کے پتھروں پر سونا اس مقصد کے لئے حیدان سمجھتے ہیں)۔

دس منٹ بعد ہم ایک پھاگ کے سامنے پہنچے۔ پوڑھے نے
قفل کھولا اور ہم اندر گئے۔ ہمیں میں ایک باغ تھا۔ اسی ایک رشتہ سے
ہم ایک نہایت خوبصورت مگر مختصر مکان میں پہنچے۔ اس کے چاروں
طرف چھوٹی بلیں چر رہی تھیں۔ باغ میں پھولوں کے تختے بہت نفیس تھے
ایک طرف انگورستان تھا۔ دوسری طرف نہایت چمکیلا۔ اور گدار
پوڑھے تھے۔ صبح کے آفتاب کی سنہری کرنوں میں باغ وغیرہ کا نظارہ بہت
سہلونا معلوم ہوتا تھا۔

میں۔ (دل میں) یہ اس مکان سے جہاں سے میں آیا ہوں کیا مختلف ہے
پوڑھا۔ کیا یہ مقام خوبصورت نہیں۔
میں۔ بیشک بہت خوشنما اور خوبصورت ہے۔

وہ مجھے ایک چھوٹے ڈاکرے میں لے گیا اس میں بہت عمدہ اور
تصنیف فرمایا تھا۔ ناشہ میز پر چائے تھا۔ ایک ادھیر عمر خادہ ہمارے
ماننے کے چند منٹ بعد دوسرا پیالہ اور شطری اور چھری کاٹھلے آئی
ہم لے اندھے اور گھٹ کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کیا۔ کھانے کے
بعد نہایت نفیس چاہ کی دو پیالیاں نوش کیں۔ میں نے عمر بھرائش
کا لذیذ کھانا کھلی نہ کھایا تھا۔ اور میں نے خوب سیر ہو کر تناول کیا۔

میرا میزبان میری طرف کبھی کبھی تجھ سے لگا کر تھا تھا۔ گویا وہ
مجھے دیکھ کر حیران تھا۔

بوڑھا۔ میرے خیال میں تم مستحقِ ڈسٹ فرقہ کے عیسائی ہو
میں۔ جناب نیچے یہ فقر حاصل نہیں؟

بوڑھا۔ تمہارا کلبے بالوں اور سیاہ لباس سے مجھے یہ خیال آتا تھا۔ تم
بہت ملین معلوم ہوتے ہو۔ آبا میں بھانپ گیا۔ تم معلم ہو۔
میں۔ بیشک تمہارا یہ خیال درست ہے۔

بوڑھا۔ اسی لئے تمہاری صورت مصیبت زدہ معلوم ہوتی ہے۔ شاید
تکو تھو قلیل ملتی ہوگی۔ میرے خیال میں تم اپنی آسامی چھوڑ آئے ہو
میں۔ ہاں جناب۔

بوڑھا۔ کیا تھو کوئی مل گئی ہے۔

میں۔ بالفعل نہیں۔

بوڑھا۔ اس وقت تم کہاں جا رہے ہو۔

میں۔ میں لندن کو جاتا ہوں۔

بوڑھا۔ شاید وہاں تمہارے دوست ہوں گے۔

میں۔ (تردد کے بعد) ہاں میرا ایک دوست ہے جو شاید میری مدد کرے گا۔

میں اسکو مختصر جواب میں اس لئے دیتا تھا کہ میں اسکو عام حالات

تباہی میں متاثر تھا۔ نگڑہ ایسا علیم اور نرم دل معلوم ہوتا ہے کہ مجھے

اس سے رحم کی امید ہوئی۔ مگر جو کچھ میں طبعاً کم گو تھا۔ میں چپ رہا۔

بوڑھا۔ کیا تم پیدل ہی لندن جاؤ گے

میں۔ ہاں جناب میرا دل مانیکا کوئی اور ذریعہ نہیں؟

بوڑھا۔ مگر تمہارے پاس کچھ روپیہ ضرور ہوگا۔ تمہارے آٹا لے ملازمت

چھوڑنے پر تھو کچھ رقم دی ہوگی۔

میں۔ مجھے روپیہ نہیں ملا۔ میں بھاگ آیا ہوں

بوڑھا۔ روپیہ نہیں ملا۔ وہ جگہ بھی عجیب ہوگی۔ پھر تعجب نہیں کہ تم

وہاں سے فوراً آئے۔ مگر پوچھنے سے تم پیدل بھی روپیہ بغیر نشان نہیں دے سکتے۔

میں۔ میرے پاس کپڑوں کا ایک فالتو جوڑا ہے۔ میں اسکو شہر میں جا کر دیکھتا ہوں۔
پوڑھا کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ اور چار گھنٹے لگا۔ یہ کیسے میرے پاس
چھوڑا دے میں ان کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں تم کو ایک اشرفی قرض دے گا۔
یہ تم کو لندن میں تمہارے دوست کے پاس بھیج دوں گا۔ اور تمہاری سب
میں کچھ روپیہ بھی بچ رہے گا۔ جب اشرفی واپس آجھو گے۔ تم کو ایک
پنچا دیے جائیں گے۔ یہاں سے ڈیرہ میل کے فاصلے پر ریلوے سٹیشن
ہے۔ نصف ٹھنڈے بعد ریلوے گاڑی آئے گی۔ تم اس گاڑی پر سوار
ہو سکتے ہو۔ میں تم کو راستہ دکھا دوں گا۔ میں کو ایک اشرفی لا دوں گا۔
وہ ایک ادھر میں چلا گیا۔ اس کے ساتھ سے بہت امید
ہوئی۔

میں کٹرل کو رومال سے جس میں وہ بندھے تھے۔ نکالنے لگا
اس وقت مجھے کمرے کے ایک گوشے میں ایک تصویر نظر آئی۔ یہ ایک
عورت کی تصویر تھی۔ جس کے بال سنہری۔ چمکدار۔ بنو لیبورت۔ غلگین
سہ چہرہ۔ نیلی آنکھیں تھیں۔ مجھے خیال آیا۔ میں نے اس عورت کو
پہلے کبھی دیکھا ہے۔ جب یہ خیال کر رہا کہ یہ عورت کہاں سے بھیجی گئی
پوڑھا پھر کمرے میں داخل ہوا۔

پوڑھا۔ کیا تم میری بیٹی کی طرف دیکھ رہے ہو۔

میں۔ کیا یہ جناب کی لڑکی ہے۔

پوڑھا۔ ہاں یہ میری اکلوتی بیٹی ہے۔

میں۔ کیا وہ اب تک زندہ ہے؟

میں۔ شاید میں نے سو خیال کیا تھا وہ غلط ہو۔ اس وقت میں بچہ تھا۔

اس نے مجھے اخرفی دیدی۔ اور میرے شکرانے سننے نہ چاہتا

تھا۔

بوڑھا۔ خاموشی نشہ گزار ہونے کی ایسی کونسی ضرورت ہے اگر مجھے۔
 معلوم ہوتا کہ تم نے سبب سچ سچ بیان کیا ہے۔ میں شکوہ پانچ اشرفیوں کے
 دیتا لیکن مجھے اتنی مرتبہ دہوکہ دیا گیا ہے۔ کہ اب میں ہر ایک شخص سے شکوہ
 رہتا ہوں۔ مجھے تمہاری صورت پسند ہے۔ لیکن میں نے بعض آدمیوں کے
 کی بھی ایسی ہی صورت دیکھی ہے۔ میرے لونڈے میں نے تمہاری بات
 پر یقین کر لیا ہے۔ گو انسان کی صورت ہر ہمیں اعتبار نہ کرنا چاہئے۔
 اس وقت ہم مکان سے نکل گئے تھے اور باغ کی روش پر جا رہے
 تھے۔ تھوڑی دیر جا کر ایک ساہرا آیا اور وہاں سے میرا مہربان بوڑھا دوست
 رخصت ہونے لگا۔

بوڑھا۔ اگر تمہارے روزگار کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔ اور تیکو وقت پیش
 آئے فی الفور مجھے لکھو۔ لیکن سحالت میں تمہیں تمام حالات لکھنے ہونگے
 میرے سے دہوکہ نہ کرنا ہوگا۔ گو تم لوجوان ہو مگر کمیت کم گو معلوم ہوتے ہو۔
 شاید اس میں بھی کوئی بہتری ہو۔ یہ میرا پتہ ہے۔ لورخصت۔

تم صبح سلامت منزل مقصود پر پہنچو۔ اور اپنے مدعا میں کامیاب
 ہو۔ دیکھو کہ دو سو قدم کے فاصلہ پر یہ نہڑک دائیں ہاتھ کو ٹرگئی ہے
 تم بھی دائیں ہاتھ کو بڑھاؤ۔ اور وہاں سے اسٹیشن صاف نظر آئے گا۔ مگر
 جلد جلد جاؤ۔

یہ بکھرہ چلے آیا۔ میں دل میں اسکا نہایت مشکور تھا۔ میں ریل
 گاڑی کے اسٹیشن پر آنے سے چند منٹ پہلے پہنچ گیا۔ میں نے ایک باڑھی
 کو ایک پٹری دیکر ریل گاڑی کے کاٹھنٹ لیا۔ گاڑی آئی اور میں اس کے ایک
 کمرے میں سوار ہوا۔

گاڑی تھوڑی دیر بعد روانہ ہوئی۔ اس سے پہلے میں نے کبھی
 ریل کا سفر نہ کیا تھا۔ ریل چلتی تھی تو چاروں طرف کی چیزیں اوڑتی دکھا کی دیتی
 تھیں۔ اور ہر منٹ بعد ایک اور ہی نظارہ دکھائی دیتا تھا۔
 یہاں تک مجھے اس پتہ کا خیال آیا۔ جو بوڑھے نے مجھے دیا تھا۔

میں نے اس کا رڈ جیب میں ڈال لیا تھا۔ اس پر یہ کھٹکا تھا۔ جو نا ممکن
 راڈویل ایکوائٹر۔ وڈن کا بیج سلاہرٹن سفوک۔
 جیب میں لے کر یہ ہر مہمیرا دل یکا یک دھڑکنے لگا۔ کیا یہ بڑھا
 اس آدمی کا رشتہ دار ہے جس نے میری زندگی پر نہایت مفرات ڈالا ہے
 یا یہ میرا وہم ہی ہے۔ میں اس خیال میں اس قدر محو ہوا کہ ریل گاڑی
 کے چلنے اور اپنے کمرے کے دوسرے مسافروں کی طرف سے میرا مدین
 بالکل ہٹ گیا۔ میں پھر انہی شادی کے دن اور اسکے تمام واقعات پر غور کر
 کر نے لگا جب مجھے ڈوبیہ کا واقعہ یاد آیا میرا دل کھل گیا ایک دھڑکنے لگا کیونکہ
 ڈوبیہ گیاروں کے جوڑے میں رہ گئی تھی۔ گواسکا ضائع ہونا ناممکن تھا۔ لیکن
 مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ میرے ہاتھ سے چلی گئی ہے۔
 اس کے ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ اس ڈوبیہ میں جو تھوہر تھی
 وہ لغیر اس عورت کی تصویر تھی۔ ان میں فرق یہ تھا کہ سو خیر الذکر تصویر جوانی
 کی تھی اور یہی بچپن کی تھی۔
 میں اس امر پر غور کر رہا تھا کہ گاڑی یکا یک کھڑکی ہو گئی۔ میں نے
 پوچھا تو یہ لہندن کا ایک پرائیڈیشن تھا۔ میں اس پرائیڈیشن فارم پر لوگوں کا
 وہ ہجوم تھا کہ دھکم پیل سے چلنے والے پسے باتے تھے۔ شور و شعل سے
 مکان پھٹتے تھے۔

دوسرا باب



مارتھا

میں لوگوں کی دھکم پیل۔ شور و غوغا سے بہت پریشان ہوا آخر
میں نے ایک پولیس مین سے جو خاموش کھڑا تھا۔ ٹیک سڑا بلڈفکس کا
پتہ پوچھا۔

پولیس مین۔ ایکڑا بلڈنگ کہاں ہے۔

میں۔ یہی تو میں پوچھتا ہوں۔ گو یہ مکان لنڈن میں ہے ؟

پولیس مین۔ اس نام کے سینکڑوں نام لنڈن میں ہونگے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ
لنڈن سے کون سے حصے میں ہے ؟

میں۔ کیڈن ٹون ایڈنگ روڈ میں ؟

پولیس مین۔ کیڈن ٹون تو یہاں سے سیلوں دور ہے ؟

میں۔ کیا یہ لنڈن نہیں ہے ؟

پولیس مین۔ ہاں مگر لنڈن بہت بڑا شہر ہے۔ بہتر ہے کہ ایک آفسی بس

پر سوار ہو جاؤ اور کننگس سینڈو میں جا اترو اور پھر تاریک لنڈن ریلوے پر

سوار ہو کر کیڈن ٹون میں پہنچ جاؤ

میں نے جانتا تھا۔ کہ آفسی بس کیا بلا ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا تو

لوگوں نے ایک سٹیم گاڑی کی طرف اشارہ کیا اور اس پر سوار ہو کر میں تاریک

لنڈن ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ اور ریل گاڑی میں سوار ہوا
 کینڈن روڈ اسٹیشن پر اتر تو میں بہت تھکا ہوا تھا۔ میں نے ایک باؤچی
 خانہ کی دوکان میں کچھ ناشتہ تناول کیا۔ اور باؤچی سے ایک سٹراپٹ ٹکٹ کا
 راستہ پوچھا۔ انہوں نے مجھے اس مکان کا تو کچھ پتہ نہ دیا۔ البتہ ایڈمکس روڈ
 کا نشان بتایا۔ جو وہاں سے ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ میں بہت تھکا ہوا تھا
 سیدلی سے روانہ ہوا

ایک میل گھے کر کے میں ملنگ روڈ میں پہنچا۔ یہ لنڈن کی ایک سڑک
 کا نام ہے۔ میں نے چند آدمیوں سے جو سخت اور چون کا کام کر رہے تھے
 مکان مقصود کا پتہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا اسی سڑک پر چلے جاؤ
 جتے اگر تھکواؤں طرف چند مکان نظر آئیں:

آخر ان تھکواؤں میں نظر آیا۔ یہ چند چھوٹے چھوٹے ایک منزلہ
 مکانات تھے۔ ان میں شہر کی یہ علامت تھی کہ غلیظ بہت گتھے اور دیوار
 کی یہ کہ ہر ایک کے صحن میں ایک باغیچہ تھا۔ مگر باغیچوں میں پودے بہت چھوٹے
 چھوٹے تھے۔ میں نے نمبر ۳ کے دروازہ پر دستک دسی۔ اور خود مار تھا اندر سے
 نکلی اور اس لئے دروازہ اندر سے کھول دیا:

مار تھا۔ آہا۔ ماسٹر سیلاس ہیں۔ پیارے اندر آؤ۔ میں تھکواؤں کو دیکھ کر بہت خوش
 ہوئی ہوں۔ مگر تمہارے کپڑے کیسے بدنی میں۔ اور دو ماہہ معلوم ہوتے
 ہو۔

وہ مجھے ایک چھوٹے سے کمرہ میں لے گیا اور ایک بڑی آرام

چکی بڑھایا:
 مار تھا۔ ذرا آرام کرو۔ میں تمہارے لئے چاؤ کا پیالہ تیار کرتی ہوں۔ تم کو کتنا
 ہو گی۔ پیارے تم کہاں آئے۔ لنڈن میں کب سے آئے ہو۔ یہاں کیسے
 آئے ہو۔ وہاں تم کو ضرور تکلیف ہو گی ہو گی۔ لیکن جب تک تم گمانہ نو میری
 کسی بات کا جواب نہ دوں۔ تم سے نظر آتے ہو:

اس نے میرے لئے چاؤناشتہ طیار کیا۔ پھر اس نے اپنی ماہ

پھر اس نے اپنی والدہ کو گھر کے عقبی کمرے سے بلایا کہ ماسٹر سیلاس آ رہا ہے۔ اس سے مل لو۔ یہ وہی ماسٹر سیلاس ہے جسکا میں اکثر ذکر کیا کرتی تھی۔ اسکی والدہ مضبوط اور مہربان تھی۔ وہ میرے سے ملاقات کرنے آئی۔ اور مجھے اپنی بیٹی کی طبعیت صدیقی دل سے خوش آمدید کہا۔

خوب چاہ کے نوش کرنے کے بعد میری طبیعت بہتر ہو گئی پھر میں نے ماشتہ کیا اور بعد ازاں مارٹھا کے انتظام کے اس کے سوالات کا جواب دینے لگا۔ میں نے ماسٹر پورٹر اور اسکی بیٹی کی پہلی گفتگو اور دوسری گفتگو کے سننے اور شادی کے دن تک کے تمام حالات بیان کئے۔ مگر ایک مہینے کے بعد کے حالات کی نسبت صرف کہا کہ میں یہ بتانا نہیں چاہتا پھر پاڈرسی کے گھر سے لھاکتے اور لنڈن تک پہنچنے کے اثنائیں جو واقعات پیش آئے سب بیان کر دیئے :

مارٹھا۔ میں تم کو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ تمہارے پر جادو کا اثر ہے۔ اس پر میں اوجھل دینا چاہیے۔ اور اس ریاکار پاڈرسی کو جو مجھے مہینے کی قید ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے مجھے استعفا دینے پر مجبور کیا تھا وہ چاہتے تھے کہ میں تمام حالات دیکھنے نہ پاؤں مگر تم جانتے ہو۔ جو شادی بارو سے ہو۔ وہ بزرگزار نہیں رہ سکتی۔ یہ عورت تمہاری جائز بیوی نہیں ہو سکتی :

میں۔ وہ میری اسی طرح عورت نہیں جس طرح تم نہیں ہو۔ مارٹھا۔ وہ بہت شریر عورت ہے۔ شکر ہے کہ تم ان لوگوں کے چنگل سے نکل آئے ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کیا کرتی تھی۔ جب میں نے تمہاری شادی کا حال سنا۔ مجھے بہت افسوس ہوا۔ افسوس کہ پاڈرسی نے تمکو اس عورت کے مزید حالات نہ بتائے۔ جسکے نتیجے وہ گویا میں سے نکل کر گیا تھا۔ شاید تمہارے رشتہ دار امیر آدمی ہوں۔

میں۔ بھلا الداروں کے بیٹے ماسٹر پورٹر کے مدرسہ میں پڑھنے جا یا کرتے ہیں :

نار تھا۔ بیشک جو لوگ وہاں آتے ہیں انکی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ مگر اس سے یہ پایہ نہیں جاتا کہ انکے رشتہ دار نامناسب وغیرہ مالدار نہیں۔ ماسٹر سیلاس اب یہ ثبوت قائم کیا کر دے۔

اس سوال سے میں قدرے پریشان ہوا اور میں از سر نو اپنی حالت زار پر غور کرنے لگا۔ میں اس منجوس مکان سے نکلنے کا اس قدر خواہشمند تھا کہ میں نے اپنی آئینہ حالت کے متعلق کبھی غور نہ کیا تھا۔ چونکہ پہلے کبھی میرے پاس روپیہ نہ رہا تھا۔ میں بارہ شلنگ و تھپور روپے کو ہی ایک بڑی بھاری رقم خیال کرتا تھا۔

مار تھا مسکرائی۔ اسکو میری آئینہ حالت کے متعلق کسی قسم کی بہبودی کی امید نہ تھی۔ اچھا۔ ہم تمہارے لئے کچھ صورت نکالیں گے۔ لیکن اتنا یاد رکھو کہ چپ تک مجھے کھانے کو ملتا ہے۔ تم بھوکے نہ رہو گے۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ میں تم سے کچھ نہ لوں گا۔

مار تھا۔ یہ کیا حماقت ہے۔ اگر تم نے یہ بھر کہا میں بہت غصہ ہو گئی۔ میرا بھتیجہ کچھ دینے سے نقصان نہیں ہو سکتا۔ تم شاید کسی روز والد ہو جاؤ۔ پھر نامعلوم کہ تمہاری اس خدمت سے مجھے کیا نفع ہو۔ لیکن پہلے ہم کو تمہارے لباس کا بندوبست کرنا چاہیے۔ منگو لندن میں یہ پوشاک بیکنر نہ بھرتا جیسے۔ ایک نوجوان کو سیاہ لباس پینٹ مشن کی بات ہے۔

اب رات ہو گئی تھی۔ جب چراغ جلنے کا وقت ہوا مار تھا کا باب آیا۔ وہ ایک ریلوے سٹیشن پر قفل تھا۔ وہ ٹھگین صورت۔ مختلط آدمی تھا۔ وہ ایک لفظ بولنے کے بغیر ایک گوش میں بیٹھ کر پائپ پینے لگا۔

دوسری بات یہ تھی کہ میں کہاں سو لوں۔ مار تھا ہمارے یہاں چھ بھر جگہ نہیں۔ والد نے دو کرایہ دار رکھے ہوئے ہیں۔ جو دوسرے

کمرے میں سوئے ہیں اسی کمرے میں شب بھر کا لٹی ہوں۔ حقوڑی سی بحث کے بعد معلوم ہوا کہ مکان کے اوپر ایک بالافانے

میں مس جیکس کے پاس ایک بستر خالی ہے۔ اور میں وہاں چلا گیا۔
 یہ مکان آرام و یا صاف نہ تھا۔ مگر میں بہت قہقہا ہوا تھا۔ کھلا
 اسوقت صفائی اور نفاست کا خیال کیا کر سکتا تھا۔ باوجود ان نقائص کے میں
 نے جو بھی سرپائے پر سر رکھا۔ میں ٹھیک ٹھوک سو گیا۔

تیسرا باب

ایک دیرینہ دوست سے ملاقات اور ایک نیا واقعہ
 دوسرے روز دس بجے تک میں نہایت اطمینان سے سویا رہا۔
 مجھے نیند میں بالکل کوئی خواب نہ آیا۔ میں میلا رہا تو فرار پایا تھا
 بالکل تازہ دم اور قوی تھا۔ پہنوں سے میری یہ حالت کبھی نہ ہوئی تھی۔ یہ
 قرار پایا تھا کہ میں مار تھاکے ہاں کھانا کھاؤں۔ جب میں منہ ہاتھ دھو کر کھانے
 پہن چکا میں مکان بند میں گیا۔ جب میں اس کے اندر داخل ہوا ادواضی
 آدمی وہاں موجود تھے۔

ان میں سے سن ایک دواز قات تھیں آدمی تھا۔ اس کا رنگ
 زرد۔ خط و کھال تیز اور بہوار۔ رخسار اندر کی طرف گھسے ہوئے۔ پوری
 ڈاڑھی اور بوچھیں سیاہ آنکھیں سیاہ خاکلی بال۔ جن کے نصف ہیں
 مانگ نکلی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک سیاہ جوڑا پہنا ہوا تھا۔ اس کا کورٹ
 کھلا تھا۔

اور اسکے اندر سے ایک پھٹی برائی اور میلی قمیض نکلی ہوئی تھی یا ٹن کا
 ٹکٹائی اور کالر بھی ایسے صاف نہ تھے۔ پوت پر اسے تھے۔ مگر ہینٹ
 چھپ کے تھے۔

اسکے ہاتھ سفید اور ستھرے تھے۔ اور انگلیوں میں پتیل کے دو چیلے تھے
 جب میں کمرہ میں داخل ہوا اس نے مجھے شناسیتی سے سلام کیا :
 اسکا دوست بیس سال کا لڑکا تھا۔ اسکا چہرہ چوڑا چمکا۔ سرخ
 رنگ۔ اسکے بصرے سے خوش خلقی اور خود اطمینانی مترشح تھی۔ اسکا
 لباس معمولی تھا۔ مگر اسکے کپڑے شریفانہ اور مستعمل تھے۔ گویا سینڈہینڈ کلا تھے
 مرحضہ کی دوکان سے خریدے گئے تھے (جو مستعمل چیزیں بالخصوص فروخت کرتے ہیں)
 ناظرین کو اس ناول کے مطلع میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ میں نے اس داستان
 میں جن چیزوں اور شخصوں کے حالات یا کوائف بیان کئے ہیں۔ وہ اس وقت کا
 خیال جبکہ میں انکو قلمبند کر رہا ہوں۔ یہ مجھے یاد نہیں کہ جب میں نے وہ چیزیں
 یا اشخاص دیکھے تھے۔ ان کی حالت یا کیفیت کیا تھی :
 مارتھانے مسن آدمی کا تعارف کئے ہوئے اسکا نام مانیگریری
 بیان کیا تھا۔ اور چھوٹے کاسٹر نٹر والٹن۔ سن شخص نے تعارف ہونے
 پر میرے ساتھ بہت شائستہ سلوک کیا۔ چھوٹے ٹاسر نے بلایا۔ اور اس
 کی آنکھوں سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ میری عجیب صورت دیکھ کر سکارا ہوا ہے
 تبدیخ یہ معلوم ہونے لگا کہ وہ مجھے پہچانتا ہے۔ اور یہی خیال مجھے بھی
 آیا۔ کیونکہ مسٹر ایڈلفس فٹنر والٹن جو شیا لک تھا ہم نے یہ نتیجہ ایک
 ہی وقت نکالا۔

میں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ :

فٹنر والٹن۔ ہاں یہ ممکن کہ :

میں تم جو شیا لک ہو۔

فٹنر والٹن۔ تم سیلاس کارسٹن ہو۔

جب ہم نے ایک دوسرے کو شناخت کیا۔ مارتھ جو میرا ناستہ لکا

رہی تھی بہت حیران ہوئی :

میں۔ (اس کے اطمینان کے لئے) مسٹر پورٹر کے قدیم شاگردوں میں سے ہے

لک۔ کیا تم بھی اس بوڑھے ریاکار کو جانتی ہو :

میں۔ یہ وہاں سال نو کر رہی۔ اسکو ملازمت چھوڑے ایک نہیں ہوا ہے
 لگتا۔ یہ عجیب ملاقات ہے کو جانتا تھا کہ عہدے سے لندن میں ملاقات
 نصیب ہوگی۔ تم کیا کر رہے ہو۔ بوڑھا پلا درسی کیا ہے۔ کیا مس جوڑتھ
 کو اب خاوند مل گیا ہے؟

یہ سوال سنکر مجھے تشویش ہوئی۔ اگر بار تھا میرا ہاتھ نہ پٹائی مجھے
 مدت وقت ہوئی؟

مارتھا۔ سسٹرنز والٹن ہاسٹریلیس کو اس وقت بہت ضروری اور خاص
 کام درپیش ہے۔ اس لئے اسکو مٹا ہونا چاہیے۔ بہتر ہے۔ کہ تم اس سے
 ایک دو روز تک اس قسم کے سوالات نہ کرو۔

لکس رٹنر اور غصہ سے اچی میں کسی کے راز دریافت کرنا نہیں چاہتا۔
 میں۔ میرا کوئی راز نہیں۔ جیسا کہ مارٹھا نے کہا ہے ایک دور زنجیر میں سب
 حاکم بیان کر دینگا۔ لیکن اب.....

لکس۔ یار معافی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اچھا یوہی سہی؟

چند منٹ تک خاموشی رہی۔ اس اشارے میں ناستہ تناؤ دل کر نے لگا
 لیکن میں بہت بے چین تھا۔ کیونکہ پروفیسر میری طرف بہت غور اور فحش
 نگاہ سے دیکھ رہا تھا؟

بوشیا لکس کا خاموش سیٹھنایا اپنی نسبت کچھ دکر ہا امیر خیال تھا؟

باوجود میری خاموشی کے کس نے بہت جلد اپنی تمام اور رخ سنا دی یعنی
 جس وقت سے اس نے سسٹر پورٹر کے مکان سے چھٹی پالی فقی مارٹھا
 کے مکان میں اس روز صبح کے کھانے کی وقت تک؟

لکس۔ کیا تم کو وہ رات یاد ہے۔ جب کہ تم کھڑکی سے باہر اٹھے تھے۔ بعد میں
 تھوٹھتر گاہ میں لے گیا تھا۔ پہلے پہل تم بہت ڈرے تھے۔ لیکن کیا تم نے تماشہ
 بند کیا تھا۔ میں نے پھر ہم کو نہیں دیکھا۔ میں نے جھاپہ کے کام کی چندل پر

نکی۔ میں محض خرمے دھونے سے زیادہ ہوسی تھا۔ اور دوسرے طرح چنا۔ اور سہا
 پھیلائے سے اٹھا گیا تھا۔ کیونکہ چھاپہ خانہ میں میں نے صرف یہی باتیں سیکھی تھیں

جس رات میں آدل اول تماشا گاہ میں گیا میں اس کا مشہد ہو گیا۔ مجھے تماشا گاہ کی زندگی آسان اور دل خوش کن معلوم ہوئی۔ تمام ناچ کو دیکھنا اور انہیں بکٹ کر ناہیت اعلیٰ کام معلوم ہوا۔ پھر لوگوں کے تحسین و آخرین اور شاہباش کے لغزے سننے۔ اور اچھے اچھے کپڑے پہننے۔ اس سے میں نے انکسور بننے کا ارادہ کیا۔ میں نے بیدارک نوٹس میں نام کنس سے درخواست کی۔ جو ہرچی کے تماشا گاہ کا منیجر تھا۔ اس نے مجھے جواب دیا۔ تو یہ کہ مار کر تماشا گاہ سے باہر نکال دیا۔

گویا اس سے میں بہت رنجیدہ خاطر ہوا۔ مگر میرے شوق میں فرق نہ آیا۔ میں نے سنا تھا کہ دو تین میل کے فاصلہ پر ایک دیہاتی تماشا گاہ ہے۔ ایک شام میں وہاں چلا گیا۔ اور ملازمت کا طلبکار ہوا۔ انکو پر دے کھینچنے کے لئے ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ میں نو شلنگ ہفتہ وار کی تنخواہ پر ملازم ہوا۔ پھر اس چھاند خانہ میں کبھی نہ گیا۔ میں سیاہی ڈالنے کی بجائے پردے کھینچنے لگا۔ میں اس سے بہت خوش ہوا۔ بالخصوص جب مجھے حمد جتنے تماشا گاہ میں تھیٹج پر رہنے کا موقع ملا تھا۔ مگر آہستہ آہستہ مجھے اپنے کام سے نفرت ہو گئی۔ ایک روز میں میلہ میں جریت تماشا گاہ میں چلا گیا۔ میں نے ایک عجیب اور باہر سی پوٹ بینکر اپنے قدیم یاروں کو حضارت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا اور میں باوجود نئے دل خواست کرنے کے تماشا گاہ میں واپس نہ گیا۔

مجھے اس سے پیشتر معلوم ہو چکا تھا کہ ایک کام معمولی دیہاتی تماشا گاہ میں بھی بہت مشقت طلب ہوتا ہے۔ اور اس سے خاص خوشی بھی نہیں۔ ہوتی۔ میں خیال کیا تھا کہ وہاں طرح طرح کے کھانے اور لعیتیں ملتی ہوں گی۔ لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اکثر سوکھا کھانا اور پانی پینا پڑتا ہے۔ لیکن جب تک مجھے کوئی اچھا پارٹ کیونے کو ملتا۔ میں محبوں کی ہر وہ نہ کرتا۔ کیونکہ لوگ میری تعریف کرتے تھے۔ اپنی زندگی کے تفصیلی حالات سناتے کی ضرورت نہیں۔

اور لندن کے قریب وہ کمپنی جس میں میں ملازم تھا بند کر دی گئی۔ اس وقت ہم نو آدمیوں کے پاس صرف پانچ شلنگ تھے۔ میں اپنا حصہ لیکر لوگوں میں بٹا گیا۔ باقی لوگ نہ معلوم کہاں گئے بعد ازاں میں ایک جہیز منہ گاہ میں ملازم ہو گیا۔

وہاں میری پروفیسر سے ملاقات ہوئی جوبی۔ اسے ہے۔ وہ ایک فاندانی آدمی ہے مگر کسی خانگی سعیت کی وجہ سے اسکو تماشہ گاہ میں اکیڑ کا کام کرنا پڑا۔

میں۔ لیکن یہ تو بتاؤ تم کس قسم کے آدمیوں کا پارٹ کرتے ہو۔

گٹ۔ میں وزنی اور سبک کام کے درمیان کام کرتا ہوں۔

پروفیسر۔ یعنی کہ یہ میزب اور موسم بتیں قرینہ سے رکھنے کا کام کرتے ہیں۔

گٹ۔ تماشہ گاہ کا اینجور یہ ہے مخالف ہے۔ اور نئے نالگو بچوں کے پارٹ دینا

بہنیں چاہتا۔ مجھے ایک مرتبہ شروع کر لینے دو بچہ میں انکو دکھاؤ لگا کر میں

کیا کر سکتا ہوں۔

پروفیسر۔ سنیجہ تمہارا مخالف ہے۔ ہم نے تو کل رات جھنڈا لگا کر اسکی ناگ ٹوڑ

فالی مٹی رنجب ہے کہ اس نے تمہاری گوشمال نہیں کی۔

اسکے بعد دونوں دوست جھکاتے رہے۔ اور بعد باہر ملتے گئے جب

میں سڑ مانگ مری کی آنکھوں کے سلفے سے دور ہوا مجھے ایک طرح کا طبعان

ہوا۔ کیونکہ وہ مجھے نہایت غور سے دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد مارٹھا آئی۔ اور ہم کچھ دیر تک گفتگو کرتے رہے۔

مارٹھا۔ کل رات مجھے بہت دیر تک نیند نہیں آئی۔ میں خیال کرتی رہی تم

کون کام کر سکتے ہو۔ قیمت مشقت کرنے سے تم عاری ہو۔ تم کھانا پڑھنا

خوب جانتے ہو۔ اور تم شریفوں کی طرح گفتگو کر سکتے ہو۔ تم کو منشی گیری

مل جائے تو خوب ہے۔ مگر تمہارے پاس کوئی سفارشی چھٹی نہیں۔ اور سفارشی

چھٹی کے بغیر لندن میں ملازمت ملتی بہت مشکل ہے۔ بہتر ہے کہ تم ان کیوں

کے پاس جاؤ۔ جہاں سے سڑ پورٹر تمہارے لئے رو پیہ لایا کرتا تھا۔

میں۔ میں فرض کرو وہ مجھے کھانے کے حوالہ کریں۔

مارٹھا۔ یہ تو حقیق ہے۔ چونکہ تمہاری عمر اکیس سال کی نہیں۔ تم آئندہ

نہیں ہو۔ مجھے ایک خیال آیا ہے۔ گو اس کا ذکر مناسب نہیں ہوتا۔

کیونکہ میں

ایسات کے متعلق تم کو مشورہ دینا نہیں چاہتی ؟
میں - نہیں بتاؤ کیا بات ہے - کیونکہ اس وقت مجھے مشورہ کی سخت
ضرورت ہے ؟

مارتھا - اچھا میں بتا دیتی ہوں - تم نے مسٹر منگرمی پروفیسر کو دیکھا ہے
تو وہ مصیبت زدہ ہے - مگر بہت ہوشیار آدمی ہے - اسکو علم و فضیلت میں
کمال ہے - کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں مالدار آدمی تھا - میرا خیال ہے - کہ اگر تم اپنی
زدگی کے ایک حقیقت کی تاریخ سنا دو - تو وہ نہیں مشورہ اور مدد دے گا
میں مسٹر منگرمی کو راز دار بنانا چاہتا تھا - کیونکہ اس کا میرے دل پر
اچھا اثر نہ ہوا تھا - یہ بھی میرا ایک خیال تھا ؟

مارتھا - شاید تمہارا خیال درست ہو - کیونکہ یہ ایک عجیب آدمی ہے - میں اسکو
اب تک نہیں سمجھی - جب بچہ میں نہ ہو - وہ بہت مہین ہوتا ہے - وہ اپنی
نسبت و اہل خانہ سے ہے - جو کو سکرانسان کا دل و دل مارتا ہے - جب مجھ پر ہوتا
تو صرف شور مچاتا ہے - بلکہ اس کی صورت دیکھ کر ڈرتا ہے - جب وہ اس حالت
میں ہوتا ہے - تو جوان فٹروالٹن بہت گھبراتا ہے ؟
میں - لیکن میں اس شخص پر ہرگز اعتبار نہ کرتا ہوں

پھر مارتھا نے مجھے لباس تبدیل کرنے کی ترغیب دی
مارتھا - تمہارے اس لباس کو دیکھ کر کوئی شخص گھٹکھٹکائی نہ چلے گا
تم کو چاہیے کہ ایک اور کوٹ - ٹوپی - اور ٹیکہ ٹالی لو - پاجامہ اور صندلی
بالفعل کام دے سکتے ہیں - تم کو اپنے بال بھی کٹوانے چاہیں ؟

اس نے ارشاد کیا کہ یہ تمام تبدیلی اس سے خرچ سے کی جائے
مارتھا - میں ہمیشہ کفایت شعاری کو مد نظر رکھتی ہوں - میں نے تیس سال
ملازمت کی ہے - اور میرے پاس بہت سا بچہ ہے - تم کہتے ہو تم مجھے
اپنا دوست سمجھ کر امیر سے پاس آئے ہو - مگر وہاں ہے کہ جسطرح سے میں ہوں
اسی طرح سے کرو ؟

ہم ایک متصل کپڑے فروخت کر کے والے کی دوکان پر گئے ؟

اور وہاں سے چند شنگ اور پڑنا کوٹ دیکر ایک سچرا سا کوٹ - نیک ٹائی
اور لوٹی خرید لی - پھر مارٹھا مجھے ایک جھام کے پاس لیلی - جب میں نے بیٹھ
میں اپنی شکل دیکھی تو میں بالکل تبدیل ہو گیا تھا میری دوست لڑکی
یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی نہ
مارٹھا - خوب میرے خیال میں اب وہ بوڑھا اور بڑھی کم کو دیکھے تو
بیچان نہ سکے

جب تک میرے پاس روپیہ رہا - میں اپنے اخراجات ادا کرنے پر
امرا کو تیار رہا - مارٹھا بھی میرے اخراجات کا کچھ روپیہ دیتی تھی - لیٹر کافی ہفتہ
روپیہ دینا پڑا تھا - روز بروز میرا روپیہ کم ہوتا گیا - تاوقتیکہ میرے پاس حصے
دام نہ رہے - مارٹھا مجھے یہ کہہ کر خوش کرتی تھی - کہ ضرور کوئی سبیل بن جائیگی
یہ کہ جب ان کی حالت نہایت خراب ہو جاتی ہے - ضرور اصلاح مال کی کوئی
کوئی صورت نکال آتی ہے - وہ مجھے اسی طرح کی اور نصیحتیں بھی کرتی رہتی تھی
لیکن میں بالکل نہ بالوس ہو رہا تھا نہ

ایک دفعہ مجھے مسٹر جونہی راڈویل کو خط لکھنے کا خیال آیا - کیوں کہ
اس نے مجھے کہا تھا کہ اگر روزگار کی کوئی صورت نہ بنے - خط لکھنا - لیکن
اس نے تمام حالات صاف صاف لکھنے کی شرط لگائی تھی - مجھے بہت کم مالا
معلوم تھے - اہ ان میں سے بھی بعض کو یہ اسکا شفت نہ کرنا چاہتا تھا -

دوسرے وہ شہر برمی کے فریب رہتا تھا - اور اس کو رازدار بنانے میں خط
تھا - کیونکہ اگر میں اس کو اپنے حالات بتاتا - تو وہ غالباً مسٹر پورٹر سے میرے
سیانات کی تصدیق کرتا اور اس کے بچے باجی کو میری گرفتاری کے لئے سراغ مل
جاتا -

کئی روز تک میں لندن کے بازاروں میں روزگار کی تلاش میں پھرا
کرتا تھا - میں نے ایک کلرک کی آسامی کے لئے درخواست کی پھر قلی
تاربر وغیرہ کی - مگر کوئی شخص نہایت قلیل تنخواہ پر بھی سفارشی جھٹی کے
بجائے ملازم رکھنا نہ چاہتا تھا - موسم ابھی گرم تھا - اور لندن کے سمجھتا اور

گرم پتھر مجھے بہت ناگوار گذرتے تھے۔ کیونکہ میں دیہات کے مرم نرہ گھاس پہ چلنے کا عادی تھا:

بعض اوقات میں گرمی اور بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ سگر شہر لنڈن کے ہجوم اور علّی عتازے میں بالکل آوارہ گرد معلوم ہوتا تھا ہر ایک شخص میرے سوا دعا اور کام رکھتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک گوشہ میں مرنے کے لائق ہوں۔ اور دنیا میں بیکار چیز ہوں۔ میں لنڈن کے کئی پلوں پر کھڑا رہا کرتا تھا۔ جیسا کہ میرے سے پہلے کئی لوگ کھڑے رہے ہیں۔ اور کھڑے رہا کر بیٹھے۔ جب تک کہ یہ سنگدل شہر باقی ہے۔ اور میں کونے پانی کی طرف دیکھا کرتا تھا۔ جب کہ میرے کان میں آواز آئی۔ وہ منکوارام مل سکتا ہے۔ تم تامل کیوں کرتے ہو۔ تمہارا باپ۔ بھائی سال۔ یا دوست نہیں جو تمہارے رہنے پر ریٹھا۔ موت سے تم کو آرام حاصل ہوگا۔ اور کسی شخص کو تمہارے رہنے سے نقصان نہ ہوگا:

شیطان میرے دل میں اس طرح کے دوسو سے ڈالتا تھا اور میں ہر دعا سے ہی اس قسم کے شیطانی خیالات کو روک سکتا تھا:

آخر میں نے دریا کے قریب جانے سے اجتناب شروع کیا۔ کیونکہ اسکی میرے دل میں غمگین کشش ہونے لگی۔ اور میں خیال کرنے لگا تھا کہ اگر اس گرو ونواح سے نہ بھاگوں گا تو یہ کشش میرے غالب ہوگی۔ بعد ازاں میں منعوا اور بالخصوص ایجنٹ پارک (رند) میں پھرنے لگا۔ جو کنیڈن ٹون کے بہت قریب تھا

اس راستہ میں ایک واقعہ پیش آیا۔ جس سے میرے خیالات اور انحال کی مدد بالکل بدل گئی:



چوتھا باب

رکینٹ پارک کا واقع

ستمبر کے آخر میں سہاٹی شام تھی۔ مشتق ہنوز غائب نہ ہوئی تھی
 میں اس روز صبح سے ملازمت کی تلاش میں بازاروں میں پھرتا رہا تھا۔
 مگر کچھ بالکل کامیابی نہ ہوئی تھی۔ جہاں جاتا تھا۔ اس قسم کے سوال پوچھے جاتے
 تھے۔ پہلے تم کہاں رہے۔ تمہارے چال چلن کا سٹریٹنگ کہاں سے مل سکتا
 ہے۔ میں ان کے جواب میں کہتا تھا۔ میں نے کبھی پہلے کام نہیں کیا۔ مجھے
 کوئی شخص ایسا معلوم نہیں۔ جو مجھے چال چلن کا سٹریٹنگ دیکھا۔ یہ سن کر ان کے
 طور بدل جاتے تھے اور وہ مجھے مشکوک آدمی خیال کرنے لگتے تھے۔
 اور جب تک میں مکان سے باہر نہ چلا جاتا تھا۔ وہ غور سے میری طرف دیکھتے
 رہتے تھے۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں اب مار تھا کے پاس واپس نہ جاؤں گا
 میں ایک مینی پر بار ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ اس روز میں نے ایک پچھلے پرانے
 اخبار میں ایک خودکشی کا حال پڑھا تھا۔ جو رکینٹ کی نہر کے پاس ہوئی تھی
 میں شوق سے اس مکان کے دیکھنے کو چلا۔ یہ واردات ایک پل کے قریب
 ہوئی تھی۔ جس سے گذر کر ہر روز کی پہاڑی کو جلتے تھے۔
 میں چربا لکھر کے پاس سے گذر میں نے سمجھ لیا کہ وہ کیا
 کرنے ایک ہاتھی پر چڑھے ہوئے کہنس رہے ہیں۔ میں دیاں چند
 منٹ لکھ مار رہا ہوں

جتی کہ میرا دل بہت ٹمکین ہو گیا۔ میں حیران تھا کہ آیا خود کشی کرنے والے نے اس کپڑے پر کھڑے ہو کر دیکھا تھا۔ اور ان خوش و خرم بچوں کو اور اگر دیکھا تھا تو کیا اس کو اس کی سہرت اور اپنی مصیبت کی وجہ سے خود کشی کی زیادہ تر غیب ہوئی تھی؟

میں بھر سڑک پر چلا۔ راستہ میں خوش پوش سردوزن بہتے چہل کرتے نظر آئے تھے۔ کوئی شخص میری طرح ٹمکین اور اس نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ مصیبت کا وجود صرف میں ہی رکھتا ہوں۔ پہلے میں دریا کے ایک پل سے اور پھر دوسرے پل سے گزرا۔ اس کے ایک مکان میں روزن ہے میں اس کے فریب بھگت گئے اور بکر پانی کو غور سے دیکھنے لگا۔

اب بالکل شام ہو گئی تھی ہوا بہت خشک تھی۔ اور منہ میں کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔ اس وقت مجھے میرے پہلے کی طرح دریا کی طرف کشش ہوئی۔ کیونکہ میں نے روزگار ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اب یا تو اس طرح مرنا چاہیے۔ ورنہ فاقہ سے خود جان نکل جائیگی؟

مجھے یہ خیال آنے لگے۔ کلا میری لاش برآمد ہوگی۔ لوگ اسکو آنکڑوں کے ساتھ پانی میں کھالیں گے۔ وہ میری جیبوں سے کاغذات و غیرہ شناخت کے لئے ڈھونڈیں گے۔ پھر وہ اشتہار دیں گے کہ فلاں مقام سے ایک لاش نکلی ہے۔

اس کا علیہ یہ ہے۔ قد پانچ فٹ۔ بینی سر سیاہ داغ ہے۔ عمر اکیس سال ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر کسی کو میری شناخت نہ ہوگی تاوقتیکہ مارنا آفاتا اشتہار نہ دیں گے۔ میں دفن کیا جاؤں گا۔ اور میرے سرے کا کسی کو اندسوس نہ ہوگا۔ گو میں مصیبت زدہ اور بالوس تھا۔ اس قسم کے فیالت سے مجھے بہت قلق ہوا میرے آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔ اور میں زائد روئے لگاؤ۔

اسوقت بلکایک لسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور ایک

عورت کی نرم آواز میرے میں آئی :
آواز کیا معاملہ ہے کیا تم بیمار ہو :

میں نے منہ پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت بالکل تاریکی ہو گئی تھی
درختوں کے سایہ سے تاریکی زیادہ ہو رہی تھی۔ میری آنکھوں آنسو پھرتے
تھے اور انکی وجہ سے مجھے اچھی طرح دیکھائی نہ دیتا تھا۔ ایک بیابان پر مش عورت میرے
پاس کھڑی تھی۔ وہ میرے سے ڈر کر ٹانگ ہو گئی۔ لیکن پھر میری جھوٹ دیکھ
کر اسکا خوف دور ہو گیا۔ اور وہ میرے قریب آئی۔ میں نے آنسو پونچھے اور اسکی
طرف دیکھنے لگا :

اس کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ اور وہ بہت نحیف تھی۔ اس کا چہرہ
بہت پیارا لگتا اور اس ساتھ۔ اس کے بال سنہری تھے جو اسکے کندھوں پر
پیچ و بل کھاتے گرہے تھے۔ جب میں نے اس کی طرف دیکھا۔ میرے بدن میں
سنسنی سی پیدا ہوئی تاکہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ کیا مصیبت نے میرے
دماغ پر اثر کیا ہے جو نہیں یہ وہی ہے :

میں اشتیاق سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔ وہ پھر خوف زدہ ہوئی وہ
میں نے تم کو روکنے اور سسکیاں کھرتے سنا تھا۔ میں نے خیال کیا تم
مریض ہو۔ کیا میں تمہارے لئے کچھ کر سکتی ہوں اگر ہمیں مجمع معائنہ
رکھتے ہیں، محل طبع ہوئی ہوں :

یہ کہہ کر وہ میرے سے ہٹ گئی۔ اب مجھے اس کی نسبت سے شک
نہ رہا تھا۔ اسکی نرم شیریں آواز تھی جو مجھ سے خواب میں سنائی دیا کرتی تھی
اسکی آواز اس وقت سے جب میری اس سے پہلی دنیا فانی ہوئی تھی
میرے پر وہ دماغ پر متعین تھی۔ اور اس میں اب تک فرق نہ آیا تھا۔ گویا جسے چہرہ
اور شکل میں بہت تغیر پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی عمر زیادہ ہو گئی تھی :
میں۔ اشتیاق سے فکرائی ہوئی آواز میں (کیا تم مجھے پہچانتی ہو۔
وہ خیال کرنے لگی میں دیراندہ ہوں۔ وہ خائف ہوئی۔ اور اس نے
مجھے نہ خست نہ کیا :

میں۔ کیا تم کو شہر بستی کا بدستان یاد ہے۔ جہاں میں تم کو قدیم سبج سے پاس ملا تھا۔ اس دور میں کو آئینہ ماد میں ڈالنا خیال ہونے لگا۔

شہر بستی سے بدستان کا ذکر کرنا اس کا چہرہ نظر سے لگا۔ اور میرے بولنے کے بعد وہ سوچنے لگی۔ پھر قریب آ کر وہ مجھے غور سے دیکھنے لگی۔ وہ راسخہ آواز میں کہاں یہ وہی ہے۔ تعجب ہے۔ ہماری تصویر یہاں ملاقات ہوئی ہے۔ مجھے تمہارا اکثر خیال آیا کرتا تھا۔

میں راسخہ خیالی کے لہجہ میں تمہارا خیال کبھی میرے دل سے دور نہیں ہوا۔ اس نے میرے طرز اور جاوید کا چندان خیال نہ کیا وہ غور کر رہی تھی۔

ایک منٹ بعد ہم اس منحوس مقام سے روانہ ہوئے۔ پارک کے محافظ اسکو صاف کر رہے تھے۔ اور ہم نے پھر روز پل (ایک پارک کی گالری) کی سمیت میں جا رہے تھے۔

وہ کیا تم جانتے ہو؟ میں نے خیال کیا تھا کہ تم نہر میں گرنا چاہتے ہو۔ میں ہی لئے تمہارے سے مخاطب ہوئی تھی۔ تمہاری نگاہ عجیب طور سے پانی پر لگی ہوئی تھی۔ اور تم بہت حسرت سے رو رہے تھے۔

میں نے جواب نہ دیا میں خوف سے کانپ رہا تھا جرم جس کے ارتکاب کا میں نے ارادہ کیا تھا۔ اس وقت میرے دل کو بیقرار کیے دیتا تھا گذشتہ چند منٹوں میں میری مایوسی کا فور ہو گئی تھی۔ اور اب معلوم ہوتا تھا کہ آخر میری زندگی کا کچھ مدعا فرور ہے۔ اس عورت نے میری آنکھوں سے میرے جرم کا حال معلوم کر لیا تھا۔

وہ غور سے لہجہ میں آگیا تم درحقیقت غرق ہونا چاہتے تھے ان کیا خوفناک خیال ہے۔ میں نے ایسے فعل کا کبھی خیال تک نہیں کیا۔

میں (زار و زاریوں سے بھرے) اگر تم نہ آتیں میں پانی میں غرق ہو جاتا۔ اور نہر سے بچ کر چکی تھی۔ روئے سے مجھے گونا گویاں ملتی تھیں۔

وہ۔ کیا تم کو ایسے مذموم فعل سے پرہیز ہے۔ میں اس خیال سے خوش

ہوں:

میں (جوش سے) تم نے جو زندگی پکائی ہے۔ اس وقت سے تمہاری خدمت میں وقف کر دوں گا:

وہ۔ لیکن تم غرق ہونا کیوں چاہتے تھے:

میں۔ (غلبہ آواز میں) کیونکہ میں مصیبت زدہ ہوں۔ میری زندگی ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔ کیونکہ میرا کوئی دوست نہ تھا۔ میرے روزگار کی کوئی سبیل نہ تھی۔ مجھے کوئی امید نہ تھی:

وہ۔ رافسوس سے (میرا بھی کوئی دوست نہیں۔ لیکن میں نے خودکشی کا خیال نہیں کیا۔ یہ بہت گناہ ہے۔

میں۔ (راستی سے) اچھا اب میں ایسا کبھی خیال نہ کر دوں گا:

وہ۔ تم کہتے ہو تمہارے روزگار کی کوئی سبیل نہیں شاید تم غفلت ہو۔ اور تم کو روپیہ کی ضرورت ہے میں تم کو کچھ روپیہ دیتی ہوں۔ یہ بہت نہ ہو گا۔ لیکن:۔۔۔

یہ کہہ کر اس نے بڑا ہاتھ میں لیا۔ لیکن میں اس سے روپیہ نہ لے سکتا تھا۔

میں۔ (عزت سے) نہیں مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں:

وہ۔ لیکن تمہارا اگر کوئی دوست نہیں۔ اور روزگار کی کوئی سبیل نہیں میں روپیہ دے سکتی ہوں۔ میں نے اور لوگوں کو بہت روپیہ دیا ہے۔ اگر تم لے لو میں بہت خوش ہوں گی:

یہ اس نے بہت سادگی اور مشیت کے لہجے میں کہا۔ اس سے خواہ کوئی شخص کت ہی غیور ہو اس کا دل دکھ نہ سکتا:

میں۔ مجھے یہ کہو۔ میں یہ روپیہ نہیں لے سکتا:

اس نے اپنا بڑا افسوس سے جیب میں ڈال لیا۔ میں نے خیال کیا کہ اس کے دل میں بہت درد ہو گا۔ میرا کھٹے چمکے گئے۔ حتیٰ کہ ہم ایک بازار میں پہنچے۔ جہاں چھوٹے نفیس مکانات تھے:

وہ۔ راہیکہ منٹے مکان کی طرف اشارہ کر کے میں اس مکان میں رہتی ہوں سچ
 تجھے دیر ہو گئی ہے سسر ولسن حیران ہوئی۔ میں انہی دیر یہاں رہی ہوں
 میں۔ کیا وہ تمہاری ہمیشہ ہے؟
 وہ۔ وہ اس مکان کی آگ ہے۔ جب میں رہتی ہوں۔ میں تنگ و تنگ ہوں
 کہ میرا کوئی دوست نہیں ہے
 میں۔ میرا بھی کوئی دوست نہیں ہے
 وہ۔ بہت تعجب ہے
 میں ہاں ہوتا تھا کہ پہلی ملاقات کا تذکرہ کر کے مگر میں شش و پنج میں تھا
 میں۔ یہ جس اتفاق بھی عجیب ہے۔ کیا تم کو یاد ہے کہ ہمارے ہی اول ملاقات اس
 طرح ہوئی تھی؟
 وہ۔ ہر اے نہر بانی اسکا ذکر کرو۔ مجھے وہ وقت یاد ملا۔ وہ مجھے ہمیشہ خواب
 میں نظر آتے ہیں۔ لو اب رخصت بیجاری سسر ولسن میرا انتظار کر رہی ہوگی
 میں۔ کیا پھر تمہارے سے ملاقات نہ ہوگی؟
 وہ۔ ہر سادگی ہے اگر تم چاہو۔ میرے سے ملاقات کر سکتے ہو۔ گو مجھے معلوم نہیں
 کہ سسر ولسن کیا کہیں گی۔ شاید ملاقات کرنا مناسب نہ ہو۔ اسکو میری مشورہ
 ایسی باتوں سے زیادہ واقفیت ہے۔
 میرے لشر سے اسوس پایا جاتا تھا۔ اس نے دیکھ لیا۔ اور ہمدردی
 کے لہجہ میں کہنے لگی۔ اگر کوئی دوست نہ ہو۔ تو بہت اوداس رہتا ہے۔
 کسی نے بات کر کے کا اتفاق نہیں۔ بالخصوص جب آدمی ملازم نہ ہو۔ تو بہت
 تکلیف ہوتی ہے۔ میری حالت تمہارے سے بہت اچھی ہے۔ یہ ایک اچھا
 ہر بلن دوست ہے۔ جس سے میں گفتگو کر سکتی ہوں۔ سسر ولسن میری
 سہیلی میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتی ہے۔ اور مجھے بہت سارا مل
 جاتا ہے۔ تم میرے سے ملاقات کر کے آتا میں سکونت سے راضی ہو جاتی ہوں
 میں۔ (اشفاق سے) میں کب آؤں؟
 وہ۔ ہاں نہیں۔ ہر سوس آتا کیونکہ کل مجھے بہت کام ہے کہ تم در حقیقت کچھ

لو گئے۔ اس نے یہ کہہ کر پھر اپنا بڑا ٹکڑا لایا
میں۔ میں ہرگز نہ لوں گا۔

اس سے وہ بہت مایوس ہوئی۔ میرا دل ہر چند ملالت کرتا تھا۔ لیکن میں
اس سے روپیہ نہ لے سکتا تھا۔

اس وقت اندھیرا گھپ ہو رہا تھا۔ میں وہاں اسکی آواز سننے لگی
تمام رات کھڑا رہا۔ اور اسکی خوبصورت لکھنوی کی طرف دیکھتا رہتا۔ لیکن
اس نے مصافحہ کئے بغیر ہاتھ پھیلانے میں نے مصافحہ کیا اور ہم جدا ہو گئے
میں اس بازار کو چھوڑ نہ سکتا تھا۔ میں وہاں بہت دیر تک کھڑا رہا
حتیٰ کہ لوگوں کے گھروں میں چراغ جل گئے۔ میں نے دیکھا کہ جس مکان کے
سامنے صرف ایک ترسہ نظر آیا۔ اور پھر لمپ گل کر دیا گیا۔ اور اس وقت مجھے
گھروالیں جانے کا خیال آیا۔

گھر جانا آسان نہ تھا۔ کیونکہ یہ محلہ میں نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ لیکن
میں بار بار پوچھ کر ایک سڑک بلدی گس میں گیا رہ بنچھ سے چند منٹ پہلے پہنچ گیا
میرا بہت متعجب رہا۔ کیونکہ میں پہلے دس بجے کے بعد کبھی باہر
نہ رہا تھا۔ میں نے اسکو کہا کہ جب میں پارک سے چلا۔ راستہ بھول گیا۔
مار تھا۔ تو کیا تم صبح سے آوارہ پھرتے رہے۔ تم کہاں چلے گئے۔ پتہ مار تھا
کیا سڑک معلوم ہوتا ہے۔ پہلے تمہاری یہ حالت دیکھنے میں نہ آئی تھی
گت۔ جو سڑک مانگی گئی کے ساتھ کھانا کھارہا تھا۔ اسکی اسکی معلوم ہوتا
ہے تم پیکر آ گئے ہو۔

مار تھا۔ (متحیر سے) تم اسکو اپنے آپ پر نیاں کرتے ہو۔ البتہ یہ میں بھی سمجھتی
ہوں۔ کہ آج مار سڑک اسکی صورت عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔

مگر اسکی شکل پسندیدہ ہو گئی۔
میں نے کھانے کی کوشش کی۔ لیکن کھانا خشک اور بے مزہ
معلوم ہوتا تھا۔ میں بہت مشتعل ہو رہا تھا۔ میری وہی حالت
ہو رہی تھی

اس نے میری جان بچاٹی بند اور آخر امید کی جھلک دکھائی دینے لگی ہے۔ آخر میں اس کے خیال میں فحش سو گیا۔ اور اسکی شکل میری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی۔

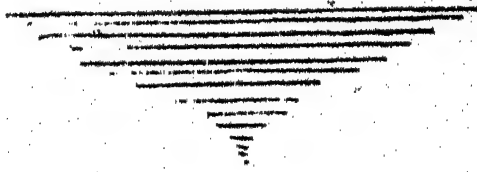
دوسری صبح کو میں ماشنگری کے بیلر کا اشتیاق سے انتظار کرنے لگا۔

مارتھا - وہ تمہارے سے بہت دلچسپی لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ میرے سے۔
 بوجھت رہتا ہے۔ کہ تم کوئی ملازمت ملی ہے۔ یا نہیں۔ ملنے کی توقع ہوگی ہے
 یا نہیں کبھی سمجھی اور تسخیر کی باتیں کرتا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسٹر فٹنڈا والٹ
 نے اسکو سب کچھ بتا دیا ہے۔

جب میں کام کرنے بیٹھا گیارہ بجے تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ کام کس
 طرح کرنا تھا۔ اور میں بہت شوق سے سمجھنے لگا۔

مارتھا چلا کر۔ ماسٹر سیلا اس کیا میں نے تمکو نہیں کہا تھا۔ جب مصیبت حد
 سے گذر جاتی ہے۔ تو بہتر ہی کئی کوئی صورت پتلا آتی ہے۔
 میں۔ (اس سے معاف کر کے) ہاں تم نے کہا تھا میں حماقت سے اس پر لپٹا ہوں
 نہ کرتا تھا۔

لیکن اس کو کیا معلوم تھا کہ اس اضطراب کی حالت میں مجھے کیا نقطہ دیکھنا
 تھا۔ جب جوشیا اور ماشنگری رات کو واپس آئے میں اپنا کام ختم کر چکا تھا۔



جو ایک نھوہ آدمی کی ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ مسٹر مانٹگر می پھر مجھے
 فوراً اور مجلس کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ جب کہ اس نے پہلے روز دیکھا تھا
 اس روز کے بعد میری اس سے اور جو شیا سے بہت کم ملاقات ہوئی تھی
 یوں اس کے پیدار ہونے سے پیشتر فکر سے باہر چلا جایا کرتا تھا۔ اور ان کے تماشہ
 گاہ سے واپس آنے کے پہلے سو جایا کرتا تھا۔ اس شام کو وہ غیر معمول
 طور پر میرے آئے تھے۔ میں غیر معمول طور پر دیر سے آیا تھا۔
 مانٹگر میری چٹکار سن کر کیا تم عمدہ۔ سادہ اور گول خط لکھ سکتے ہو۔

میں۔ ہاں لکھ سکتا ہوں۔
 مانٹگر می۔ میں بھی اسی قسم کے ایک آدمی کی تلاش میں تھا۔ میں شکوہ ایک
 مسودہ در لگا۔ اس کو نقل کر دینا۔ تنخواہ قلیل ہوگی۔ مگر سنا ہوگا۔ بیکار سے
 بیکار کی جلی جب تک تم کو اچھی ملازمت نہ ملے یہی سہی۔
 میں نے اس غیر متوقع بات کو شوق سے منظور کیا۔ میں نے ایک
 ناکہ لے بعض حصے نقل کرتے تھے۔

مانٹگر می۔ کل صبح میں تم کو بتا دو لگا کہ عبارت میں ٹھہرنے وغیرہ کی
 کیا علامات ہیں مگر یاد رکھو وہ لوگ بہت محنت میں ہیں۔ اور تم کو چاہئے
 کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کو نقل کر دینا میں خود نقل نہیں کر سکتا میرا ہاتھ
 کا پتا ہے۔ اور میرے سے بہت غلطیاں ہوتی ہیں۔ میں لفظ بلکہ بعض
 اوقات سفر میں چھوڑ جاتا ہوں۔ اور عبارت کے مختلف حصوں کو غلط ملط کر دیتا ہوں
 لک۔ (شراب کی ایک بوتل اٹھا کر) ستیا ناس ہو۔ اس شراب کا۔ یہ اسی
 کا ہی نتیجہ ہے۔

مانٹگر می۔ لیکن یہ عینہت ہے کہ میرے دماغ میں کوئی ایسی چیز ہے جسے
 یہ اثر کر سکتی ہے۔ نہاری شدت تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے خدا جلے تمہارے
 دماغ میں ٹپی بھری ہے یا کیا؟

میں اس روز خوش خوش سو گیا۔ کیونکہ مجھے امید تھی کہ کل صبح
 رونی کھانے کے لئے کام کر سکو لگا۔ وہ میری زندگی کی فرشتہ حجت تھی

اخوان

محنت کا ثواب

چہرہ روز آئین روز میں نے مہلیہ سے ملاقات کرنی تھی۔ میں علی الصبح
 ہی اٹھا۔ میں نے عمر میں اول مرتبہ اپنے کپڑے احتیاط سے پہنے اس
 سے میری یہ سزا نہیں کہ پہلے میں لباس سے بالکل غافل اور کاہل تھا۔
 ہم کو مسٹر پوپٹر کے مکان میں معتمد اور صاف رہنا پڑتا تھا۔ لیکن
 میں نے اپنی جسمانی صورت کا کبھی خیال نہ کیا تھا۔ اس صبح کو میں نے اپنی
 صورت کا بہت خیال کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں اپنے پسے بیزار
 ہو گیا۔ میرا پامند میلا اور بد شکل وضع کا تھا۔ میرا بوٹ بے ڈال چیری
 صدری نہ موزوں۔ اور بد صورت، تھی میرا کورٹ اور لوٹا کسی قدر چھ تھی
 میں نے اپنے بالوں کو کئی طرح سے برش کیا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کس طرح
 بال بہت اچھے معلوم ہونگے۔ میں نے ہر چیز کو شش کی۔ لیکن خاطر خواہ بال
 درست نہ ہوئے۔

مار تھا۔ رجب میں کھانا کھانے آیا یا پیار سے آج تم کیسے ستم سے معلوم ہوتے
 ہو اور تم خوش بھی ہو۔

و سن بجے سے بیشتر میں اسکے گھر کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہاں

جانے کا وقت نہ ہوا تھا۔ لیکن ایک وقت تک ادھر ادھر کھڑے رہا۔ یہ عجیب بات تھی کہ مجھے اسکا نام معلوم نہ تھا۔ میں اس سے پوچھنا بھول گیا تھا۔ جب ملاقات کا وقت قریب آیا۔ میں نے یہ یقین ہو گیا۔ حبیب میں نے کہتے کہتے اس کے دروازے پر آواز دی ایک گھنٹہ گیارہ (صبح کے) بج رہا تھا۔
اس دستک کے جواب میں ایک مضبوط خوش خلق بوڑھی سی عورت نے دروازہ کھولا۔

میں (عز و سے) تمہارے ہاں ایک لوجوان لیڈی رہتی ہے۔
بوڑھی عورت۔ او تم وہی لوجوان ہو جس کا میں کلیریا انتظار کر رہی ہے۔ یہ کہہ کر بوڑھی نے حبیب سے عینک نکالی۔ اور اس کو احتیاط سے ناک پر رکھ کر مجھے غور سے دیکھنے لگی۔ میری صورت اس کو اطمینان ہو۔ کیونکہ اس نے زیادہ دوستانہ آواز میں کہا۔

لوجوان اندر چلے جاؤ۔ میں کلیریا ابھی تمہارے پاس آتی ہے۔
اس نے مجھے ایک چھوٹی لنگر سنٹری بیٹھا۔ اس میں ایک میز پر چند آبی رنگوں کی تصویریں تھیں۔ ان میں سے بعض مکمل اور بعض نامکمل تھیں۔ برلن کا اون کا کام بھی تھا۔ پھولوں کے گلستانہ پر کہیں تھے۔ تصویروں کے درمیان میز پر۔ انکھیٹی پر دو گل والوں میں ایک یا تینوں جو کھڑکی کے سامنے دھرا تھا۔ ایک پیانو کے پاس جو ایک گوشہ میں کھڑی ہوئی تھی۔ ہوا انکی خوشبو سے تھک رہی تھی۔

چند منٹ بعد بیٹھا کا دروازہ کھلا اور کلیریا آئی۔ صبح کا سہا نلوقت تھا۔ لیکن اس کمرے میں پردوں کی وجہ سے روشنی مدہم تھی۔ بیٹھاؤں میں سے روشنی کی جو کمر میں آتی تھیں۔ اس کے طرح طرح کے رنگ نظر آتے تھے۔ ان سے دیواریں۔ میز کرسی وغیرہ سبزی ہو رہی تھیں۔ جب کلیریا میری طرف ہاتھ پھیل کر کھڑی ہوئی تھی۔ ایک سلون کرن اس کے سر پر پڑ رہی تھی۔ اس کے سنہری بالوں پر ایک عجیب بالہ نظر آتا تھا۔
رہے سکرا کر کیا تم آگے ہو؟

گویا مجھے قید یا موت کے سوا کچھ کوئی چیز اس کی ملاقات سے
 روک نہ سکتی تھی۔ اس لئے بیان کیا کہ میں آبی رنگوں کی تصویریں بناتی اور
 برلن کا امنی کام کرتی ہوں۔ اور دوکان والوں کو دسے آتی ہوں۔ وہ
 فی انغور بیٹھ گئی۔ اور میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ میں اسکے برش دھوتا۔
 رنگ بھرتا۔ پردہ کھینچتا۔ سب موقع پر روشنی کے سلسلے رکھتا تھا۔ کیوں کہ
 اسکو کبھی زیادہ کبھی کم روشنی کی حاجت ہوتی تھی۔ میں ان کاموں کے درمیان
 وقفہ میں اس کی انگلیوں کو جو جلد ملکہ کام میں مشغول تھیں غور سے دیکھتا
 رہا۔ لیکن عموماً میری آنکھیں اس کے خوبصورت چہرہ پر لگی رہتی تھیں۔
 میں اس کے خط وخال کو اپنے منہ پر داغ پر گویا نقش کر رہا تھا۔ تاکہ جب
 وہ میرے پاس نہ ہو۔ میں اسکی تصویر کو دیکھ لوں۔ بقول ایک سے

دل کے آئینہ میں ہے تصویریار جب ذرا گڑن جھکائی دیکھ لی

میں نے کسی عورت کے چہرہ میں اس قدر روحانی حسن نہ دیکھا تھا۔
 وہ بہشت برس کی حور معلوم ہوتی تھی جس میں انسانی جذبات کا ذرا اثر
 نہ تھا۔ اس کے خوبصورت گھنگریالے بال جن میں کنگھی نہ کی گئی تھی۔
 اس کے بیفومی رخسار نہ بہت فیر سے ہوئے نہ بہت لاتعلیٰ بلکہ بالکل
 صاف۔ اسکا تنگ دھن۔ سو ذوق صراحی اور گردن۔ سفید سفید نرم نرم
 جلد۔ اس کے سفید رخسار پر جھوم سے خال تھے۔ اس کا قد سیاہ تھا۔
 بہت موزوں اور نمازک تھا۔ اس نے سیاہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کا گڑن
 گڑن تک تھا۔ اور گردن میں ایک سفید سلوہ کالر تھا۔

ہم گفتگو بہت کم کرتے تھے۔ کیونکہ وہ کام میں مصروف تھی اور خاموشی
 یوں بھی ہمارے حسب مزاج اور حسب مزاج تھی؟

تین بجے میں واپس آئے ہم کو کھانے کے لئے بلایا۔ ہم نے پہلی منزل
 میں ایک دیوان خانہ میں کھانا تناول کیا۔ بڑھیا عذرت بہت باتونی اور بہت
 معجب مزاج تھی۔ اس نے میرے سے کئی ایک سوال کئے۔ جن کا میں
 جواب نہ دینا چاہتا تھا۔ ان کو میں بہت مسکائی سے ٹال دیتا تھا۔

مستور ولسن - معائنہ رکھنا کہ میں تم سے سوال کرتی ہوں تو مس کلیر
میری بہت دانا نہیں بلکہ مجھے اس کے حالات بالکل معلوم نہیں۔ پھر بھی مجھے
اس سے مجھے اپنی بیٹی کی طرح دلچسپی ہے۔ وہ اس قدر معصوم اور دنیا کے طریقوں
سے اس قدر ناواقف ہے کہ یہ بہت ضروری ہے کہ اس کا کوئی نگران ہو۔ تم اس سے
پہلی مرتبہ ملاقات کرنے آئے ہو۔ وہ میرے ساتھ دو سال رہتی رہتی ہے۔ اور اس
عرصہ میں کوئی شخص نہ آیا تھا۔ لیکن جب وہ کل رات آئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا
کہ میری ایک قدیم واقف سے ملاقات ہوئی ہے۔ جو میرے سے ملنے آئیگا۔
کہ وہ لندن میں ملازمت کی تلاش میں آیا ہے۔ اس کا کوئی دوست اور واقف نہیں
وہ اس قدر مصیبت زدہ ہے کہ میں اس کو دیکھ کر بہت متاسف ہوں۔ جب اس
نے مجھے بتایا کہ ایک نوجوان ملاقات کے لئے آئیگا میں حیران ہوئی۔ پہلے میں نے اس
کیا۔ مگر اس نے مجھے خوشامد سے راضی کر لیا۔ میں نے یہ کہہ کر اس کی پہلی اور آخری
ملاقات ہوگی۔ لیکن میں اعتراف کرتی ہوں کہ تم ایک گم گم کردہ۔ اور باجی سے نوجوان
آدمی ہو۔ تم کس قسم کی ملازمت تلاش کر رہے ہو؟
میں۔ میں پہلے ایک لکچر میں مدرس تھا۔ لیکن بالفعل میں کچھ نقل کیا کرتا
ہوں گا

میں نے یہ بتایا کہ کیا نقل کرتا ہوں؟

بڑھیا۔ مدرس کا پیشہ شریفانہ ہے۔ اور میں تم سے بہت خوش ہوں۔
شام کے قریب سندرسن بیٹھک میں آکر بیٹھ گئی۔ اور اس نے
تجزیہ کی کہ میں ان کو کوئی کتاب پڑھ کر سناؤں۔ میں نے ان کو ایک شہرہ ہل
لویس کا ایک ناول سنانا شروع کیا۔ میں۔ اس کا باب شروع کیا جس میں عاشق
و محشوق کی پہلی ملاقات کا ذکر تھا۔ اس داستان کا میرے دل پر بہت
اثر نہوا۔ مجھے یہ پہلا ہی ناول پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ لہو کا ناول۔ بالکل کفر تھا
اس میں مجھے اپنے خیالات اور محسوسات کی جھلک دکھائی دیتی تھی
شام وقت بہت جلد گزر رہا تھا۔ آخر شفق نمودار ہو اور مجھے یہ

نہ دکھائی دیتے تھے۔ پھر سب کھڑکی کے قریب بیٹھ گئے۔ سڑکوں یا سڑکیں
 کر رہی تھی۔ میں اور کلیر خاموش تھے۔ وہ بازار کی طرف لاپرواہی سے دیکھ رہے
 تھے۔ جیسا کہ اس کی عادت تھی۔ میں اس کے چہرے کی ایک حرکت کو
 دیکھ رہا تھا۔ تاریکی کے غائب ہونے سے اس کا چہرہ بہت مدہم نظر
 آنے لگا تھا:

لمپ جلائے گئے پھر ہینکھانا کھایا۔ اور آخر جانے کا وقت آیا۔ ٹھیک
 پر رخصت ہونے کے تو کلیر نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔
 تم پھر آؤ گے

میں اور کیا چاہتا تھا۔ مجھے کسی طرح کی رغبت کی ضرورت نہ تھی۔ میں
 نے وعدہ کیا کہ پھر میں پیر کے روز آؤں گا۔ وہ مجھے سلام کر کے اندر چلی گئی اور
 دروازہ بند کر لیا۔ وہ روز ختم ہوا۔ جس کی خوشی کی گھڑیاں کبھی میرے صفوں پر
 سے محو نہ ہو گئی:

اس کے بعد اس سے بھی زیادہ خوشی کے دن آئے۔ ایک دن اس
 روز کی طرح کسی کا میرا اشرقتِ حافظہ پر نہ ہوا۔ میں نے یہ پہچانی کہ روز اس
 کی محبت میں بسر کیا تھا۔ پھر یہ مایوسی اور مصیبت کے روز کے بعد بہت
 عید آیا۔ جس روز کہ میں نے خود کشی کا ارادہ کیا تھا:

میں ان دنوں خوش کن۔ دماغ اور دھنکشی خیالت پر غور کرتے ہوئے ان
 واقعات پر بھی نظر ڈالتا ہوں۔ جو ابھی ظہور پذیر نہیں ہوئے۔ میں اس
 باب کے باقی حصہ کو اس قسم کے خیالات اور واقعات کے لئے وقف
 کر دیتا ہوں:

یہ روز اسی قبل کے کئی دنوں کا پیش خیمہ تھا۔ جسے اگلے مقررے
 عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میری آمد کی منتظر رہتی ہے۔ میری موجودگی
 اس کے لئے تندرہ ضرورت ہو گئی ہے۔ وہ منتظر رہی تھی۔ کہ میں اسکو تسویر
 پر رنگ بھرنے کی چیزیں دوں۔ اس کے رنگ پیسوں۔ ادن کے گلسے۔ دس
 میں اور کاموں میں بیٹھا ہوں اور اس کو کوئی اچھی سی کتاب پڑھنے کے لئے

دونوں وقت ملتے وہ پیا نونے کر بیٹھ جاتی تھی۔ اور اس سے عجیب در درگز
سدا بلی گتیں کھاتی تھیں۔ سرور میرے لئے ایک نئی حسن تھی، اس قسم کے
راگ شروع کرتی تھی:

میں وہ قلب مضطرب ہوں جس سے کل سے کل نہ آئے
میں وہ بخل بے ثمر ہوں گر پھیلوں تو کھیل نہ آئے
تمہیں سفنی سے کہدو اسے چمن کیونکہ آوے
جسے بندرات بھر میں ایک پل کی بل نہ آوے
خجے جو شش جنوں میں خیال ہے تو یہ ہے
میری آہ و زاری سنکر کہیں وہ نکل نہ آوے
وہ مذاق عشق کیا ہے جو ایک ہی طرف ہو
میری جان منرا تو جب سے جھٹے بھی تو کل نہ آوے
ادب جنوں و حشمت کہ وہ جھکو کہہ رہے ہیں
میری آبر و بیا نا کہیں اس پر بل نہ آوے
مضطربہ پوجوان کو یہ بت ہیں خیر روز
تم اس خدا کو پوجو جس کو اجل نہ آئے

اس وقت تک میں نے بے تعلیم کے گریہ میں ہی سرور تھا۔ لیکن پھر
اس کے ساتھ کلیہ کی آواز نے میرے کالوں کے لئے گویا آسمان کا راگ
کھول دیا تھا۔ آہ سرور تیری خوشیاں کیونکر بیان کی جائیں۔ تیرے میں لذت
ہے جو عطر پر میں نہیں آسکتی۔ تیری لذت بڑا لطف سفنی سے تعلق
رکھتا ہے۔ جہاں کر لئے وہ لذت وہ لطف کیا حاصل ہو سکتا ہے:

راگ نے میرے سامنے ان غیر معین بے جسم خیالات کو لا کر کھڑا
کر دیا تھا۔ جس کا الفاظ کے ذریعے اظہار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خود تصور کو
بھی اسکا احساس نہیں ہوتا۔ اظہار ہونے ہی معدوم ہو جاتے ہیں۔ راگ
کرنا مجھے محبت تکلیف اور موت کی داستان بناتا تھا۔ سرور شرین ملکیت
پاک نہ نہیں۔ اور کامل خوشی کی تشریح کر رہا تھا۔ اس طرح کہ زبان اس کے

مشائے کو بھی ظاہر نہیں کر سکتی۔ یہ میری اس کو عالم خواب میں لے گئی جس سے دنیا کو کچھ تعلق نہ تھا۔ بعض اوقات مجھے خواہش ہوتی تھی کہ میں اس خیرین سرور آواز کو سننے سننے مر جاؤں۔ بجا ایک میری روح کو یہ آوازیں اطمینان دلاتی رہیں :

ہم خزان تھے موسم میں شفق کے وقت اس طرح سرور راگ کی کیفیت میں نحو ہوتے تھے۔ ہمارے سائے دراز ہو جاتے تھے۔ نرم نرم وقت کا نتیجہ ہے۔ جب روشنی کم ہوتی ہے۔ میں سڑک کر اس کے قریب بیٹھ جاتا۔ تھا۔ کیونکہ میں گوار نہ کر سکتا تھا۔ کہ اس کا تہہ چھپا رہے۔ پھر میں اس کے قدموں میں گرتا تھا۔ اور اس کی طرف آدھ قطرہ دیکھتا تھا میرے دل پر اس وقت ایسی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ جس کو خوشی کے نام سے بہتر نہیں کر سکتے : ایسے اوقات میں وہ میری موجودگی سے بے خبر معلوم ہوتی تھی اس کی آنکھیں عجیب طور پر کھٹکی لگا لیتی تھیں۔ گویا وہ اپنے دیکھ دیکھ رہی تھی میں تصور کیا کرتا تھا۔ کہ اس کی روح کچھ وقت تک جسم سے ٹھکڑا سرور اور راگ کی سرزمین میں چلی گئی ہے۔ اور وہاں تھے سرور کو اس انسان کے لئے ترجمہ کر رہی ہے :

ہماری صحبت بھی عجیب تھی۔ اس وقت ہم کو مرنے کا خیال تھا۔ ہم زمانہ ماضی یا مستقبل کا ذکر یا خیال کبھی نہ کرتے تھے۔ کیونکہ ہم خوش ہونا چاہتے تھے۔ دونوں کو زمانہ ماضی خوفناک اور زمانہ مستقبل بدشگون معلوم ہوتا تھا۔ شاید جو میں نے لکھا ہے۔ اس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ کلیر کے مزاج میں غم تھا۔ نہیں یہ بات نہ تھی۔ جب وہ کام کرتی تھی خوش و فرم رہتی تھی۔ مرنے کبھی کبھی اس کو غم کا خیال آتا تھا اس کی طبیعت بچے کی طرح نرم۔ بھر دے کر سننے والی۔ معصوم۔ مگر فریب سے ناواقف۔ اور گناہ سے بے خبر تھی۔ وہ درد کو غلہ فرضی یا واقعی ہوا اس قدر محسوس کرتی تھی کہ جس معنوں سے حکیمون اشدہ پایا جائے وہ اس کو نہ ملتی تھی۔

وہ بریٹا کس برائے نہر بانی اس مضمون کا ذکر نہ کرو۔ اس سے میرے دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ اور میں خوشی کی خواہاں ہوں۔
اس طرح مجھے اس کی گزشتہ زندگی کے حالات بالکل معلوم نہ ہوئے
نہ ہی میں معلوم کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ اس کی طرح بھی موجودہ وہ خوشی
کو درد کی تصویر سے محض نہ کرنا چاہتا تھا۔

وہ سال سے زیادہ عرصہ سے مسز ولسن کے ہمراہ رہتی تھی۔ لیکن
اس عورت کو بھی کلیئر کی زندگی کے اس زمانہ کے حالات جو پہلے گزر چکا
تھا۔ بالکل معلوم نہ تھا۔ بڑھ چکا ہونے لگی۔ میں کسی کو سفارشی جیٹھی کے
بغیر اپنے ہاں رہنے نہ دیتی تھی بالخصوص نوجوان لیڈیوں کو جن کا کوئی دست
نہ ہو۔ لیکن اس نے مجھے کہا کہ میں کوئی سفارشی جیٹھی دیکھ نہیں سکتی۔ وہ
اس قدر محسوس اور بلی معلوم ہوتی تھی کہ مجھے اس سے فی الفور انس ہو گیا
اور مجھے افسوس کا موقع نہیں ملا۔ یہ ایسی پیاری پاک لڑکی ہے کہ کسی
گھر میں اس کی نظر نہیں ملتی۔ اور مجھے اس سے اپنی بیٹی کی طرح محبت ہے
گو مجھے اس کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہے۔ اور میں کثر خیال کرتی ہوں
کہ یہ ایک نعمت ہے جب وہ پہلے آئی تھی میں اس سے بہت سے سوالات
کیا کرتی تھی لیکن گزشتہ زندگی کا تذکرہ سے وہ اس قدر خوف زدہ ہوتی
تھی۔ کہ مجھے اس مضمون کے پھر تحریر کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے
لڑکیوں میں اس سے کسی طرح کا سخت سلوک کیا گیا ہو گا۔ کہ وہ اس کے
ذکر سے سخت گھبراتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو کسی زمانہ میں ایسا ملدہ ہوا۔
ہو گا۔ جس سے اس کی عقل ماتی رہی ہوگی۔ بعض اوقات وہ ایسی عجیب
معلوم ہوتی ہے کہ میں نے اس قسم کی کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔

مسز ولسن مجھ سے مزاج نیک دل عورت تھی۔ اس کو نا لولہ شہر و
سخن پرور کا بہت شوق تھا۔ اور اس کی طبیعت میں عجیب پرستی کا مادہ بہت
تھا۔ وہ دلیرانہ سا فک ہمیشہ نہر بانی سے سلوک کرتی تھی۔ اور میں اس کو
محرف کلیئر سے درد سے بڑا سزاوار معلوم ہوتا تھا میرے خیال میں

جو تک ہم دونوں دنیا سے بالکل مختلف تھے۔ اسلئے وہ جکو بہت پسند کرتی تھی۔ لیکن کبھی کبھی وہ ہمارے میل جول کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا کرتی تھی۔

لیکن وہ ہم کو بچوں کی طرح سمجھتی تھی۔ سو اسلئے اسلئے کہ وہ اپنی لقبویروں اور کام کو لندن کے ویسٹ اینڈر ایک حصہ لندن کا نام ہے) میں دوکانوں پر فروخت کر دینے لگے جاتی ہے۔ اس وقت میں عموماً اس کے ہمراہ جایا کرتا تھا۔ جب وہ اسی قسم کی ایک ہم سے واپس آ رہی تھی اس نے میری جان بچائی تھی۔ مہیا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں ہم اکثر اس مقام کے پاس سے گزرتے تھے۔ لیکن ہم اس کا ذکر نہ کرتے تھے۔

ہماری آمدورفت آزادانہ بے تکلف اور علانیہ تھی۔ میں اس سے دنیا کے عام سہنوم میں محبت عشق کا کبھی ذکر نہ کرتا تھا۔ یہ میرے لئے کافی تھا کہ مجھے اس کی ہم نشینی حاصل تھی۔ اور میں اس کی آواز کو سن سکتا اور اسکی صورت کو دیکھ سکتا تھا۔ میری محبت پرستش کی حالت تک پہنچ گئی تھی اور جب تک یہ خیال برا بھلا نہیں رہتا تھا۔ اسکو کسی عملی چیز کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن کیا میں اس خوفناک زمانہ ماضی کا اس عورت کا جس سے میری مہم کی خیر رسمی شادی ہوئی تھی۔ خیال نہ کرتا تھا۔ اس شادی کی وجہ سے موجودہ کیفیت محبت آسانی معلوم ہوتی تھی۔ اس زمانہ اور اس شادی کا خیال بجلی کی طرح میرے دماغ پر گزرتا تھا۔ جس سے میری روح فنا ہوتی۔ تھی۔ اگر یہ خیال ہمیشہ دل میں قائم رہتا تھا۔ میں دیوانہ ہو جاتا تھا۔ اسلئے میں اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیتا تھا۔ اور موجودہ خوشی سرت میں محو ہو جاتا تھا۔ اپنی عشق و قد کی طرح میں دربرداشت نہ کر سکتا تھا۔

میں اس سے بچھا چھوڑنے کے لئے تقدیر کی ہنا میں ملا جاتا تھا۔ جو میرے لئے آئیدہ واقعات بنا کر رہی تھی۔ بوجہ کم گوئی کے میں نے اس کو کلیئر کی بابت کچھ نہ بتایا۔ میں اس روز کو خود غرضی کی وجہ سے چھپاتا تھا۔

گویا یہ ایسی قیمتی چیز تھی جس میں کسی غیر کو نہ ایسا کرنا مناسب نہ تھا۔ وہ میری غیر حاضر سی پرچکی بٹا ہر کوئی وجہ نہ بنتی تعجب کرتی تھی۔ اور میرے خیال میں وہ میرے اس لئے سازش رہتی تھی۔ کہ میں اسکو اپنا راز کیوں نہ بنا یا تھا؟
مار تھا۔ میں صاف کہہ دیتی ہوں میں نے کسی کو اس طرح تبدیل ہوتے نہیں دیکھا لیکن تبدیلی سے تم بہتر ہو گئے ہو۔ تم ٹھوڑے سے دنوں میں بیخوب ہو گئے کیوں ہو گئے ہو؟

اس تحریر کو سنکے میں بہت خوش ہونا تھا۔ میں خیال کرتا تھا۔ کیا اس غیر سے وہ خوش نہ ہوگی؟

اس اتنا میں کاہل نہ تھا۔ سطرمان شگرمی میرے لئے نقل کرنے کو کام لایا کرتا تھا۔ اور اس خیال سے کہ ملاقاتوں کی وجہ سے میرے کام میں ہرج نہ ہو بعض اوقات میں تمام رات بیٹھ کر لکھتا تھا میرے اخراجات بہت کم تھے اور یا تو بڑے میری آمدنی قلیل تھی۔ میں اپنے اخراجات چلا لیتا تھا۔ مجھے اس سے زیادہ کیا خواہش ہو سکتی تھی۔ میں نہایت خوش تھا۔ کیونکہ میں اپنے اخراجات کے موافق دنیا میں رہتا تھا؟

یہ باب ختم ہو گیا ہے۔ اور اس کے دل خوش اور فرحت بخش واقعات پر آئندہ واقعات کی تاریکی اور سایا چھلکا رہا ہے۔ جنوں نے میری زندگی کو بہت کچھ غیر مانوس اور بے لطف کر دیا؟

چھٹا باب

مسٹر مانٹگرمی کا ایک عجیبہ

ایک روز مسٹر مانٹگرمی نے مجھے شاہی کارہنٹھ میں بٹیر میں بلایا ایک ہرغانہ وہ تھا کہ اس قسم کی محبت سے مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ لیکن اب میرے خیالات تماشہ گاہ سے کبھی اعلیٰ عالم میں پرواز کر رہے تھے۔ تاہم میں نے اسکی دعوت قبول کی۔ ایک روز شام کو میں اسکے اور خوشیا کے ہمراہ تماشہ گاہ میں گیا۔ اس تماشہ گاہ میں وہ دونوں ملازم تھے۔ چونکہ میں ناٹکو کی نقل کیا کرتا تھا۔ مجھے تماشہ گاہ والوں سے خیال کیا جاتا تھا۔ اور میں پردوں کے پیچھے جا سکتا تھا مگر اس غائر تعلق کی وجہ سے مجھے تماشہ گاہ سے الٹی نفرت ہوئی :

اسی روز میں پردوں کے پیچھے کھڑا تھا کہ چہما جینی اس حصہ میں ایک پور دروازہ سے آئے۔ انہوں نے مشرقیانہ لباس پہنا ہوا تھا۔ میں سرسری نظر سے بعد سیلج کی طرف متوجہ ہوا۔ لیکن میں نے اپنے پیچھے ایک آواز سنی جس سے میں واقف تھا۔ میں نے پیٹھ موڑ کر دیکھا تو ایک منظمین اکیریس رقص سے لگشکو کرنا نظر آیا۔ میں اس کو فی الفور پہچان لیا وہ مسٹر راؤیل تھا۔ مجھے اسکے دیکھتے ہی اس قدر مدد ہوئی کہ میں تماشہ گاہ وغیرہ کو جھٹکتا ہوا بائیں طرف سے منہ پھیر لیا اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا :

مبادکہ وہ پہچان نہ لے۔ خیر میں خیال کرے لگا چونکہ میری صورت تبدیل ہوئی ہے وہ مجھے شناخت نہ کر سکے گا۔
میں حرات کر کے وہاں سے ہلا کھا۔ کہ بد قسمتی سے جو شیا لک میرے سامنے آیا:

لک۔ سیلاس یا کرہو کیسے ہو۔

میں نے طوعاً و زوئلاً کی طرف نظر اٹھائی۔ تو وہ چونک گیا۔ اور مجھے غور سے دیکھنے لگا اس وقت گیس کی روشنی ہمارے رخساروں پر بخوبی پڑ رہی تھی۔ وہ مجھے چند منٹ تک دیکھتا رہا۔ میرے شناخت کرنے کی اسکی بشرہ سے علامت نہ پائی جاتی تھی۔ وہ پہلے کی طرح باتیں کرتا رہا۔ مجھے اس پر یقین نہیں آتا کہ اسکو یاد نہیں رہا:

لک کے چھپے سسٹر یا شاگہ می آرہا تھا۔ اس نے میری طرف اشارہ کیا مگر سسٹر اڈویل کو دیکھا یہاں تک نظر آگیا:

مانگمری۔ سسٹر اڈویل کہو کیا سال ہے اس نے مجھ سے بدلا ہوا تھا۔ تم۔
پروفیسر کو اس بھیس میں شناخت نہ کرتے ہو گے:
اڈویل (غور سے) بیشک تم مجھے یاد نہ رہے تھے:

اسکے بعد میں نے انکی گفتگو نہ سنی۔ کیونکہ میں ایک طرف ہلا گیا۔ میں چاہتا تھا کہ اسی وقت گھر چلا جاؤں کیونکہ اسوقت کھیل ختم ہو گیا تھا۔ لیکن اپنے ہمراہیوں کے بغیر جانا مناسب معلوم نہ ہوا۔ اسکے بعد میں نے اس رات سسٹر اڈویل کو پھر نہ دیکھا۔ لیکن اس سے ملنا۔ مجھے سخت بدشگون معلوم ہوا:
جب میرے ہمراہی اپنے معمولی کپڑے پہن سکے۔ وہ بجائے گھر یا ایک ایک کلال خانہ کی طرف چلے۔ وہ مجھے بھی ہمراہ لے گئے۔ کلال خانہ میں شراب تبا کو کی بجے ملدے پوٹھی۔ اور شو سے کان بٹے باتے تھے:

سسٹر مانگمری نے شراب کی ایک بوتل مانگی اور ایک انگریزی کلال کے حوالے کی:

جوشیا۔ خدائی قسم معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کسی بنگ گھر کو لوٹ لیا ہے:

مانٹگمری - نہیں میں نے صرف ایک دوست کا قصد کیا ہے :-
میں بہت جلد خیال کر لے لگا کہ گھر ملا گیا ہوتا تو بہتر تھا۔ مسٹر مانٹگمری
کے احوال سے میں بھی خراب پی - تمنا کو کہہ ہو گئیں وغیرہ کے اثر سے مجھے
جلدی تشدد چڑھ گیا :-

جب پہلی بوتل ختم ہو گئی ایک اور ملا لی گئی - اور پھر ایک اور میرے میں
اور لوگوں کو بھی یادہ نوشی میں غریب کیا گیا - لیکن میں ایک کو سننے میں دبا کر
بیٹھ گیا - پھر مجھے کسی نے خوب سیٹے کوڑا دیے :-

کمال نے جو شیا اور مانٹگمری کو سب لوگوں کے چلے جانے کے بعد بتایا :-
سے ملے دیکر نکال دیا - جیسے ہوسے انہوں نے شراب کی ایک بوتل ساتھ لی :-
مجھے یاد نہیں کہ ہم کچھ دن کس طرح اور کس وقت پہنچے - کیونکہ باہر نکلتے
ہی میرے قدم لڑھکھڑانے لگے تھے - اور میں مجبوراً جو شیا کے سہارے پہنچ گیا -
تھا مکانات چکراتے ہوئے اور زمین پر ہڈی سے نکلتی ہوئی سلحشور ہوتی تھیں
افسر سرد ہوا کے اثر سے میرا تشدد کم ہو گیا - گو شیا اور مانٹگمری یقیناً
غور ہو رہے تھے :-

مانٹگمری - روحشت سے آنا مسٹر - یلاس سنو آکر سی طرح کی ہودگی پھر کی تو
میں تنکو لال تو بیسی کلام نہ در لگا :-

جو شیا - آؤ عمر پھر میں اب تو خوش ہوں - تم نے کیا مشکل بنا رکھی ہے - مجھے تو یہ
ایسا نہ نہیں اگر تم ایک ماہ تک میرے زیر تعلیم رہو - میں تم کو آدمی بنا دوں :-
مانٹگمری کی دھمکی سے میں ڈر گیا اور جو کچھ انہوں نے کہا کیا - جب ہم
بھر گئے سب لوگ ہوسے ہوئے تھے - کھانا چنا گیا - میں بہت کھو کا تھا خوب
پیٹ بھر کر کھایا - پھر مسٹر مانٹگمری نے شراب کی ایک بوتل نکالی - اور کہا کہ تین
گلاس ہر دو میں بھی شراب نوش کر لے لگا - مجھے پہلے ہی اشتعال ہو رہا تھا اور اس
شراب سے دل و دماغ ہو گیا - کس سوخا اور یاد دہشتور تھا تم رہے :-

مسٹر مانٹگمری نے معمول سے زیادہ خراب پی تھی - لیکن ابھی شراب ہی لگی تھی
میں نے اس کا چہرہ حیرتور سے دیکھا :-

مانٹنگمر سی (میرے سے مخاطب کر کے) سیلاس تم چرٹ نہیں بیٹے۔ تم کو بیٹا۔
 چاہیے۔ اس سے دماغ صاف ہو جاتا ہے۔ اس سے ندامت جاتی رہتی ہے
 تمسا کو زمانہ حال کا چشمہ فرسوسی ہے۔ اگر یہ پڑنی باتوں کو فراموش نہیں کرتا۔ کم از
 کم اس کے اثر سے انکی طرف سے لاپرواہی پیدا ہو جاتی ہے۔ میرا خیال ہے۔ تم کو
 نقورات پیمین نہیں کرتے تم اب تک عصمت کی خوش سبزی میں پھرتے ہو میں
 تمہاری عمر سے پہلے جادو سلامت ردی سے بھٹک کر دور نکل گیا تھا۔ بیس سال
 کی عمر میں عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ تیس سال کی عمر میں ایک عورت
 کے طفیل میں اپنے والدہ کے گھر سے نکالا گیا تھا۔ یہ ایک باند مذہب عورت
 تھی۔ وہ ہمیشہ مذہبی کتب پڑھتی رہتی تھی۔ اور گرجا سے نکال کر کبھی خوش نہ ہوتی
 تھی۔ یہ بڑی سنگدل عورت تھی۔ میں نے جو کچھ کئے ہیں۔ اسکا انزام اس کی
 گردن پر ہے۔ گو میری نوجوانی عیاشی میں گذرتی تھی۔ مگر پچھتہ سالی میں میری
 حالت کی اصلاح ہو سکتی تھی۔ لیکن اس نے پیش نہ جانے دی :

یہ کہہ کر چہرہ عصفہ سے تنہا گیا۔ آخر اس کے اشتغال کی کوئی حد نہ رہی اس
 کے منہ سے کت بکھلے لگی۔ وہ سخت گالیاں نکالنے لگا :

ہوشیار۔ رحمان ہو کہ یار اتنے خفا کیوں ہو رہے ہو۔ زندگی کی قسم میں تمہارے
 اس عصفہ کو پسند نہیں کرتا میں نے تم کو کل کہہ دیا تھا کہ میں ایسی داہی تباہی
 بانئیں سننا نہیں چاہتا۔ آؤ شراب کا ایک اور جام پیکر عصفہ کو دور کر دو۔ اور میں
 اپنی زندگی کی کوئی داستان سناؤ جو مزیدار اور دلنشد ہو جیلا اس نے تمہاری کوئی
 داستان نہیں سنی تو میری طرف اشارہ کر کے کہو تم کوئی داستان سنو گے

میں اس وقت سونا چاہتا تھا۔ لیکن میری کیا مجال تھی۔ کہ وہاں سے
 ہل سکتا سبکہ کہا کہ سسر مانٹنگمر سی جو سناٹے گا۔ میں بڑے شوق سے سنوں گا۔
 مانٹنگمر سی۔ (سچینہ پوچھ کر اور مطمئن ہو کر) ذرا نہیں۔ میں تم کو یا کسی اور کو غالباً
 ایذا نہ دوں گا۔ سوائے اس عورت کے۔ لیکن جب مجھے خیال آتا ہے۔ کہ اس عورت
 کی وجہ سے کیا کیا مصائب نہیں پڑی ہیں۔ اور نہ صرف مجھے بلکہ۔ غیر اگر میں
 اس قسم کی باتوں سے۔ خبر خیال کرتا تو اس وقت تک دیر لے ہو گیا تھا :

یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک چپ چاپ چٹ پٹا رہا :

مانٹنگمری اسلسلہ سخن شروع کرتے ہیں کہ اگر میں اپنی زندگی کے حالات قلمبند کروں تو کوئی کتاب فروش اس کو شائع کرنا پسند نہ کرے گا۔ میری سوکھری بیشک ایک عجیب داستان ہے۔ لیکن ایک خیال میں اس کے پڑھنے والوں سے نصرت بھی اس پر یقین نہ کر سکتے۔ میں نصرت دین میں منہ پیٹا کہنے والے ناول ایک فرضی واقعہ خراج کرنے کے بغیر کچھ سکنا ہوں۔ مگر ناول خزان کہنے کے میں نے غلو اور مبالغہ سے کام لیا ہے جس شخص نے شریفوں کی طرح زندگی شروع کی۔ اور جس نے بنیتل سال کے عرصہ میں ہر طرح کی زندگی اور باشی کا تجربہ کیا ہو اسکو کوئی نہ کوئی عجیب واقعہ پیش آیا ہو گا :

جو شیلہ (میری طرف اشارہ کر کے) بیشک آنا چاہیے۔ مجھے تعجب ہے کہ تم نے منظومات شایع کیوں نہیں کئے۔ تم کو اپنی سوانح عمری یا داستان ضرور شائع کرنی چاہیے۔ تھی۔ مگر ابھی وقت ہمارا کھٹ سے نہیں گیا۔ آؤ اپنی چورنگا دیے والی داستان سناؤ۔ ہم سب توجہ سے سن رہے ہیں :

سسر مانٹنگمری جب بہت لی جاتا تھا اپنی سرگذشت کی داستان سنایا کرتا تھا۔ گو جب مخمور نہ ہوتا تھا۔ وہ ہم کو اور خاموشی پسند آدمی قتلہ مکروہ داستان گوئی کے اثنائ میں اپنے خاندان یا رشتہ داروں کا کچھ یہ نہ بتایا کرتا تھا۔ تمام داستان اسکی آواز کی کے زمانہ تک محدود تھی :

مانٹنگمری میں نے یہ کام آورہ گروہی کے زمانہ میں شروع کئے ان میں سے کسی سے اتفاقا یاد نہیں ہوا جتنا کہ مسمریزم کے بعد سے :

میں یہ سنکر چونک گیا۔ اور اس وقت سے ہمہ تن توجہ ہو کر سنتے لگا :

داستان کا سلسلہ شروع کر کے جب میں نے اوّل اوّل مسمریزم کی شہادت بھی شروع کی میں اسکو لغو اور فضول سمجھتا تھا۔ مجھے ایک تیز طبع اور ہوشیار لڑکی بلکلی تھی میں نے یہ شہور کر رکھا تھا کہ لوگوں کو مسمریزم کے اثر سے بے ہوش کر دیتی ہے۔ لیکن دراصل یہ محض بھانا تھا۔ وہ اپنے

ساقیوں کو بہوش کر دیتی تھی جو ہمارے ساتھ رہتے تھے۔ اور وہ ہمارے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ میں نے خاص علامات اور اشارات مقرر کر رکھے تھے۔ اور انکے بولنے پر ہمارے محاورے اور ناولیہ واقعات بتانے لگے تھے مگر ہم صرف احمقوں کو بچاند سکتے تھے۔ ہونیوار آدمی ہمارے دام غم و سیر نہیں گرفتار نہ ہو سکتے تھے۔ ایک روز یہ لڑکی ایک محاورے کو لیکر اڑ گئی۔ اور میں لندن کے ایک حصہ میں اکیللا رہ گیا۔ میں نے دوسرے روز سمریزم کے شعبہ کا اشتہار دیکھ لیا۔ اشتہار دیا ہوا تھا۔ اور مصیبت یہ کہ ایک حال کا کرایہ پیشی ادا کرو چکا تھا۔ میں نے جانتا تھا کہ کیا کروں۔ کیونکہ میں اکیللا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ میں غمگین صورت بنائے بازاروں میں پھرتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا کہ اشتہار اور ان کے متعلقہ تصویریں بخوبی چسپاں ہیں۔ میں جانتا تھا کہ کراتا پھرتا تھا۔ اور یہ امید نہ تھی کہ اس کو چہ گروسی سے مجھے کچھ وصول ہوگا میں ایک گلی میں لوٹا اور ایک کللال خانہ میں جا گیا۔ اور میں نے نہ لڑھی اور باغی کا ایک گلاس مانگا۔ میرے سوا صرف ایک شخص کللال خانہ میں تھا۔ ایک غلیظہ دہقان صورت آدمی تھا۔ اور وہ متولیش معلوم ہوتا تھا۔ وہ باتیں کرنا چاہتا تھا۔ پہلے میں نے اسکو کچھ جواب دینا نہ چاہا۔ میں اسکی باتوں کا ہاں نہیں دے سوائے کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ آخر اسکی دہقانیت مذاق اور تیزی کی وجہ سے اسکی طرف توجہ ہوئی نہ اور میں اسکی باتوں سے خوش ہوا۔ میں نے اسکے لئے مشراب مانگی۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں کو نشہ ہو گیا اس نے مجھے کہا آؤ میرے گھر کھانا تناول کرو۔ میں نے اسکی دعوت قبول کی۔ اور ہم گلیوں میں گھومتے گھومتے پڑے اس کے گھر کی طرف چلے۔ وہ ایک غلیظہ صحن میں رہتا تھا۔ اس مقام کو دیکھ کر ڈر آتا تھا۔ اور جس گھر میں وہ مجھے لے گیا۔ وہ بھی صحن کی طرح غلیظہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ کسی طرح اس گھر سے نکلوں۔ گو میں آوارہ تھا۔ میں اس قسم کے خستہ بدبودار۔ غلیظہ گھر میں گھبرنے گھبرنے سے بے پردل بھی گھبرا یا۔ ایک سیر زدہ چہار سالہ لڑکی تھوڑی سی آگ کے پاس بیٹھ رہی تھی

اسکے بال آگ کے انکار کے کی طرح سبز خفیف نکلن دار چہرہ اس جسم اور
اعضاد اور اسکے بدن پر لڑے بہت خراب تھے۔ وہ ایک طرح سے نیم برقعہ
تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ترش روئی اور حقارت سے اٹھی۔ اور پھر ایک شریفانہ لباس
اجنبی کو دیکھ کر حیران ہوئی۔ وہ میری طرف متوجس لگا سے دیکھنے لگی۔ گویا
کی حالت میں تھا۔ ان آنکھوں میں کوئی عجیب بات تھی جس نے میرے دل پر
عجیب اثر کیا:

اسکے والد نے اس کو ملامت اور دھمکی سے کمرے سے باہر نکال دیا۔ اگر میں
وہاں نہ ہوتا۔ وہ اس کو کئے رسید کرتا۔ لڑکی اس کو اس نظر سے دیکھتی تھی۔ جس
طرح سے غیرتی پنجرہ سے اپنے محافظ کو دیکھ کرتی ہے۔ میں اس کو اور میرے
دیکھ رہا تھا۔ ایک میرے دل میں ایک عجیب خیال آیا۔ کاش یہ لڑکی
کل رات کے لئے شہیدہ دکھائے تھے۔ مل جائے۔ میں یہ نہیں جانتا یہ خیال
مجھے کیوں آیا۔ اگر میں نہ ہوتا۔ مجھے اس قسم کا خیال نہ آتا۔ جس سے
لشون میں شہیدہ دکھایا جاتا تھا۔ وہ تین چار میل کے فاصلہ پر تھا۔
اگر اس کو شہیدہ کے لئے خاص لباس پہنا دیا جاتا تو اس کو کوئی شخص شناخت
نہ کر سکتا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس شہیدہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو میں کل کا فورہ
ہو جاؤں گا۔ اور یہ لڑکی اس محفم سے جس طرح ہو گا۔ خود بھل آئیگی:

میں نے یہ تجویز اس کے والد کے سامنے پیش کی۔ میں نے اپنے حالات
اس کے سامنے صاف صاف بیان کئے تھے۔ اور وہ میری مشکلات کی وجہ سے
اس سوچے میں ناجائز فائدہ اٹھانا پاتا تھا۔ یعنی بہت روپیہ مانگتا تھا۔
جب میں نے تجویز پیش کی۔ وہ لڑکی کمرے میں آئی اور ایک کرسی کے پاس کھڑی
ہو کر اس کو غور سے سننے لگی:

میں اس سے مخاطب ہو کر کہی تم شہیدہ کر سکو گی:
وہ یقین سے) تم مجھے جو دکھائے گے میں ضرور کر دوں گی:

میں نے اسکے والد کو کہا کہ جتنا روپیہ تم نے مانگا ہے۔ وہ بہت زیادہ
ہے۔ مگر وہ اپنی فتنہ پر قائم رہا۔ اور میں وہاں سے چلنے کے ارادہ سے اٹھا۔

لیکن لڑکی نے مجھے خفیہ طور پر اشارہ کر کے روک لیا۔ اور پھر اپنے والد کے پاس ہوا کہ بہت سے آواز سے کہنے لگی۔ بابا تم کو لو اسٹہ ہو کہ اسکو جانے دیتے ہو۔ تم جانتے ہو تم کو کوئی کام نہیں ملتا۔ اور ہم قانون سے مرہا ہینگے۔ مجھے سلائی کے کام سے کچھ نہیں ملتا۔

اس سیمہ والے نے اس کو گالیاں دیں اور کہہ مائنے کے لئے ہاتھ اٹھایا مگر وہ انگ ہٹ گئی اور کہہ اسکو نہ لگا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے سودا کا فیصلہ ہو گیا اور میرا اسکی خوشی منانے کیلئے ہم نے پھر شراب کا دور شروع کیا۔ دوسری رات ہوئی جب اس نے غسل کر کے اپنے بالوں میں کنگی کر لی۔ اور وہ نعلی پوشاک زیب تن کی جو میرے پاس شعبدہ کرنے والی عورت کے لئے موجود تھی۔ وہ پہلی عورت سے زیادہ شیل معلوم ہوتی تھی۔ تو اسکو لباس کسی قدر و مفید آیا تھا۔ مگر اس قسم کے نفص کو سوائے میرے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ میں نے اسکو شعبدہ خوب سکھا دیا تھا جو اس نے حیرت انگیز سرعت سے سیکھ لیا۔ گو میں جانتا تھا کہ وہ چند غلطیوں کرے گی۔ مگر اب الجملہ مجھے شعبدہ میں اس کے کامیاب ہونے کی امید ہو گئی تھی۔

گو وہ صاف زمین کے سوائے کبھی نہ ہوتی تھی۔ اور اس رات بہت سے لوگ تماشہ دیکھنے آئے تھے۔ وہ بالکل نڈر اور مطمئن تھے۔ گویا یہ کام ساہ سال سے کرتی تھی۔

مسیحیزم کے عمل میں بڑی بات یہ تھی کہ مجمع میں سے ایک شخص کو منتخب کیا جائے اور اسکو چھوڑے ہر لاکر مسیحیزم کے ذریعے بے ہوش کر دیا جائے اور پھر اس سے جو چاہیں سوال کئے جائیں۔ اور پھر معمول سے غنومگی کی حالت میں یہ وعدہ لیا جائے کہ وہ بیدار ہو کر فلاں فعل کرے گا۔ اب تک ہم اس عمل کے لئے ایک معاون کو استعمال کرتے تھے جس کو سابق قرارداد کے بموجب ایک خاص کمرے میں کھڑا کیا جاتا تھا۔ یہ لڑکی یا تو بہت سے لوگوں کو دیکھ کر گھر گئی یا مقررہ شخص سے کسی کی صورت ملنے کی وجہ سے اس نے ایسے شخص کو منتخب کیا۔ جو غسل سے بالکل ناواقف تھا۔ میں نے بالوسی کی حالت میں اس کی غلطی کی صحبت

کرفی چاہی اور اہدیا کہ یہ شخص معمول بننے کے لائق نہیں کیونکہ اسکے بال بھورے ہیں۔ اور عامل کے سرخ ہیں۔ اس بات سے حاضرین کو شبہ پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اصرار کیا کہ معمول کو تبدیل نہ کیا جائے :

میں نہایت حیران تھا۔ کہ اب ہمارا حال منکشف ہو جائیگا۔ اور بڑی اندیشہ اٹھانی پڑے گی۔ لیکن مجھے سخت حیرت ہوئی کہ جب وہ شخص اس لڑکی کی آنکھوں کے سامنے تین چار منٹ کھڑا رہا۔ اس کا بدن ایٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں بھرا گئیں اور اس کا تمام بدن لڑکی کی طرف مائل ہوا۔ گویا اس میں مغناطیسی یا برقی اثر تھا۔ پہلے میرے معاون محض بہانہ سے عامل کی طرف کھینچے آتے تھے اور یہی نہیں۔ بلکہ وہ طرح طرح کے تمام سوالوں کا جواب دیتے جاتے تھے۔ جواب دیتا تھا۔ گویا اسکی قوت ارادہ پر کوئی بھاری اثر ہوا ہے۔ اور وہ جواب دینے پر مجبور ہے۔ پھر لڑکی نے معمول کو کہا کہ جب تمہارے سر سبزیم کا اگر دور کر دیا جائے تو جھاڑ کے قریب جا کر اپنی ٹوپی بلا دینا۔ اور اس نے ہوش میں آکر ایسا ہی کیا۔ مجھے اسکو ایک نئی ٹوپی خرید کر دینی پڑی۔ لیکن مجھے اس امر کی کیا پروا تھی۔ مجھے ایک خزانہ ہاتھ آگیا تھا :

پہلے پہل میں نے خیال کیا کہ لڑکی نے مجھے دم دینے کے لئے اپنے کسی معاون پر عمل کیا ہے۔ اور اسطرح وہ اپنی تنخواہ بڑھانا چاہتی ہے۔ لیکن پھر مجھے ثابت ہو گیا۔ کہ میرے شکوک بے وجہ ہیں۔ اصل میں شروع سے ہی اس کی طاقت اور اثر کے نشان صاف ظاہر ہو رہے تھے :

ہمکو ہر جگہ بے حد کامیابی ہوئی۔ ستاشہ کا کمرہ بھر جاتا تھا۔ ہمارے ساتھ کوئی معاون نہ تھا۔ البتہ آئندہ واقعات کی پیشین گوئی کرنے میں ہم اب بھی لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن اس شخص میں اور وہ لڑکی بخوبی گورا کر دیتے تھے :

ایک مہنت کے اندباپ اور بیٹی کے اند عجیب تغیر پیدا ہو گیا :

کپڑوں کا ایک جوڑا پہن کر وہ بہت مغرور معلوم ہوتا تھا۔ اور اس نے شراب خوری کی بے حد عادت بھی کچھ ترک کر دی۔ لڑکی میں اس سے بھی نمایاں تبدیلی واقع ہوئی۔ اسکو نفیس اور ستھرے لباس میں ملبوس دیکھ کر کوئی :

شخص شملت نہ کر سکتا تھا کہ سنوارا زینوبیا (موجودہ نام) جو ڈھکھ سٹو کس (پہلا نام) ہے۔ میری یہ حالت تھی۔ کہ میں اسکی خوفناک آنکھوں سے ڈرتا تھا اور وہ شاہ بیگم کی طرح منور اور متکبر ہو گئی تھی:

ہم دو سال تک بہت آرام اور آسائش سے ملک میں سفر کرتے رہے اور اس زمانہ میں جو ڈھکھ بہ شکل ایک مرتبہ ناکام ہوئی۔ کیونکہ وہ صرف ان لوگوں کو ہی منتخب کیا کرتی تھی جن کے مغلوب کرنے کی طاقت اپنے میں کافی سمجھتی تھی لیکن اس اثنا میں بوڑھا سٹو کس (اسکا باپ) اپنی حالت سے ناخوش ہو گیا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ اس کو کاروبار میں کافی طور پر شریک نہیں کیا جاتا۔ اور پھر یہ کہ اس نے مذہبی کتب کا مطالعہ شروع کیا تھا۔ اور گرجوں میں جانے لگا تھا۔ بدریج وہ آوارہ کے دن تمام روز میرے مکان سے غیر حاضر رہنے لگا۔ آخر مجھے اس کا راز معلوم ہو گیا۔ وہ اس قصبہ سے جہاں ہم تماشہ دکھاتے تھے چار میل کے واسطے سربا کر کسی گھاٹوں کے لوگوں کو جمع کر کے میدان میں ضبط دفعا برہتا تھا۔ مجھے اس شخص کی حالت پر سخت ہنسی آتی تھی یہاں بادہ پرستی اور یہاں وعظ نصیحت۔ میں اس کا خوب مذاق اڑایا کرتا تھا جو متحیر کو بہت برا لگتا تھا۔ ہمارے درمیان آٹے دن کشیدگی بڑھتی باقی تھی۔ کیونکہ انکی بھی اپنے کام سے اکتا چلی تھی۔ اور میں اس خیال میں تھا کہ اس کو بند کر کے کوئی اور کام شروع کروں کہ جو کہ میں ان لوگوں کے فخر کو گوارہ نہ کر سکتا تھا۔ جنکو میں نے فاقوں سے بچایا تھا۔ ان سے قطع تعلق کرنا چاہتا تھا۔ لیکن خلافت توقع وہ میرے اولوں کو بھانپ سکے:

ہم قصبہ پالڈنگ میں سمریزم کا عمل دکھا رہے تھے۔ وہاں کے لوگ بہت شریر تھے۔ جو ڈھکھ اپنا عمل کر رہی تھی۔ ایک لوجوان چپو ترے پر پڑا تھا۔ سمریزم کے اثر کی وجہ سے جو سوال اس سے پوچھے جاتے تھے۔ ان کا جواب دے نہ لگتا۔ اسوقت دو تین رند سلسلے کی تہمتوں پر آ بیٹھے۔ وہ یہ دیکھ کر کہ معمول ہر طرح بے ہودہ سوال کا جواب دے رہا ہے۔ بہت خوش ہوئے۔ مگر وہ اس کاروائی کو خوب بہانہ سمجھتے تھے۔ جب ہمیں رخصت کر دیا گیا۔

ان رندوں میں سے باوجود کہ اپنے سافقہ رنگی ملامت کے اپنی نشست سے اٹھا۔ اور چوتھے پر چڑھ کر کہنے لگا۔ میرے پر عمل کر۔ تو بات بھی ہے۔ بے حد سے نوشی سے مخمور ہو۔ ہانکنا۔ اس واقعہ سے تمام کے درمیں ہل چل رہی کیونکہ وہ اور اس کے ہمراہین خاندانی آدمی تھوڑے گئے جاتے تھے۔ جو ڈھنگ ایک نظر سے تباہ گئی کہ اس شخص کی قوت ارادہ زبردست ہے۔ اور میرا اس پر کچھ اثر نہ ہو گا۔ اس نے نو جوان پر عمل کرنے سے انکار کیا اس نے اصرار کیا اور کہنے لگا۔ تمہاری کاروائی محض وہ ہو کہ ہے۔ لوگ ہم کو بہتر سے سناتے تھے :

جو ڈھنگ نے اس نو جوان کے ہمراہ ہی کی طرف جسکی آنکھیں سیاہ اور صورت کمزور سی تھی دیکھ کر کہا۔ میں تمہارے پر عمل نہیں کر سکتی۔ لیکن میں تمہارے دوست ہو کر رہ سکتی ہوں :

اس کے ساقی نے انکار کیا۔ لیکن نو جوان کہنے لگا۔ جب تک چلو اس کو اپنے پر عمل کرنے دو۔ زینوبیا کو ہم نے دھوکہ باز قرار دیا ہے۔ ہم اس کو آزاد تھے ہیں رجبو ترے سے اثر کر لینے دوست کے کا زینوبیا (اتنی نہ تو۔ وہ تمہارے پر سروریم کا کچھ عمل نہ کر سکے گی جس طرح میرا نہیں کر سکتی۔ اس نے بات چلنے کے لئے تم کو پسند کیا ہے۔ اس نے خیال کیا تھا کہ تم بات پر کدہ نہ نہ ہو گے دو سرا نو جوان چوتھے پر چڑھ آیا۔ اور زینوبیا کے اشارے پر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے دوست خوش ہو کر تالیاں بجانے اور مرچیا آفرین کے لہرے سے کہنے لگے :

جو ڈھنگ غصہ سے لال ہو رہی تھی۔ اور اس کے منہ سے کف نکلتی تھی کیونکہ رندوں نے اسکا تسخیر سے ناک میں دم کر دیا تھا۔ اسکی آنکھیں لگا رہی تھیں کی سی سرخ تھیں۔ اس نے کمرہ کے لوگوں کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور اس طرح حاضرین کو خاموش کر دیا۔ پھر خود اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی۔ رند کے اندر وہ مردہ کی طرح اٹیٹھ گیا۔ اور اپنے کی طرح بے کس ہو گیا زینوبیا کی آنکھیں دیکھ کر خود بخود غمگین ہو گئیں بلکہ رند بھی بالکل خاموش تھے۔ میں اسکی

طرف دیکھ کر قہر لگیا۔ وہ اپنی طاقت کو کمال سیرجی سے داخل کر رہی تھی۔ وہ اس سے نہایت ضروری باتیں جو اسکے خانگی معاملات کے متعلق تھیں۔ پوچھنے لگی اور ان کا وہ صاف صاف جواب دینے لگا۔ اب اس نے جوان کا دوست لیکا ایک چوتھرے پر کیا۔ اور زینویرا اور اپنے دوست کے درمیان کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اب اس سے سوال نہ کر۔ جب زینویرا نے اس سے آنکھیں ملایں۔ وہ سانسب کی طرح بیچ جہل کھاتا ہوا گھر پڑا۔

کمرے میں بے حد سراسیمگی پھیل گئی تھی۔ لوگ چوتھرے پر دوڑے آئے تلکے بے ہوش کے اٹھانے میں مدد دیں۔ بعض برائڈ می اپنے طبقے کے جوڑے الگ کھڑی اپنی فتح پر خوش ہو رہی تھی۔ جب اس شخص کو ہوش آئی۔ اس کو ایک گاڑی پر سوار کر کے ایک دوست کے ہمراہ گھر بھیج دیا گیا۔ جس نے چوتھرے پر آ کر زینویرا کو اپنے پر عمل کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہیں رہا۔ جسے کہ تمام لوگ متشدد ہو گئے اور پھر وہ ہمارے ساتھ ہوٹل میں جہاں ہم۔ کھڑے تھے آیا۔ اس نے لڑکی سے تعافی مانگی۔ اور کہا کہ اگر میں ضرور نہ کرتا تو یہ واقعہ پیش نہ آتا۔ یہ تمہارا نہیں بلکہ میرا قصور ہے۔

وہ ہمارے پرائیوٹ کمرے میں آیا۔ ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوا اور ہم کو اس اپنے خرچ سے شراب پلائی۔ وہ سمریزم سے بہت دلچسپی ظاہر کیے اور اسکے ملاحظات پوچھنے لگا۔ جبے تک بنوا کہ اس کا اس طرح سے سوال کرنا بلاوجہ نہیں۔ وہ شخص راز ہوئی کے خیال سے ایسا نہیں کرنا بلکہ اس کا کوئی خاص مقصد ہے۔ کیونکہ ہم جواب دیتے تھے۔ اور کوئی تجویز سمجھتا تھا۔

شہر میں بے حد اشتعال پیدا ہو گیا۔ کئی ہفتوں تک اس قدر لوگ آتے رہے کہ ہم کو مکان میں کم جگہ ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو واپس کرنا پڑتا تھا۔ مگر تعجب ہے کہ وہ لوجوان جو اس اشتعال کا باعث ہوا تھا ہرات آیا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میرے پر کبھی عمل کرو گو پہلے عمل ستم ہی اس کا رنگا زرد اور طبیعت بے چین ہو گئی تھی۔ لیکن میں ایسا

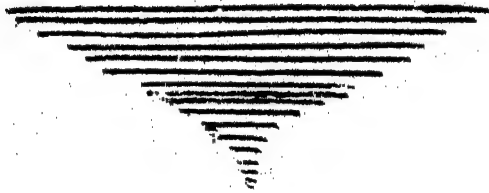
کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا جو ڈنقہ کو اس پر ایک عجیب طاقت حاصل ہو گئی تھی۔ وہ اسپرہفتوں ہو رہا تھا۔ اور وہ سارے کی طرح اس کے پیچھے پھرتا تھا۔ اور اس سے واقفیت پیدا کرنے کی سخت کوشش کرتا تھا۔ وہ ان لوگوں سے جن پر مسمریزم کا اثر ہو جاتا تھا بہت متفرق تھی۔ لیکن دوسرے شخص سے وہ بالکل مختلف سلوک کرتی تھی۔ وہ اکثر ہوٹل میں آیا کرتا تھا۔ اور میں آشران کو آہستہ آہستہ بائیں کرتے سنتا تھا۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آتی تھی۔ کہ تشکیل زندہ نسخہ بالوں والی جوڈنقہ میں کیا بات قابل تعریف نکالی ہے۔ حالانکہ وہ خفیہ اور لاشعریہ اور چندان جو بصورت نہیں۔ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ کوئی سازش کر رہے ہیں۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں پانچ بجے شام کے شہر میں گیا۔ تاکہ اس بارہ میں اطمینان کر لوں کہ سجدہ کے سعلق اشتہار بخوبی پسپا کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے درزی کو ایک نیا بوڑا بنا نے کے لئے دیا ہوا خفا وہاں دیر پہنچی شام کو جب واپس آیا۔ اور کمرہ جس میں سجدہ ہوتا تھا۔ کھولا گیا۔ میرے خادم نے اطلاع دی کہ سٹرکس موجود نہیں اور شاہکیوں کو روپیہ لیکر ٹکٹ دینے والا کوئی نہیں۔ کیونکہ تقدی لینے اور ٹکٹ دینے کا اہتمام سٹرکس کے سپرد تھا۔ میں نے جوڈنقہ کے خاص کمرہ پر دستک دی وہ بھی موجود نہ تھی۔ فی الفور مجھے خیال آیا کہ اب میرا کام بگڑ گیا اور وہ دونوں بھاگ گئے ہیں۔

میں ہوٹل میں گیا۔ جہاں ہم سب اترے ہوئے تھے۔ وہ پوریا بندھنا سمیت کرا فور ہو گئے تھے۔ میں سلیشن پر گیا۔ اور معلوم ہوا کہ انہوں نے پیٹریر کا ٹکٹ لیا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ پتہ نہ ملا۔ اور اب تک باقی تلاش کے اٹکار سراغ نہیں لگا۔ اگر وہ ہاتھ ابائیں تو میں انکو بہت تنگ کروں انہوں نے میرا روزگار بند کر دیا۔ بالیک میں نے انکو فاقہ سستی سے بچا ہوا تھا۔ سٹرکس ڈویل یعنی ریل جو آیا کرتا تھا۔ اور اس کا درست بھی اتنے ساتھ غائب ہو گئے۔ مجھے انکی نسبت پتہ لگا۔ کہ وہ اس شہر میں اچنی تھے

اور صرف شکار کرنے آئے تھے۔ ہوٹل کا مالک جہاں، ٹھہرے تھے ان سے ملا ہوا تھا اس سے پوچھا تو کہنے لگا مجھے معلوم نہیں یہاں آگئے؟

لیکن اس داستان کا نہایت حیرت انگیز واقعہ یہ ہے کہ میں نے آج نماز گاہ میں اسی رند کو سن گیسٹ رقاہد کے ساتھ گفتگو کرتے سنا۔ میں اس کو دیکھتے ہی پچان گیا۔ تو ہمارا ملاقات کو گزرے چند سال ہو گئے تھے اور اس وقت تک اسکی عمر باسیس سال کے قریب تھی۔ ہم نے کچھ دیر تک نج کی گفتگو کی اور اس نے مجھے چند اشرفیاں دیں۔ لیکن اس نے سٹوئس اور اسکی بیٹی کا پتہ بالکل نہ بتایا اس نے کہا مجھے ان کے اس رات غائب ہو گیا حال معلوم نہیں اور میں نے انکو آج تک نہیں دیکھا۔ لیکن میرے خیال میں یہ شخص جھوٹا ہے میں نے اپنے ایک لونڈے جیک برنٹل کو اس شریف رند سے پیچھے لگا رکھا ہے۔ اور وہ یہ دیکھ کر بولنے لگا کہ وہ کہاں اتر ہوا ہے؟



سازگار تین ہزار

میں نے اس داستان کو نہایت دلچسپی سے سنا کیونکہ جو ڈھنگ سے
 رزمیہ (یا) اور اسکے والد کو میں نے شناخت کر لیا تھا۔ یعنی میں جانتا تھا کہ
 یہ سطر پورٹر اور اسکی بیٹی کے حالات میں یہ واقعات جو سطر مانگاری نے
 سنائے تھے میرے ان کے مکثید میں بھیجے جانے سے تمہارے عرصہ پہلے ہوئے
 ہونگے لیکن راڈیل اور جوڈو کا وہ ابتدائی اقلق جو سطر مانگاری کی داستان سے
 معلوم ہوا تھا۔ سیری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کیونکہ میں نے راڈیل کو یاد ہی کے گھر
 میں اپنے فرار ہونے سے پیشتر سو سال پیشتر آئے دیکھا تھا۔ میں داستان
 کے اشعار میں سطر مانگاری کو بتایا ہوا تھا کہ بل سٹو کس سطر پورٹر ہے سارو
 فلان جگہ رہتا ہے۔ لیکن ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ میں نے اس امر میں
 کیوں خاموشی اختیار کی؟

مگر جو شیا خاموش نہ رہا۔ اسکی کے سنج بالوں اور عجیب آنکھوں
 کے ذکر سے وہ دلچسپی ظاہر کرنے لگا تھا۔ اور سطر سٹو کس کے کھلے میدان
 میں وعظ کہنے کا حال سکھ رہا اور بھی حیران ہوا۔ گروہ داستان سے ختم ہونے سے
 پیشتر سطر مانگاری کو کچھ کہہ نہ سکتا تھا کیونکہ شہ کی حالت میں وہ بہت غصہ
 ناک ہو رہا کرتا تھا۔ جب وہ داستان ختم کر چکا ہو جائے گا۔

جوشیاد بل شو کس اور اسکی بیٹی ؟
 مانگمری ہاں کیا اسکے سیاہ بال ہیں ۔ بڑا سامنے ۔ ناک ایک طرف مڑی ہوئی
 اور خمدار ناگیں ہیں ۔
 جوشیا ۔ ہاں ۔

مانگمری ۔ بتاؤ وہ کہاں تھا ؟

جوشیا ۔ یہ وہی شخص ہے جس سے سیلا اس زار ہو کر آگیا ہے ۔ میں نے کہا ہے ذکر
 کرنے پر اسکو فی الفور پہچان لیا ہے ۔ سیلاس کی کم نے شناخت نہیں کیا ۔
 میں ۔ ہاں میں نے بھی شناخت کر لیا تھا ۔ میں نے یہ بات اپنی مرضی کے خلاف
 بتائی تھی ۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ جو اسو میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا وہ اب ظاہر ہو جائیگا ۔
 سسر مانگمری سے یہ خبر سنکر نہایت خوش یاد لچپی ظاہر نہ کی ۔ وہ چہرے پر
 رہا ۔ اور اس کے لبوں سے اسے حقاہت اور فحش کی مسکراہٹ مٹر شیع ہوئی تھی ۔ اور
 پھر کہنے لگا ۔ آئندہ اتوار کو سسر پر اسے ایک شخص ملاقات کر لگا ۔ جس کی اس
 کو باہل توقع نہیں ؟

رغور کرتے ہوئے اس عجیب احمق بولے ۔ کہاں جو اس شخص کے اوہاں کی
 بیٹی کے حالات تمہارے سے سننے کے میں نے اسکو پہچانا تک نہیں ۔ لیکن بات یہ ہے
 میں نے تمہاری باتوں پر پھان توجہ نہ کی تھی ۔

جوشیا ۔ تو پھر اس پہلے کا مہارے پر جبر مان کرنا چاہیے ؟
 پروفسر ۔ رغو آیتے ہوئے شہر بڑھی اور لدٹن کا چھ شنگ لکھ رہے ۔ میں
 اتوار کی صبح کو ریل کی گاڑی پر سوار ہوا تو لگا ۔ اور رات کو واپس چلا آؤں گا ۔ میں اسکا
 اور اپنا بھی بہت سا کام کر آؤں گا ۔
 جوشیا ۔ تمہارا کیا ارادہ ہے ؟

پروفسر ۔ ابھی نہ پوچھو ۔ واپس آکر میں خود ہی بتا دوں گا ۔
 جوشیا ۔ اس نے ہم کو بڑی مہربانی کی ۔ اس سے خوب انتقام ۔ میرا اور سسر
 سیلاس کا سلام دینا ۔

میں نے ریلے جینی سے انہیں دعا کہی کہ اسے سسر کو نہ کرنا ۔

پروٹیسیر میری طرف سے ہو کر آئیں نہ کروں
میں۔ کیونکہ... سگر سکو کوئی وجہ نہ بنا سکتا تھا:
جوشیا۔ تم ڈرتے کیوں ہو وہ اب تم کو اپنا نہیں پہنچا سکتا
میں۔ وعدہ کرو کہ تم میرا ذکر نہ کر گے:

میں نے وعدہ کیا لیکن مجھے اندیشہ تھا کہ وہ اپنا وعدہ پورا نہ کرے گا:

جوشیا میں ہوا پاخانہ میں تھا۔ میں سڑ پور پڑ کے بارہ میں بہت سی حکایات سناتا
تھا۔ کہو نکا اپنے فرقہ کے سوا دیگر لوگ باوجود پکا اس کے تقدس کے اس سے
منفر تھے جب وہ شہر برمی میں اس پہلے آیا۔ وہ کھلے میدان میں وعظ کیا کرتا تھا
اس کا کوئی گرجا نہ تھا۔ بی تعلیم کے پادری کا کلمہ کرنے لگا۔ پھر اس نے لاوارث بچوں
کے لئے مکتب کھولا۔ لوگ اس سے اور مسرہ منہ پڑتے تھے۔ بہت بڑے بچے رہتے تھے۔ یہ لڑکی
اسکی بہت مقدس ہے۔ ایک لڑکی کی حکایت بھی مشہور تھی:

جبکا مجھے کچھ پتہ نہ ملتا تھا۔ پھر ایک شریف آدمی کا چرچا ہونے لگا جو اس
جوڈ فرقہ کے ساتھ اکثر نظر آیا کرتا تھا۔ اگر میں اس وقت اس معاملہ پر توجہ کرتا تو اسے
بہت سے حالات دریافت کرتا۔ لیکن میں مکتب سے نکل آیا۔ تو مجھے پادری کے
حالات سے کچھ دلچسپی نہ رہی:

جب ہم یہ باتیں کر رہے تھے سڑ جنکس مار تھا کا باب اپنے کام پر جانے
کے لئے زمین سے اتر۔ ہم تمام رات بیٹھے رہے۔ تھے۔ اور اس وقت صبح
کے پانچ بجے تھے:

باوجود تازہ تشویش اور تفکرات کے جب میں نے تکیے پر سر رکھا
میں لوگ سو گیا۔ اور پانچ گھنٹے بعد بیدار ہوا۔ میرا سر نہایت درد کرتا تھا جو اس
بھر کی بیداری اور سنجاری کا نتیجہ تھا۔

جب میں ناشتہ کرنے گیا۔ مار تھا میری خستہ و تباہ صورت دیکھ کر
بہت ہنسے۔ ماسٹر سیلاس اگر تم مجھے کوئی اور بات بتانا تو میں یقین نہ کرتی
ان تم تمام رات بیٹھے شراب پیتے رہے۔ اب میں ریت پر یقین کر لو گی:

مسٹر مانٹگرمی اور جو شیا اسکے کچے دیر بعد آئے۔ وہ اخبار شیکریاں پر ہفتے
کھانا کھاتے اور بحث کرتے تھے۔ پروفیسر اشتہاروں کا کاظم تلاش کر رہا تھا
یہ ایک اس نے ایک اشتہار پر ہر نہایت حیرت ظاہر کی:
رجھے اخبار دیکھو! خدا اسکو تو دیکھو۔ اس نے اخبار کے ایک اشتہار کی طرف اشارہ
کیا کہ میں نے نہایت مایوسی سے اشتہار پڑھا:

برمی کے گرجے سے ایک لوجوان فرار ہو گیا ہے۔ اس کی عمر انیس سال
ہے۔ قد پانچ فٹ کے برابر۔ لاغر اندام۔ جلد سیاہ بال۔ اور سیلاٹھیں۔
نازک خط وخال۔ رنگ بہت زرد۔ جب وہ فرار ہوا اس نے پادری طرز کا
ایک سیاہ لپکا کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کی صدر می اور پاؤں بھی سیاہ کچھ سیٹھے
نیکٹائی۔ چوڑے کندر والی ٹوٹی تھی جو شخص اس لوجوان کی اطلاع دے کہ
وہ گرفتار ہو جائے اسکو بہت تنگ آدیا جائیگا۔ نوٹ: خیال کیا گیا ہے کہ وہ لندن
چلا گیا ہے۔ اگر یہ اشتہار اس کی نظر سے گزرے اور وہ اسکو پڑھے اگر وہ شور
نچوچلا آئے اس کے خلاف کسی قسم کی قانونی چارہ جوئی نہ کی جائے گی
لیکن اگر وہ گرفتار ہو۔ تو اس پر ایک سنگین الزام لگایا جائیگا۔ پولیس اس
اس کے سراغ پر ہے:

اخبار برمی ہفتے سے گریڑا۔ اور میں بے ہوش ہو جاتا۔ مگر رہتا ہے
سیرا منہ بانی سے دہویا:

مارحقا۔ یہ شخص بڑا بچی ہے۔ لیکن تم نے اس کا کچھ بگاڑ نہیں:
وہ خاموش ہو گئی کیونکہ جانتی تھی کہ میں نے اس کا کچھ بگاڑا ہے اور مجھے
اس سے واقعی اندیشہ ہے۔ اس خیال سے اس کا رنگ فق ہو
گیا:

مسٹر مانٹگرمی کی تیز نگاہوں نے اس محبوبے سے واقعہ کو دیکھ لیا تھا۔ وہ
خاموش رہا۔ اور اس کے متعلق کچھ سوال نہ کیا۔ جو شیا سیمین بگاڑنے لگا
اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو یہ کرنا دیکھتا:
پروفیسر سم خرد بے دال کی کاروائی کرتے:

میں نے اس وقت دوبارہ کثرتِ کلہاڑی سے ملاقات کتنی مٹھی۔

اور اب میں پہلی دفعہ اس سے ملاقات کرنے سے شرمندہ ہوں۔ کیونکہ اس اشتہار سے پایا جاتا تھا کہ وہ لوگ میرے پر اپنے حق سے دست بردار ہونا نہیں چاہتے۔ اور اب مجھے گرفتار کر لے لی۔ مڑوڑ کو شش کر رہے ہیں۔ جب مجھے یہ خیال آیا کہ میری سسر پور شرمی بیٹی سے شادی ہو چکی ہے۔ اور میں کلہاڑی سے بدیں وجہ شادی نہ کر سکا تو مجھے نہایت انوس میں سا ہوا۔

میں خیال کرنے لگا کہ جب ایک عورت میری بیوی ہونے کا حق رکھتی ہو تو میں اس دوسری سے کس طرح عشق رکھ سکتا ہوں۔ اس کا سوال بے مصیبت کے کیا انجام ہو سکتا ہے۔ اگر کلہاڑی کو میرے سے محبت ہو جائے اور بعد ازاں اس کو یہ معلوم ہو جائے تو وہ میری نسبت کیا خیال کرے گی؟

اس فطرہ کی دولت میں میرے لئے صرف ایک اختیار باقی رہی۔ یہ کہ کلہاڑی سے آخری ملاقات کر دوں۔ اور اس سے رخصت کر دوں۔ اور پھر اس سے پیہ کے لئے زہر ہو جاؤں۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ بڑا اس سے مجھے کتنی ہی تکلیف کہوں نہ ہو۔ ایسا ہی کر دیکھا یہ خیال میرے دل میں اس وقت آ رہا ہے۔ جب میں سیر جانے کے لئے نکلا۔ یہیں رہا تھا۔ میں بہت مضطرب ہو رہا تھا لیکن میں نے خود اشیاء میری کامیابی کے ارادہ کر لیا تھا۔ اور اسکی تکمیل کرنے کے لئے جگہ تیار ہو گیا تھا۔

جب میں باہر جانے لگا۔ میں مار تھا کہ گھر آیا۔ جب میں گھر میں داخل ہوا۔ سسر پور شرمی باہر بھاگنے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے کہا میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ بازار میں تمہاری منسل تصموود کی بات چلے جانا اور میں اپنا راستہ لے لوں گا۔

اگر میں اسکی تجویز کو منظور نہ کرنا تو مجھے ناخالص خیال کرنا چاہیے۔ اس کو منظور کیا۔

میرے ساتھ جاتے ہوئے، اس اشتہار کے مضمون سے گھبر کر نہیں یہ محض دھمکی ہے۔ بالخصوص پولیس کے سراغ بردار کے کانٹے صوفی

اس نے جو یہ شور کیا ہے۔ تو اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ ٹکود قوت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس میں ضرور کوئی بات ہے اور معلوم ہوتا ہے تم نے بھی کوئی بات چھپا رکھی ہے۔ میں بل سٹوگس کے حالات سے بخوبی واقف ہوں وہ اتنی بلاوجہ گوارا نہ کرتا۔ جیسا میں نے کہا ہے۔ گھنٹہ اور گھنٹہ۔ اور ممکن ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر اس کے فرار ہونے کے متعلق اشتہار شائع ہوگا۔

وہ میرا پیچھا نہ چھوڑنا تھا۔ آخر میری بے چینی عیاں ہونے لگی۔ اور وہ کہنے لگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم میرے سے پیچھا چھوڑنا چاہتے ہو۔ میں خیال کرتا ہوں۔ سب کے اپنے اپنے راز اور خفیہ ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ میرا اس سے ذکر کرنا۔

یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ ہلایا۔ میرے خیال میں آخری جملہ اس نے تم سے یہ کہا تھا۔ لیکن میری شکل سے اس کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ اس کا تیر نٹ نے پر بیٹھا ہے۔ جب وہ میرے سے رخصت ہوا کچھ دیر تک اسی سمت میں گیا۔ جس سمت میں جا رہا تھا۔ وہ میرے سے کچھ فاصلے پر میرے پیچھے آ رہا تھا۔ آخر جب وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ مجھے فورے اطمینان ہوا۔

اگر میں اس روز کے اخبارات کو غور سے سوچے۔ دو اور اشتہار ضرور نظر آتے جو پہلے اشتہار کی طرح جو میں نے پڑھا تھا میرے متعلق تھے۔ ایک کا سفیون یہ تھا۔

اگر وہ نوجوان جس کا نام۔ ایس۔ سی۔ ہے۔ جو برسی کے گرجے سے اگست کو فرار ہو گیا ہے۔ سسٹرائیگل اور کوک سے خط و کتابت کر گیا اسکو اپنے فائدہ کی کوئی بات معلوم ہوگی۔ یہ دونوں وکیل گرسے ان میں رہتے ہیں۔

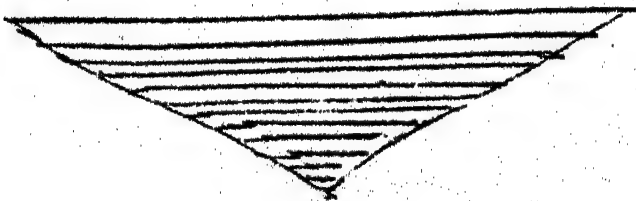
یہ اشتہار تین روز متواتر اخبار میں شائع ہوتا رہا۔ سسٹرائیگل نے اسکو اس روز پڑھا تھا۔ لیکن اس نے کسی وجہ سے مجھے نہ دکھایا تھا۔

تیسرے کا نعمون یہ تھا :

اگر یہ اشتہار اس نوجوان کی نظر سے گزرے جس نے اپنے کپڑوں
کا جوڑا روز کا شیج سلا پرٹن کے پاس رکھا تھا۔ اس کو چاہئے کہ فی الفور
آر۔ مارلے کے ہوٹل واقع سٹراٹنگر سکوئیر میں آگیا آدمی بھیجے یا بذات خود
وہاں آئے :

یہ اشتہار گو سٹراٹنگر نے دیکھا بھی ہو۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا
کیونکہ میں نے وہ داستان جس کی طرف اس اشتہار میں اشارہ تھا صرف
مارمقا کو سنائی تھی :

اگر میں نے ان اشتہاروں کو دیکھا کہ ان کے نعمون پر عمل کیا ہوتا۔
تو اس داستان کا کچھ اور ہی نتیجہ ہوتا۔ مگر ان پر توجہ نہ کرنے سے نصیبتیں پیش
آئیں۔ وہ ناظرین کو ذیل کے بالوں سے معلوم ہونگی :



اظہارِ باب

راز و نیاز

جب یاس نے کلیل کے درزے پر دستک دمی میرے دل میں -
مضبوط ارادے تھے لیکن جب کلیل نے دروازہ کھولا تو میرے دل
میں تیز لرزل واقع ہوا۔ وہ میری طرف مسکرا کر دیکھ رہی تھی جس سے میری
توجہ اور جرات کا فور ہو گئی۔ (غور کرتے ہوئے) کیا میں اس کو آخری مرتبہ دیکھنے
آیا ہوں۔ میں اس کی مسکراتی شکل کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنے آیا ہوں۔
یہ سوالات میں نے اپنے دل سے کئے تو میں بہت مضطرب ہوا اور میرا
حوصلہ سست ہو گیا۔

کلیل۔ ہم بالکل تنہا ہونگے۔ خادمہ میری باہر گئی ہے۔ اور مسرور سن بھی
تعجب ہے کہ دونوں باہر ہیں۔

یہ مجھے اپنے مافی الفیض کے اظہار کے غیر متوقع ملا تھا۔ لیکن میں ابھی
اپنے ارادہ کو منکشف نہ کر سکتا تھا۔ میں اپنے پراگندہ خیالات کی متوجہ
اور اپنی باتوں پر غور کرتا چاہتا تھا۔

کلیل حسب معمول بہت محنت سے تصویریں بنانا ہی کرتی تھی۔ میں اس
کے قدموں میں ایک چوکی بیٹھ گیا۔ اور اس کے رخساروں کی طرف کنگو میوں سے
دیکھنے لگا۔ مجھے خیال ہوا کہ اس کی صورت ایسی دلنریب کبھی نظر نہ آئی تھی
آفتاب کی روشنی نرم اور مدہم سی تھی۔ اور میں خیال کرتا تھا۔ کیا یہ ہماری
آخری ملاقات ہے۔

نصف گھنٹہ گزر گیا۔ لیکن اس عرصہ میں ایک جملہ بھی میری زبان سے نہ نکلا تھا۔ اور کلیئر بھی خاموش رہی تھی۔ میں اس کو دیکھنے اور غور کرنے کو بہ نسبت باتیں کرنے کے زیادہ پسند کرتا تھا۔ اور وہ کام کرتی تھی۔

اسکی ایک سو قلم گریز می میں اس کو اٹھا کر دینے لگا اور اس نے ہاتھ پھیلا یا تو میں نے ہاتھ بہت دیر تک پکڑا رکھا۔ میں کہہ چکا ہوں ہمارے آمدورفت بے تلف اور ہمارے گفتگو بے جا ہاں تھی۔ جیسا کہ بھائی بھین کی ہو سکتی ہے۔ میرے ایسا کرنے سے وہ حیران نہ ہوئی۔ جب اس نے مجھے مسکرا کر دیکھا۔ میں رو رہا تھا۔ اس سے وہ میری طرف متوجہ ہوئی۔

میں۔ اگر میں تم کو کہوں کہ یہ ہمارے آخری ملاقات ہے۔ تو تم کو افسوس پیدا نہ ہوگا۔

وہ۔ تمہارا کیا مدعا ہے؟

میں۔ اگر میں کہوں یہ ہمارے آخری ملاقات ہے تو تم کو افسوس پیدا نہ ہوگا۔ وہ اس کے رخساروں پر سرخی کی جھلک پائی جاتی تھی بے شک مجھے سخت افسوس ہوگا۔

اس پر میں کمر بادل بلیوں اچھلنے لگا۔ لیکن ایک اور خیال سے میں نہایت الجھن میں ہو گیا وہ میرے سے محبت کرتی تھی اس سے پایا جاتا تھا نگہ وہ میری ہے۔ جس عورت پر میں شیدا ہوں۔ جس کی میں پریشاں کرتا ہوں۔ میرے پر عاشق ہے لیکن افسوس میں اسکو اپنا نہیں کہہ سکتا۔ پیار میری جبین مجھے تمہارے سے دست بردار نہ ہونا پڑے گا۔ ان خیالات سے مجھے نہایت محزون ہوا۔ لیکن پھر خیال آیا بھی اس کی محبت کو اور آواز نہ ملے۔

میں اس کے قدموں پر گر کر میری بات تو مجھ سے سنو پانچ سال سے جب ہماری اول ملاقات ہوئی۔ میں تمہارے پر عاشق ہوا اور چند ہفتے پہنچے سے جیسا کہ دوسری ملاقات ہوئی۔ میں جان ڈول سے تمہارے پر شیدا ہو رہا ہوں۔

مجھے بتاؤ کیا تم کو میرے سے محبت ہے۔ پیاری مجھے اسکا جواب دو؟
وہ میری طرف دیکھ کر اور پھر آنکھیں جھکا کر پیارے مجھے منہ مارے ساتھ بہت
محبت ہے۔ میں نے اسکا بازو ہاتھ میں لے لیا۔ اور اسکو جوش سے پسوس دیا
اور اسکے حیا سے سنج ہوئے ہوئے رخسار میری چھاتی سے لگسے لگے گویا وہ ایک پرنسہ تھی
جو اپنے گھونسلہ میں آرام کرنا چاہتا ہے۔

اب میرے ارادے یہاں تھے؟ وہ خود اتاری سوہ لا بھڑا ہی کیا ہوئی؟ وہ
سرف کی طرح جواگ سے پگل جاتی ہے۔ غایب ہو گئی۔ یعنی اسوقت کی خوشی اور اپنے
مست کے جوش سے۔ میں ہمیشہ کے لئے الوداع کہنے آیا تھا۔ اور اب میں نے
اپنے دل میں حلف اٹھائی تھی۔ کہ خواہ تمام دنیا ایک طرف ہو اور میں ایک طرف اور خواہ
کتنی ہی تنہا لیفٹیشن آئیں۔ میں اسکو اپنی بیوی بنا لیتا تھا؟

کچھ دیر بعد ہم دونوں اکٹھے کھڑکی کے باس گئے۔ میں نے اپنی بائیں
اس کی کمرے گرد ڈال دیں۔ اس نے میرے گلے میں۔ اس طرح ہم چپ چاپ بیٹھ گئے
رہے۔ وہ حالت خود فراموشی میں تھی۔ جیسی کہ اس کی عادت تھی۔ میرے دل میں
طرح طرح کے منحوس خیال آتے تھے۔ کیونکہ خوشی کا اقل جوش معدوم ہو گیا تھا۔
اور میرا غیر معمولی اشتعال فرد۔ میرے قوسے پر جو غیر معمول جوش بڑا تھا۔ وہ کم ہو گیا
میں نے جوش میں جو بات کی تھی اس کی حماقت صاف نظر آنے لگی تھی کیونکہ
اس سے عشق کا عذاب کرلے میں میں نے اپنی مصیبت کو دس گنا زیادہ بڑھا دیا
تھا۔ اور اسکو ہمیشہ کے لئے مصیبت زدہ بنا دیا تھا؟

وہ۔ کیا تم خیال نہیں کرتے کہ میں اور تم عجیب سے آدمی ہیں۔ میری سزا یہ ہے
تم ہم دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں؟

میں نے اکثر یہ خیال کیا ہے؟
وہ کیا دنیا ہمکو احمق خیال آگئی؟

میں۔ کیا ایک دوسرے سے محبت کرنا حماقت ہے؟

وہ میری یہ سزا نہیں۔ لیکن محبت کرنے سے پیشتر لوگ ایک دوسرے کے ملامت
علوم نہیں کرتے۔ لیکن تم کو میرا نام اب تک معلوم نہیں؟

س۔ کہیں میں خود تم کو تو جانتا ہوں۔ کیا تمہارے نام کی وجہ سے مجھے تمہارے

دہ۔ نہیں۔ پھر بھی تمہاری محبت عجیب اور نرالی ہے۔ میں نے ابھی محبت

کا کیا پڑھ ہی نہیں۔
تین۔ سبکین تم کو اسیر اعمال معلوم نہیں۔ اس طرح ہمارا خوب جوڑا ہوگا۔ مجھے خود اپنے

اپنے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ لیکن میں تمکو بتا دوں گا۔
وہ۔ اب نہیں۔ جس روز میرے میں زیادہ جرات ہوگی۔ میں تمکو اپنے حالات بتا دوں گی۔

تو وہ اس کے بعد مگر اسن اس بارہ میں کیا کہنے لگی۔
تین۔ اسن اس کی سبب سے طبعیت سے خائف ہو کر کیونکہ میں جانتا تھا کہ

کہ سب اس کو میری اور خلیلہ کی محبت کا حال معلوم ہو گا۔ وہ میرے حالات ضرور
پوچھنے لگی۔
میں۔ لیکن اگر کچھ عرصہ تک اس کو یہ بات نہ بتاؤں تو کیا سچ ہے۔

وہ۔ یہ مناسب نہیں۔ سبب اس کو معلوم ہو گا۔ کہ میں نے اس سے کوئی چیز
چھپا رکھی ہے وہ دق ہوگی۔
میں۔ لیکن تم نے اپنی گزشتہ زندگی کے حالات اس سے چھپائے ہوئے ہیں

وہ۔ اس لئے کہ میں ان کے بتانے کی جرات نہیں کر سکتی۔ لیکن جب سے میں اس
کو میں آئی ہوں۔ میں نے اس سے کوئی بات نہیں چھپائی۔
لیکن میں نے ذرا سی خوشامد کے بعد اس کو اس امر پر راضی کر لیا کہ ایک

ہفتہ تک وہ سنو سن سے اس کا تذکرہ کرے گی۔
سنو سن۔ (کہے میں آکر) میں نے اس پر دس سے زیادہ گہی کوئی نہیں دیکھی
وہ ہمیشہ مردوں سے باتیں کرتی رہتی ہے۔ عجیب عورت ہے۔
اس پر دس سن سے سنو سن کو خامنہ گرفت تھی۔

یہ ایک عجیب آدمی سمجھائیں کر رہی ہے۔ اور ضرور ہمارے متعلق
باتیں کر رہی ہے۔ تمہیں کہ اس آدمی نے اس مکان کی طرف اشارہ کیا
تھا۔ اور وہ ہنستی تھی۔ پھر یہ مکان کی طرف اشارہ کر کے نہ ہنستے

میں اس کی اس گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتی :

میں عجیب آدمی کے اس مکان کی طرف اشارہ کرنے سے مضطرب ہوا
گو بظاہر غصہ ہوئے کی وجہ نہ تھی۔ میں کھڑکی میں گیا۔ مگر وہ نظر نہ آیا۔ میں
پھر دروازہ پر گیا۔ پھر دس دن اور وہ اس اثنا میں غائب ہو گئے۔ دھتکے میں سے پھر آگ
لوچھا اس آدمی کا حلیہ کیا ہے :

مسٹر ولسن رستہ مشروٹی سے، میں ایسے عجیب آدمیوں کو غور سے نہیں دیکھتی وہ
اجنبی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بال بال بے بے تھے :

اجنبی اور بے بے بال۔ یہ مدیہ سطرمانٹا گری کا تھا۔ کیا ممکن تھا کہ وہ
میرے پیچھے آیا ہو۔ اگر وہ آیا ہے۔ تو مجھے اضطراب کیوں ہے۔ اس کا راز جوئی
کے سوا اور کیا مدعا ہو سکتا ہے۔ مگر باوجود اپنے دل کے سمجھانے سے ایک لمحہ
کی بچھینی فروز رہی :

چاہے لو ہمیشہ کرنے کے بعد خدا کر کے مسٹر ولسن کا غصہ فرو ہو۔
یہ امر میرے لئے مفید ہوا۔ کیونکہ مجھے کیوجہ سے وہ یہ معلوم نہ کر سکی کہ ہم ایکٹس
کو پیار کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ گفتگو کے اثنا میں میں نے گزشتہ رات کو تماشا گاہ
میں جانیکا ذکر کیا تھا :

کلیرا۔ میں نے بچپن میں رد دفعہ تماشا دیکھا تھا۔ لیکن وہ پتیلیوں کا ماشہ
تھا۔ اور ناٹک کبھی نہیں دیکھا۔ یہ معلوم تماشا گاہ میں کیا ہوتا ہے۔ میں
ناٹک دیکھنا چاہتی ہوں۔ مسٹر ولسن کیا تم جانا نہیں چاہتے ہو :

مسٹر ولسن۔ میں اپنے پیارے خاوند کے عین حیات میں تماشا گاہ میں جایا کرتی
تھی وہ ہمیشہ ناٹک دیکھنے جایا کرتا تھا جب کوئی نیا ناٹک ہوتا تھا۔ یا عمدہ ساریکٹ
آتا تھا۔ وہ تماشا گاہ میں فروز جایا کرتا تھا۔ اب تماشا گاہوں میں پہلا سالٹن
نہیں۔ مجھے اس زمانہ کے ریکٹروں کے نام تک یاد ہیں مثلاً مکینڈی می۔ چارلس سمبل
اور لسٹن۔ اب بھلا ویسے ایکٹر کہاں :

مگر کلیرا نے تماشا گاہ میں جانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اس لئے یہ مفید
کیا گیا کہ میرے روز فیضر جائیں :

مسٹر ولن۔ لیکن کونسے قیصر میں جانا چاہئے۔ یہ سب خیال میں ڈر بہری میں تھا
قیصر نہایت عمدہ ہے۔

غرض ڈر بہری میں کے قیصر میں یہ کہے۔ روز جانا قرار پایا۔ بعد ازاں مسٹر
ولن متاثرہ گاہ اور ناگھوں پر بہت دیر تک اٹھ بیٹھ کھڑا رہی اور آخر میں رخصت
ہوئی۔ کلیر میرے ساتھ دروازہ تک آئی۔ ہم آسمان کی نار میں دیر ہی محبت کو
دریغ تک دیکھتے رہے۔ اور ہم نہ معلوم کہ تک کھڑے رہے۔ مگر اس لئے کلیر
کو کہا کہ ہوا بہت سرد ہے۔ باہر نہ بیٹھنے سے تم کو زکام ہو جائیگا۔ میں نے کلیر کے
چند پوسے لئے اور رخصت ہوا۔ جب اس نے دروازہ بند کر لیا۔ میں دلہتر پر
چند منٹ تک کھڑا رہا۔ میں خیال کر رہا تھا کہ اس مکان میں کتنے دن خوشی کے
گزرے ہیں۔ اور آج کا دن ایک طرح سے از حد خوشی اور ایک طرح سے
الحد کاوش کا دن ہے۔

کہا مجھے یہ خیال نہ تھا کہ اب اس خوشی اور غم کا متغیر فاصلہ
یو اچانک ہے۔ میرے گرد مصیبت کی ایک گھٹا چھا رہی ہے۔ واقعات نہایت
سرعت سے مجھے پہنچ رہے ہیں اور مصیبت کی طرف کھینچ لے جا رہے ہیں۔ لیکن اب ہم ایک
اور واقع بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اور بالفعل ان خیالات سے رخصت ہونا
چاہتے ہیں



نواب

ایک بنگالہ دل سرد مہر اور طوطے
کی چونچ

کی ٹیڑھی ناک والی عورت

اس باب میں جو واقعات ہیں۔ وہ میں نے ذاتی مشاہدہ سے نہیں
لکھے۔ بلکہ ان لوگوں کی زبان پر ہیں جس کے حالات اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس قسم کے
اور باب بھی اس داستان میں ہونگے۔ داستان کے آئندہ واقعات کی تشریح کریں گی
عزیز سے اسکا بیان کرنا فروری اور مئی سبب معلوم ہوتا ہے :

مندیہ بالا واقعات کے روز ہوئے تھے اور دوسرے روز سینچر کو
خضیک بارہ بجے نفیس کپڑے پہنے مسٹر فاکل اور کوک کیل کے دفتر کی طرف
برچہ رہا تھا۔ اس نے نشی سے پوچھا کہ آیا دونوں کمپوں میں سے کوئی
دفتر میں موجود ہے۔ اتفاق سے اس وقت دونوں موجود تھے۔ ایک خادم
مانگڑی کا کارڈ اندر لے گیا اور کمپوں نے اس کو دیکھ کر مسٹر مانگڑی کو
دفتر میں بلا لیا۔ یہ وہی خضیک مزاج کوگوسی کو می معلوم ہوتے تھے :
خضیک کی عمر پچیس سال کے درمیان تھی۔ مکان میں روشنی بالکل

دعویٰ تھی۔ مگر مانٹلمر سی اسطرح کرے میں بٹھ گیا۔ کہ اس کے چہرے پہ بڑا شامی
سکی کرین نہ پڑا۔ دیکھتے۔ وہ آواز کو تبدیل کر کے گفتگو کرے لگا۔ تاکہ وہ اسکی
صورت اور آواز شناسنت نہ کر سکے۔

مسٹر فاکل۔ جناب آپ کا کیا کام ہے؟

مسٹر کوک اس اثنا میں تاغذات کو دیکھ رہا تھا۔

مسٹر مانٹلمر سی نے گڈ شند۔ روز کا اخبار ٹیڈلرٹ نکالا۔ اور اس پر شہد

کیطرات اشارہ کیا جو پہلے درج کیا گیا تھا۔

فاکل۔ لیکن تم سیلاس کارسٹن نہیں ہو۔

مسٹر مانٹلمر سی (سلام کرے) لیکن میں اس کا قائم مقام ہوں؟

فاکل۔ کیا آپ کے پاس اسکا نسخہ ہوتا ہے؟

مسٹر مانٹلمر سی نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا۔ جس میں لکھا تھا

کہ مسٹر مانٹلمر سی کو اجازت دی جاتی ہے۔ کہ راقم کیطرات سے بطور مخد

سٹر فاکل اور کوک وکھلا کے ساتھ گفتگو کرے۔ اور ضروری کاروبار انجام دے

وکیل مذکور نے اس مختار نامے اور حامل رقعہ کو غور سے دیکھا مگر لمبیان

نہ ہوا۔

وکیل۔ یہ کس طرح معلوم ہو کہ یہ سیلاس کارسٹن کا کما ہوا ہے؟

مانٹلمر سی۔ کیا میرے ایسے شریف آدمی جھوٹ بولتے ہیں۔ میں اپنی عزت

کو درمیان دیکر کہتا ہوں کہ یہ اسی کی تحریر ہے؟

وکیل۔ ہم کسی عزت کو شہادت میں قبول نہیں کرتے۔ لیکن سیلاس کارسٹن

خود کیوں نہیں آیا وہ کہاں ہے؟

مانٹلمر سی۔ وہ خود نہیں آ سکتا۔ اور آپ کے دوسرے سوال کا جواب افسوس

ہے کہ میں نہیں دے سکتا۔ میں نے اپنے دوست کارسٹن سے وعدہ کیا ہے کہ

کسی کو یہ نہ بتاؤں گا۔

وکیل۔ جناب ہم آپ کے نسخہ نامہ کو تسلیم نہیں کرتے اور آپ کو اطلاع کسی قسم

کی نہیں دیتے۔ مسٹر کارسٹن کو خود یہاں آنا چاہیے؟

مانٹنگمرسی - برائے مہربانی آپ مختار نامہ واپس کر دیں :
وکیل - ہرگز نہیں - ہم اس کو اپنے پاس رکھیں گے - پور جب وہ خود آئے گا
اس کو دینگے :

پرفیسر کو اب لینے کے دینے پڑ گئے - اس نے اپنی شکل سے بے
چینی ظاہر نہ ہوئے دی - پھر سڑ ناگل - اور کوک آہستہ آہستہ گفتگو کرنے لگے
فاگل - عقیدہ ہم اپنے سوکل کا پتہ بتائے دیتے ہیں - وہ اگر چاہے تمہارے
ساتھ معاملہ طے کر لے گی - ہم اس طرح دونوں طرف کی زمینوں سے
سبک دوش ہو جائیں گے :

مانٹنگمرسی - کیا مختار نامہ جو میں نے آپ کو دیا ہے آپ کے سوکل سے
تعارف کرنے کیلئے مفروضی نہ ہوگا :

فاگل - نہیں یہ پتہ جو میں نے نکھ دیا ہے - تعارف کے لئے کافی ہوگا - سلام
سڑ مانٹنگمرسی سیر مھیوں سے اترتے ہوئے دل میں کہہ رہا تھا یہ مختار
نامہ انہوں نے لے لیا - وہ اس پر یقین نہیں کرتے تھے - گو وہ بڑے سنگار
ہیں - ان کو فوج پر شبہ ہے - میں نے یہ مکان کئی سال کے بعد دیکھا ہے -
اس سے مجھے گزشتہ نانو شگوار واقعات یاد آتے ہیں :

باہر جا کر اس نے وہ کاغذ نکالا - پھر سڑ فاکل لینے پتہ نکھ دیا تھا -
پتہ یہ تھا - میڈن برن - آئیو سی کاٹیج - آئیو سی روڈ - ہاکی بڑی :
یہ پڑھ کر گویا اس پر بجلی لڑک پڑی - وہ نہایت مایوس ہوا :

مانٹنگمرسی - خدا یا کیا یہ ممکن ہے - اس کی دعا ہے - سیلاس کارسٹن
کون ہے - کیا یہ عورت ہاں وہی ہے - لیکن یہ مکان دونوں چھوڑ کر گویا
آ کی ہے - میں اس راز کا سرخ لگاؤں گا :

(فیصلہ کر کے) میں اب کرو لگا - میں ایک مرتبہ پھر اس کے سامنے جاؤں گا - گو اس
کے مکان میں جانا شیرینی کے حبث میں جانے کے برابر ہے :

عزم با جزم کر کے وہ باہر ان کی جانب سرعت سے چلا سگروہ سخت نظر پڑا

مقام رائے دہلی کے ایک اور خان میں جا کر پرنس کی کاروبار کا سہارا دیا۔ پرنس نے اس کی بہت سی
 کی ایک شہر پر سوار ہو کر چل پڑا۔ ایک ایک اور خان کے سرخا میں پہنچا۔
 اور وہاں ایک اور جام شراب نہر مار کر کے آئی تو می روڈ گا پتہ پوچھا۔ یہ مقام
 ہا کی گیسٹ کی جانب میں قدرے قاصد پر تھا۔

آندرا آئی تو می کا بیچ میں پہنچا۔ یہ ایک چھوٹا سا ایک سا مکان تھا۔ اس پر
 عشق پیچان کی بلیں چاروں طرف بڑا علمی تھیں۔ اور یہ اس مکان کی
 وجہ تھی تھی۔ اس مکان کے صحن میں کئی طرح کے درخت تھے مثلاً
 لیموں۔ چکوتھریس وغیرہ اور ان کے سائے کی وجہ سے مکان تاریک سا معلوم
 ہوتا تھا۔ یہ اس زمانہ کی حالت تھی۔ جبکہ ہا کی بریادیت میں تھوڑا ہوتا تھا۔

مسٹر مانٹگمری مکان کے دروازے پر آئی تو می کا بیچ ایک تختہ پر
 لکھا ہوا جو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بہت مضطرب ہو رہا تھا۔ اس نے رومال نکال کر اپنا
 منہ پونچھا۔ اس کا خلق خشک ہو رہا تھا۔ اگر وہاں کلال خانہ ہوتا۔ تو مگر شراب
 کا ایک گلاس پیتا۔ مگر جو کچھ کوئی کلال خانہ نہ تھا۔ وہ نہر درویش یرہان درویش
 کے مقولہ پر عمل کر کے باغ کے پھاٹک میں داخل ہوا۔ اور ایک ریش پر خزانہ
 خزانہ جیکر مکان کی گھنٹی بجائی۔

ایک خادمہ باہر آ کر جنبہ اسٹیم شین ایک سیدم ہرن۔ سے کوئی کام ہے؟
 مانٹگمری میں سٹاف کل اور کوک کی طرف سے آیا ہوں۔ اور میں اس شہر
 کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو اخبار نیکیان میں شائع ہوا تھا۔

خادمہ یہ سن کر اندر چلا گیا۔ مانٹگمری کا دل بے حد مضطرب رہا تھا۔
 باوجودیکہ صبح کا وقت تھا۔ اور سردی بہت تھی۔ اس کے ماتھے اور منہ پر
 پسینہ آگیا تھا۔ جو اس نے اپنے رومال سے پونچھا۔

خادمہ پھر آیا۔ اور اس کو ایک تاریک سے کمرے میں لے گیا۔ اس کی
 دیواروں پر سیاہ کاغذ لگا تھا۔ اور اس کا اسباب پرانی طرح کا تھا۔ مانٹگمری
 کمرے کی کیٹ پر بیٹھ گیا۔

پانچ منٹ بعد اس کمرے کا اندرونی دروازہ کھلا۔ اور ایک سن لیڈی نمودار

ہوئی۔ یہ لیڈی دراز قاصد اس کے رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئیں، اسکے لب باریک اور سفید ہونٹ تھے۔ اسکی ناک طوطے کی توج کی طرح تھی۔ خالکی سنگ کی آنکھیں۔ اور لبوں سے سنگی عیاں تھی۔ اسکے ہاتھ کے بال مہوڑے اور گھونگڑیائے تھے۔ اور ایک نعل کے فیتے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اسکی چھاتی پر ململ کی سفید رومال تھا۔

مسٹر مانگمری نے اس عورت کو انگٹھ سلام کیا:

لیڈی۔ تم سیلاس کارسٹن کی خیر لائے ہو؟

وہ افسردہ لہجے سے جواب نہ دے سکا۔ لیکن اس نے ایک کرسی

لیڈی کنٹون سکائی؟

لیڈی۔ میرا وقت قیمتی ہے۔ براہ مہربانی اپنے آنیکامد عایان کرو۔

مانگمری (درز میں) یہ حسب عادت سنگدل ہے۔ ناشائستگی اور خوش خلقی کا کچھ اثر محسوس نہیں کرتی۔ اس سے لڑائی کرنی پر توجہ۔ جس قدر جلد شروع ہو بہتر ہے۔ بلند آواز میں۔ میں سیلاس کا رسٹن کا مختار ہوں۔ میں فاکل اور کوکس کے دفتر میں گیا تھا۔ اور اس نے اس شہتار کا تذکرہ کیا۔ (خبر دینے) (انہوں نے آپکا پیہ دیا۔ اب آپکے جواب کا منتظر ہوں)۔

لیڈی۔ مسٹر مورانٹ، سیلاس کارسٹن سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ اور تم کو

میرے مکان میں آنیکی کیونکر جرات ہوئی؟

وہ لیڈی کو بے دھرمک دیکھنے لگا۔ لیڈی کی نظروں سے نفرت عیاں تھی

اور مانگمری شیر کی طرح غصے ہو رہا تھا:

لیڈی۔ درشتی سے، تم یہاں کیوں آئے ہو؟

مانگمری۔ سیلاس کارسٹن کی طرف سے اس شہتار کا مطلب دریافت کرنے

آیا ہوں؟

لیڈی۔ اس کا تمہارا کیا تعلق ہے۔ کہ تم یہ پیغام لیکر آئے ہو۔ میں تم کو کچھ

اطلاع نہ دوں گی۔ اگر وہ کوئی بات معلوم کرنی چاہتا ہے۔ خود آئے۔ لیڈی کا مکان ہے اور

میں تنہا رہتا ہوں دیا نہیں جا رہی؟

مانٹگر سی۔ خرفن کرد کہ میں اس وقت تک یہاں رہنے پر اصرار کروں۔ جب

تک تم میرے سوالات کا جواب نہ دے لو :

لیڈی سی۔ میں کانٹیل کو بلا کر نکھو ادو مٹی۔ اور یہاں دولت سے محترز رہنے کا بیٹا نکھو ادو مٹی :

مانٹگر سی۔ گو میں گھر سے نکلا گیا ہوں۔ میرے والد کا نام عدالت میں جنام کرنے سے کیا فائدہ :

لیڈی سی۔ مردوں کو دنیا کی دنیا ہی اور شہر سے کیا واسطہ ہے :

مانٹگر سی۔ مردوں کو! اس لفظ کو سنکر اس کا غصہ قدر سے فرو ہو گیا :

لیڈی سی۔ ہاں مردوں کو اس سنگدل بیڈی کو ذرا رحم نہ آیا، اڈورڈ سوراٹ یہ بہتاری آوارہ مزاجی کا نتیجہ ہے کہ بہتار سے والد کو رحلت کے تین ماہ گزرے ہیں۔ اور تم کو اب تک خبر نہیں :

مانٹگر سی۔ کیا اس نے میری نسبت کچھ پوچھا تھا۔ کیا وہ سرے سے پیشتر میرے سے ملاقات کرنا چاہتا تھا :

لیڈی سی۔ وفات سے کئی مہ پہلے اس نے تمام دنیاوی تعلقات قطع کر دیئے تھے۔ اس کے خیالات اور الفاظ صرف آسمان کی طرف متوجہ و مخاطب تھے یہ سنکر مانٹگر سی زرا ذرا روئے نکلا۔ سنگدل عورت نے اس سے ذرا

بہادری ظاہر کی :

لیڈی سی۔ اب اس ملاقات کے طوالت دینے سے کیا فائدہ تم دیکھتے ہو کہ ہمارے تعلقات بالکل قطع ہو گیا ہے۔ مجھے اس لیے کہ میں گھر کبھی بہتاری صورت نہ دیکھ سکتا۔ اس کا رستہ اگر کوئی بات دریافت کرنی چاہتا ہے۔ بلکہ میرے پاس آئے۔

مانٹگر سی۔ یہ حرامی کچھ کون ہے جس سے جبکہ استفادہ دلچسپی ہے :

لیڈی سی۔ وہ حرامی کچھ نہیں۔ گو اس کی پیدائش گنہ کا نتیجہ تھی۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں صرف دماغ اور اکرا ناچا ہٹی ہوں۔ جس سے نکھو کرے میں نے وعدہ کیا تھا :

مانٹنگمری۔ پھر اسکو لاوارث چھوڑ کے کنست میں گئیوں دکھایا۔ اسکو اپنے والدین سے بے خبر کیوں رکھا گیا۔ اسکو کمینوں کے کام پر کیوں لگایا گیا۔ جب تم اپنی بے شرعی چھپانا چاہتی ہو تم جھوٹ بولنے سے نہیں جھجکتی ہو۔ لیڈمی۔ میرے اور میری بیٹی سے ایک ہی بے شرعی لگی ہوئی ہے جو دور نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس لڑکے کی پیدائش خالص ہے +
خود مانٹنگمری کو اسکی ایک کنزروی معلوم ہو گئی۔ اور اس نے اس کنزروی سے خاندان بٹھانے کا ارادہ کیا +

مانٹنگمری کی پاتم کو معلوم ہے تم نے اس بے شرعی کے بچے کو کسی کے سپرد کیا تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بے شرعی کا بچہ ہے۔ اور تم جو کہتی ہو بالکل جھوٹ ہے لیڈمی نہایت غصہ تک ہوئی۔ مگر اسکے استغفار میں سو سو فرق نہ

آیا +
مانٹنگمری۔ سٹر پور ٹرک جبکہ پاس تم لڑکے کو چھوڑی تھیں۔ بڑی سارے اور دیا کار بھی ایسا کہ اس سے شیطان بھی بپاہ مانگتا ہے۔ وہ میرا ہم زادہ و پیالہ تھا۔ میں کلی اسکو گرجے میں بدنام کروا دیا۔ اور شہر سے لٹکوا دیا +
اس کی بیٹی مسریم کے شعبہ دو سال تک دکھائی رہی مادر بعد ازاں چند سال کی عمر میں ایک بھلے مانس کے ساتھ فرار ہو گئی۔ اس کے والد کی نسبت طرح طرح کی داستان مشہور ہے۔ کہوا جسے خاص کے پاس چھوڑے گی نسبت کیا خیال ہے +

لیڈمی۔ اس مکان سے دور ہو لےو +
مانٹنگمری۔ گو تم میری صورت پھر نہ دیکھو۔ مگر میں منکو تار دھکا۔ کہیں کون ہوں۔ سحنوں۔ میں نے تم کو ایذا نہیں اور نہ ایذا پہنچانے کی کوستھش کی ہے تم پہلے سے مجھے دیکھو کہ متضرع ہو گئیں۔ کیونکہ میں ریاکاری سے نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ میں نے مصالح مذہب کیلوں کے مسائل پر تسخیر کئے تھے تم نے میری ہلاکت کی صلف اٹھائی۔ تم نے میرے والد کا دل میرے سے گشت کر دیا لہذا جو ان کی چند بے اعتدالیوں کی وجہ سے جو دور دور ہو جائیں +

تم نے مجھے اس گھر سے لکھوا دیا۔ خدا نے اس کا تمہارا سے سے خوب انتقام لیا۔ لیکن تم... پر اس سے کچھ اثر نہ ہوا۔ لیکن میں شیطان کا غلام ہو گیا۔ جب میں بے خانمان اور بھوکا تھا۔ میں نے والد کو خط لکھے اور وہ تمہاری شفیع بن کھولے واپس آئے۔ اور موت کے وقت بھی تم نے اس کو میری طرف سے بدظن رکھا۔ صرف ایک شخص کی بابت میں نے یہ باتیں تو کہیں۔ لیکن آخر صبر کی بھی حد ہوتی ہے۔ اور اب میں حد سے گذر گیا ہوں۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک شخص سے تم کو بھی دھپی ہے۔ اور تمہارا سے میں ایک کمزور سی ہے۔ جس سے میں فائدہ اٹھا سکتا ہوں میں کسی طرح انتقام خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو میں نے سے دریغ نہ کروں گا۔ میں تمہارے مکان میں اب نہ آؤں گا۔ لیکن تادم فرگ میں تمہارا بچا نہ چھوڑوں گا۔

یہ کہہ کر وہ غصہ سے اس کی طرف بڑھا تو یا اسکو ایک کمر سید کرنا چاہتا تھا مگر لیدی سے استقلال میں فرق نہ آیا۔ غلام اس آخری فقرہ کو سن کر کمرہ میں چلا آیا تھا۔ سانگمیری نے اسوقت دروازہ کھولا اور ملایا۔ میڈم برن کے یہ الفاظ اس کے کان میں گونجنے لگے۔ فردر انتقام خود تم کو برداشت کرنا پڑا جب وہ تنہا رہ گئی۔ استقلال کا فور ہو گیا۔ اور وہ لیزان و حیران پلنگ

پیر گئی

ایک گھنٹہ بعد وہ ان کے دفتر میں گئی۔ لیکن دفتر بند تھا۔ میرے سوز پھر آئی۔ لیکن اس تاخیر کے نتائج بد قسمتی سے مہلک ثابت ہوئے۔

دسوان باب

مسٹر پورٹر کا ایک قدیم آشنا

آلوار کے روز مسٹر پورٹر سویرے کھانے کی میز پر بیٹھا تھا کہ اسکے ایک
متر شرد سے خادمہ کے جو ہاتھ کے بجائے منقر ہو ا تھا۔ کھانے کے کمرے میں
آکر کہا کہ ایک شریف آدمی ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ پادری نے خادمہ کو کہا
کہ اسکا نام پوچھ آؤ۔
ایک آواز۔ سارا جین میں تم کو نام پوچھنے کی تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ میں خود
اندرا آتا ہوں۔

مسٹر پورٹر یہ سنکر بہت حیران ہوا۔ نو ذارد خود بخود اندر آ گیا۔
پروفیسر د خادمہ سے اپنا رسی تم اس کمرے سے چلی جاؤ میں تمہارے آقا سے
ایک بات کرنی چاہتا ہوں۔

مسٹر پورٹر۔ جناب محاف رکھیں۔ میں آلوار کے روز کوئی غیر معمولی کام نہیں کرتا۔
پروفیسر۔ بل سٹوگس میرے سلسلے یہ ریاکاری نہ کرو۔
یہ نام سن کر پادری اور جوڈتھ دونوں چونکے۔

پروفیسر۔ کیا میں تم کو یاد نہیں رہا۔

جوڈتھ۔ تم مجھے یاد ہو۔

پروفیسر۔ آہا ہر خیال تھا کہ سٹیڈم زینو بیا کی عجیب و غریب آنکھیں مجھے یاد ہیں گی

پورٹر۔ کیا پروفسر صاحب ہیں؟

پروفسر۔ میں پروفسر ہی ہوں۔ اس انتظار میں کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اور
مسٹر پورٹر کے منتظر رہا۔ ہوسٹل پر خوش ہو رہا تھا۔ جو بڑا مستقل تھی۔ اور
اپنے دشمن کو اس طرح تھکاتے رہے۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ گویا وہ وحشی ہے
اور جبکہ حملہ کی توقع تھی۔ مگر اس سے ڈرتی نہ تھی!

پورٹر دھان نوازی کے لچہ میں پروفسر میں تم کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں! +
پروفسر۔ کیوں جھوٹا بولتے ہو۔ تم مجھے دیکھ کر خوش نہیں ہو سکتے کیونکہ میں
تمہارے حالات سے واقف ہوں۔ اور تم نے میرے ساتھ ہدایت پا جایا نہ
سکے کیا تھا؟

پورٹر۔ لیکن اس وقت کا ذکر ہے۔ میری حالت میں اصلاح نہ ہوئی تھی جبکہ۔
پروفسر۔ مسٹر پورٹر اگر میرے سامنے یہ کاری کی۔ میں تمہارے مکان سے چلا
جاؤں گا۔ اور شہر میں ہنگوا سقرد بنام کروں گا کہ تم گراؤں گے پھر اپنی منحوس صورت
دکھانے کی جرات نہ کرو گے؟

مسٹر پورٹر (بجا بہت سے) اچھا پروفسر تباہ میں تمہاری خدمت کس طرح
کر سکتا ہوں؟

پروفسر۔ تم نے اس وقت حبیب میں نے تم کو فاقہ کشی سے بچایا تھا۔ کافی
خدمت کی تھی۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ ہر مذہب میں حبیب تمہارا پتہ چلا سیں گے حلف اٹھایا
تھا کہ میں تم کو گراؤں گا۔ میں رسوا کرنے کے بغیر شہر بڑی سے نہ جاؤں گا۔
جو دیکھ۔ لیکن اب تم نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے؟

پروفسر۔ تم کو کس طرح معلوم ہوا؟

جو دیکھ۔ کیونکہ اگر اب بھی تمہارا یہی ارادہ ہوتا تو تم یہاں آنے کی ہتھیلی گارا
گوارہ نہ کرتے؟

پورٹر۔ میرے خیال میں اس نے اپنے قدیم آشنائوں سے ملاقات کی خاطر یہ طیف
گواہ کی ہے۔

پروفسر۔ اس قسم کی گویا میں نہ کروں۔ مگر تمہارا مکان وہی عمنہ ہے۔ چوں کہ تم

مجھے خوش کنی چاہیے ہو۔ میں یہاں دو چینی قلم کرونگا۔ کیونکہ لکھن میں رہنے سے میری صحت بگڑ گئی ہے۔

مسٹر پورٹر اس جوہر کو سنکر رنجسحق ہو گیا۔

جوڈا کہہ۔ پروفیسر ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ والدہ اڈکھا نامہ رو ہو رہی ہے؟

پروفیسر نے کھانا تناول کیا۔ اور پھر خوب شراب پی۔ اور اس اثنا میں طنز کی باتیں کرتا رہا۔ جس سے مسٹر پورٹر بہت بے چین ہوا۔ لیکن جوڈا کہہ کے اطمینان میں سرخس فرق نہ آیا کیونکہ وہ خیال کرتی تھی۔ پروفیسر باجھمی فائیو کو دیکھ کر سمجھ کر یہاں آیا ہے۔ ورنہ اس کو یہاں آنے سے کیا واسطہ تھا؟

پروفیسر شرب سے فاسخ ہو کر آؤ اب ضروری کام کریں۔ کیونکہ تم کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ میں یہاں محض تفریح کے خیال سے نہیں آیا۔ گو ہم دس بیسہ آشنا ہیں۔ ان کے یاد آیا تم اوارے مقصد میں دن کو کام نہیں کرتے۔ پورٹر۔ مگر ایک قاعدے یکساں نہیں ہوتے؟

پروفیسر۔ گو یا اگر کسی روز تمہارے فائدہ کی کچھ بات ہو تم کام کر لے پر اعتراض نہیں کرتے؟

جوڈا کہہ۔ کیا میں کمرے سے چلی جاؤں؟

پروفیسر۔ نہیں تم بھی رہو۔ تم اپنے والد کو حماقت سے روکو گی۔ کیا یہ شہر تم نے دیا تھا یہ بہت کم اس نے پورٹر کو اخبار ٹیکٹراف دیا۔ جوڈا کہہ دلچسپی کی نگاہ سے دیکھنے لگی اس کے والد نے شہر بہت مہک اس بات میں جواب دیا؟

پروفیسر۔ خوب۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوڈا یہاں ہے؟

جوڈا کہہ۔ پورٹر۔ (ایک زبان ہو کر) تم کو معلوم ہے؟

پروفیسر۔ ہاں۔ لیکن تمام حالات بتانے سے پیشتر میں دو شرطیں کرنا چاہی

پہلے یہ بتانا ہو گا کہ اس جوان کے حالات محکو کہا تک معلوم ہیں۔ اور یہ کہ تلاش

کرتے ہیں شہر کیا معنی ہے۔ اور دوسرے اگر اس کے علم سے کچھ فائدہ ہو؟

میں اس کے حصہ لوں گا کیونکہ حکوم اس سے کسی نہ کسی فائدہ کی امید ضرور ہے؟

باب بیٹی سرگوشیاں کر رہے تھے۔

پروفیسر رداٹھکرا اچھا ہیں جانتا ہوں۔ میں گریجیوں آج رات ہی جاؤں گا۔
پورٹر۔ ایسی جلدی کنوسی ہے۔ ٹھیکہ دار میں منہاری شرطیں مان لوں۔ تم
سیلاس کارسن کو میرے جوائے کر دو گے۔

پروفیسر۔ میں تم کو تیار دوں گا۔ بلکہ دکھا دوں گا۔ اور حتیٰ امکان ہو گا وہ ملے دوں گا۔
لیکن خیال رہے تجھ کو کہہ دے تو چھپاؤ گے کیونکہ مجھے اسے حالات معلوم ہیں کہ تم کو سو کر
سکتا ہوں۔

مسٹر پورٹر نے ناٹنگھم کی کورستان سنائی جو سیلاس کو سنا چکا تھا۔
مگر اس نے تصویر کی ڈبیر کا واقعہ قصداً بیان نہ کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس
کے دوستوں سے ملاقات ہوئی تو اس ڈبیر کے منہ سے اپنی خاسرشی کے معاوضہ
میں اسکو زیادہ روپیہ ملیگا۔ پھر اس نے یہ بیان کیا کہ جب میں فالگل اور کوک سے
دفتر کی بارہا تھا۔ اس سے ایک لیڈی جو میرے سپرد اس بلڈ کے کوکر لئی تھی۔
ان کے دفتر سے نکلی میں اسکے پیچھے گلیڈ میں ریلوے اسٹیشن تک اس کے تعاقب
میں گیا۔ جہاں اس نے ہر نفورڈ شائر کا ٹکٹ لیا۔ اور میں گاڑی جگہ کا ٹکٹ
لے کر پلیٹ فارم پر چلا گیا۔

پروفیسر۔ اور وہ محل والوں میں جانا چاہتی تھی۔ دیکھو میں بھی اسکا حقوڑا سا
مال جانتا ہوں۔ لیکن احتیاط شرط ہے۔

پورٹر۔ میں بول گیا۔ لیکن مجھے صرف یہ معلوم ہوا کہ اس لیڈی کا نام میڈم
برن ہے۔ اور وہ سٹر حاج برائنٹ کی متعدد دوست ہے۔ جو محل والوں رہتا ہے۔
لیکن مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ مسٹر سیلاس اس گھرانے کا ایک بچہ ہے۔ جس
سے بہت کچھ قاعدہ کی اسید ہو سکتی ہے۔

پروفیسر۔ لیکن منہاری صورت جو ایک مرتبہ دیکھ لے اسکو پھر فراموش نہیں
ہوتی۔ تم اس لیڈی کے پیچھے دیکھو شناخت کر نیکیہ بیز کر لے گئے
پورٹر میں بہت احتیاط سے اس سے دور جاتا تھا۔ سوائے اس وقت کے جب وہ
ٹکٹ لیتی تھی۔ کیونکہ اس وقت اسکا پہلا معلوم کرنا ضروری تھا۔ پھر میں

اپنا چہرہ رومال سے چسپا رکھتا تھا۔ وہ سیدھی جلی جاتی تھی یا لوٹ کر یا دیش بائیں نہ دیکھتی تھی۔ سیلاس کو فرار ہوئے ایک ماہ گزرا ہوگا کہ مجھے ناگل اور کوکر کا ایک خط ملا۔ جس میں لکھا تھا کہ اسکو سالانہ وظیفہ ملا ہے۔ اور اسکو فی الفور دس سو روپے بلانڈ پروویسور لیکن تم نے ان کو فرار ہونے کا خیال نہ بتایا ہوگا۔
پورٹر جرنل نہیں لکھی، لاش میں تھا میں اسکو واپس لانے کی فکر میں تھا۔
اگر انکو معلوم ہو جاتا کہ وہ میرے پاس سے چلا گیا ہے۔ تو وہ شاید اسکو میرے پاس پھر نہ آنے دیتے۔

پروویسور لیکن تم اس کے خلاف کیا دینی التزام لگا سکتے ہو؟
پورٹر وہ کپڑوں کا ایک جوڑا لے گیا تھا۔ اور.....

پروویسور۔ تم کسی شخص کو اپنے کپڑوں کا جوڑا ایسا بے پروا نہ کر دیا کہ وہ نہیں لے سکتے۔ جبکہ اسکی پردریش کے لئے تین سو سالانہ رقم ملتی ہے۔ کوئی اور التزام ہوگا۔
پورٹر۔ دو سال التزام۔ جسے کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر چلا گیا ہے۔
پروویسور۔ بیوی کو چھوڑ کر کیا اسکی شادی ہو گئی ہے

پورٹر۔ ہاں

پروویسور۔ کس سے؟

پورٹر۔ جوڑتھ سے

پروویسور یہ سنکر نہایت حیران ہوا۔ اور کچھ دیر تک خاموش رہا۔ پھر اسکو گونہ اطمینان ہوا (دلیں) اس عورت سے بھی انتقام لینے کی ایک صورت نکل آئی ہے۔ (بلند آواز میں) میں تمہاری اس بات سے حیران ہوں سیلاس کلرکسن سے جوڑتھ نے کس طرح شادی کی۔ وہ اسکو منتخب کر سکتا ہے کس طرح آماوہ ہو گئی۔ اگر سولے شادی کے کوئی اور مدعا تھا۔ تو یہ ایک خاصے کا سودا ہے۔ یہ ہیکس اس سے جوڑتھ کی طرف غور سے دیکھا ہو مگر جب بالا گفتگو کو غور سے سہتی رہی تھی؟

وہ یہ سن کر شرمندہ سی ہو گئی۔ اور اس کے رخسار پر شرمیلی نظر آئی

لگی۔

میرد فیسر (پروچیسی سے) خبر لے لے اس سے کیا۔ اس مبارک واقع کو کتنا غصہ ہوا ہے۔

پورٹر۔ اس جھگڑے ہوئے ہیں۔

جوڈتھ۔ زیادہ عرصہ گزلیا ہے۔

پروفیسر۔ سو میں میاں بیوی کے درمیان مناقشہ پیدا کرنا نہیں چاہتا لیکن ابتداء بتا دیتا ہوں۔ کہ وہ ایک لڑکی سے لڑکوں میں تعشق کر رہا ہے۔ میں نے چند روز ہوئے اسکو اس عورت کے گھر میں کھڑکی میں کھڑے دیکھا تھا۔ اس نے عورت کی کمر میں باہیں ڈالی ہوئی تھیں۔ وہ بہت حسین عورت ہے۔ اسکو سنہری بالوں سے خاصی دلچسپی ہے۔ یہ لڑکی آتا لکھے یا آئے۔ مگر ایسا اتفاق ہونا ناممکن ہے۔

پورٹر۔ انسان کی بد اخلاقی کی بھی کوئی حد ہے۔ جوڈتھ کا چہرہ اسوقت سرخ ہو رہا تھا اور اسکی نظر نہایت خطرناک معلوم ہوتی ہے۔

پروفیسر۔ میری بہن! اسے قدیم آئینہ سٹراڈ ویل سے ملاقات ہوئی۔ اور ہم تمہارے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

جوڈتھ اس سے متعلق ہوئی۔ ماسٹرمی نے یونہی نہ کیا تھا۔ لیکن اسکو معلوم ہو گیا کہ خطا نہیں کیا۔

پروفیسر۔ (غور سے بعد) محکوم جوڈتھ کی طرف منہا لب ہو کر (سٹراڈ ویل کے خام راز) تجوی معلوم ہیں۔ کیا۔ محکوم ایک سنہری بالوں۔ نیلی آنکھوں اور سفید رنگ والی لڑکی کے کچھ حالت معلوم ہیں۔ اسکی باتوں سے پایا جاتا ہے۔

کہ وہ اس کی رشتہ دار تھی۔ اور تمہاری نظر سے پایا جاتا ہے۔ کہ تم بھی اس لڑکی کو میاں تھی ہو۔ اس نے مجھے اس لڑکی کے تلاش کرنے کو کہا ہے۔

اور اتفاق سے مجھے اس کا پتہ معلوم ہو گیا ہے۔ اور اس طرح مجھے سیداس کارٹن سے عجیب دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اب اس کی صورت بہت خراب ہو گئی ہے۔ گو اس کے کپڑے پرانے سے ہیں۔ مگر وہ انکو صرف بچا ہے اور بالوں کو خوب لٹہتی کرتا ہے۔ بعض اوقات وہ گھر سے تمام دن باہر رہتا ہے۔

مجھے اس سے خیال ہوا کہ اس کے دل میں بھی حضرت عشق نے
ڈیرے جما دیئے ہیں۔ ایک صبح کو اس کے پیچھے چلا۔ میں نے
دیکھا کہ وہ ایک مکان کی کھڑکی میں ایک حسین لڑکی کی کمر میں بائیں
ڈاکٹر کھڑا ہے۔

میں نے اس لڑکی کا عید عید ہی ہے جو مسٹر راڈویل نے بتایا تھا
۔ یہ پہنی تھی وہ تصویریں بناتی ہے۔ میں نے ایک سچخہ دو کاج کے
مذولہ کی تقدیق کر دی ہے۔

پھر تینوں دیر تک بہت اشتقاق سے گفتگو کرتے رہے۔ جس کو ہم
یہاں بیان کرنا سب خیال نہیں کرتے۔ لیکن اس کی تشریح اور شایع
آئے ہیں۔ علم ہو گا۔

گیارہواں باب

سراغ خیر

دوسرے شام کو ایک سن شخص دہقان کا لباس پہنے ایک تصویر
فروش کی دوکان واقع ویسٹ اینڈ لندن میں داخل ہوا۔ اور آبی رنگوں
کی تصویریں غور سے دیکھنے لگا۔ وہ تصویر کو دیکھنے کی بجائے اس کی
اشتبہ کو دیکھتا تھا۔ اس وقت مشتق نمودار عطاء اور غمیں کی روشنی سنائی
تھی اس شخص نے تصویر دروازے میں بیٹھی اور غمیں آٹھواں، پہلا اس کو دیکھنا

شروع کیا۔ اس کی پشت پر ایک کونہ میں پنسل سے ٹکلیرا "دھم سے مزدوں
میں نکھاتا تھا :

لوڑ بھائیہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور دوکاندار سے مصور کا پتہ

پوچھا۔

دوکاندار (تردد سے) جناب ہم لمبڈیوں اور ضیلمینوں کا پتہ ہو ہمارے لئے
نصویریں بناتے ہیں انکی اجازت کے بغیر نہیں جاتے :

آلی رنگ کی نصویریں اس وقت بہت فروخت ہوتی تھیں۔ کیوں کہ
ان کا ڈیزائن بہت عمدہ و تجویز کیا گیا تھا۔ گو کسی حالی دماغ مصور نے سوچ کر
بنائی ہیں۔ اور دوکاندار کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی حریف تاجر مصوری
خدمات سے فائدہ اٹھاتے کیلئے اسکا پیہ دریافت کیا جاتا ہے :

لوڑ بھائیہ میں تمہارے آقا سے ملاقات کرنا پات ہوں ۔

نصویری دیر میں دوکان کا مالک خود آیا :

لوڑ بھائیہ (اس سے مستحضر ہو کر) میں تمہاری تمام نصویریں خریدنا۔ اور جس
مصور نے یہ بنائی ہیں اسکا پتہ دریافت کرنا چاہتا ہوں :

مالک۔ جناب میں ایسا سوا کرتا نہیں جانتا :

لوڑ بھائیہ میں محض راز جوئی کے خیال سے اب نہیں کرتا۔ وہ لیڈمی جس نے یہ
نصویریں بنائی ہیں۔ میری نہایت قربت دار ہے۔ بلکہ میرے گھرانے کی ایک
رکن ہے۔ اور میں نے اس کو کئی سالوں سے نہیں دیکھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ
سڑ گئی ہوگی۔ مجھے اسکا سراغ عجیب طور پر معلوم ہوا تو میں لندن میں اس کے
تعاقب پر آیا۔ پانچ روز ہوئے۔ رہشٹرنیڈ انڈین میں ایک نصویر فروش
کی دوکان پر آلی رنگ کی نصویریں دیکھ رہا تھا۔ کہ انہیں اپنے مکان واقع
سٹوکس کی نصویر نظر آئی۔ میرے پاس گھر میں بجینہ ہی ویسی نصویر تھی۔ پہنچے
اس سے نتیجہ نکلا کہ یہ دونوں نصویریں ایک ہی ہاتھ کی بنی ہوئی ہیں۔ میں
نے وہ نصویر دوکاندار سے خرید لی۔ میرا خیال صحیح نکلا کیونکہ اس کے پشت پر
پر ایک گہرے ٹکلیرا نکھاتا تھا۔ مگر وہ مالک نے مجھے مصور کا پتہ نہ بتا سکا :

کہنے لگا۔ دو سال ہوئے میں نے یہ اور۔ اور تو میری ایک نوجوان لڑکی سے
خریدی تھیں۔ لیکن پھر اس لڑکی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے اپنے بھتیجے
کو جس نے اس روز میرے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ یہ واقعہ بتایا۔ اس نے
کہا اس معاملہ کو میرے سپرد کر دیجئے کیونکہ مجھے لندن کے زیادہ حالات معلوم
ہیں۔ اور میں بہ نسبت آپ کے اسکا بہت جلد سراغ لگاؤں گا۔ کل رات
وہ اس ہوٹل میں جہاں میں فروکش ہوں۔ آیا اور کہنے لگا۔ میں نے تمام
تصویر فردنیوں سے پوچھا۔ کہ اس نام کے مصور کا نام کو کچھ پتہ معلوم ہے۔
لیکن انہوں نے لا علی ظاہر کی۔ میں نے خود تصویر فروشوں کی دوکانیں دیکھنے
کا ارادہ کیا۔ میں تمام روز پھر پھر اکراؤسی سے واپس چلا ہوا۔ کہ یہ تصویریں نظر
آئیں۔ ان پر اس کے دستخط موجود ہیں۔ میں ہم کو خود اسکی تصویر بھی دکھاتا
ہوں۔ جس سے تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ وہی لڑکی ہے۔ گویا تصویر چھ سال
لی بچی ہوئی ہے :

اس نے دوکان کے مالک کو یہی تصویر دکھلائی جو سیلاس کو گرہا
گھر میں ملی تھی۔ اور جو وہ پیرس کے جوڑے میں سٹریٹو ناقصین راڈویل کے
سکان میں بھول آیا تھا :

دوکان کے مالک نے اب بلا تردد اس کو مصور کا پتہ بتا دیا۔
اس شخص نے دوکاندار سے تمام تصویریں معقول قیمت دیکر خرید لیں
اور پھر ایک کٹم پیرسوار ہو کر لندن کے شمال مغرب کی طرف چلا :

وہ مسز دلسن کے مکان پر آٹھ بجے شام سے پہنچا۔ اور دروازہ
پر دستک دہی خانہ سے معام ہوا کہ مسز دلسن جمعہ کلیر کے تہہ گاہ ہیں
گئی ہے۔ اور بہت رات گئی واپس آئیگی :

کوڑھ۔ کیا کلیر اکثر باہر جاتی ہیں :

خادمہ۔ نہیں تو آج پہلا دن ہے۔ کہ وہ شام کے بعد گھر سے باہر نہیں ہے
کوڑھ۔ یہ میری بد سمجھی ہے۔ لیکن میں آج رات خذہ اس سے ملاقات کر دینگا
خواہ کسی رات گزری واپس آئے۔ میں بارہ بجے پھر آواں گا :

خادمہ میری اس بے ہنگم طاقت کی تجویز سن کر دین ہوئی۔ سو ہونا
تھیں روڈ ویل۔ جبکہ نظر میں پہچان گئے ہونگے۔ ٹھم پر سوار ہو کر قریب
کے ایک ہوٹل میں چلا گیا۔ اور وہاں شب باشی کا انتظام کر کے وقت کے
گزرنے کا منتظر رہا۔

بارہ بجے اس نے پھر مسز ولسن کے دروازے پر بڑے ہنگامہ سے
کلیئر اور مسز ولسن ابھی واپس نہ آئی تھیں۔ میری بوڑھے کو ملتا ہے۔
آئے اجازت دینے سے مسترد ہوئے۔

بوڑھا۔ ڈرہ بنیں۔ میں چور نہیں ہونا تھیں۔ نے اس سے جامعہ میں پانچ
کا۔ کہہ دیا۔ تو میری کا تردد دور ہو گیا۔

ہونا تھیں کو نہ بولیں۔ کان میں داخل کیا گیا۔ اور پچھلے بار ایچ اے ایم
جو کی پر جھٹک دیا گیا۔ میری نے لمپ روشن کر دیا۔ اس کمرے میں آئی نامکمل
تصویریں اور تھوڑے اور کتا ہیں پڑھی ہوئی تھیں۔ بوڑھا۔ انکو غور سے
دیکھنے لگا۔ اس طرح ایک ایک کر کے دیکھ کر پھر مسز ولسن واپس نہ آیا۔
آخر وہ بے چین ہوا۔ کمرے میں جھینے لگا۔ آخر نہایت افسوس سے

میرا رسی کے بعد گاڑی کے بیویوں کی گزرا۔ ایم۔ ڈی سنا کی دسی جو ہر
مکان کے قریب آئی گئی۔ وہ مددگارہ کے پاس گیا۔ رات تا ریکہ غشی۔
کو کچھ نظر نہ آیا۔ بیویوں کی گزرا۔ ہٹ مکان کی طرف آ رہی تھی۔ آخر گاڑی
مکان کے قریب آ کر ٹھہر گئی۔

بارہ وال باب

تماشہ گاہ میں شریک ہونے کا نتیجہ

اب میں ذاتی داستان شروع کرتا ہوں : ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ میرے مسنرولسن اور کلیار کے درمیان تماشہ گاہ میں جانے کے لئے پیر کی رات مقرر ہوئی تھی مسنرولسن نے کپڑے پہننے میں دیر لگا دی۔ اور ہم بمشکل سات بجے شام کے ڈروسی لین میں پہنچے۔ ایک عمدہ ناٹک ہو رہا تھا۔ اور لوگوں کا اس قدر مجموعہ تھا کہ ہم کو درمیانے۔ اول۔ دوئم درجہ میں جگہ نہ ملی مسنرولسن نے کہا۔ کہ اس ناٹک گاہ میں بیٹھنا ضروری نہیں کہیں اور چلو :

ہم بازار میں نکلے تو کارنٹھن کے فقیٹر والوں نے ٹیڈمی او ف لائنس کا ناٹک کرنے کا اشتہار دیا ہوا تھا مسنرولسن نے پہلے یہ ناٹک دیکھا ہوا تھا۔ اور اس نے یقین دلایا کہ بہت دیکش اور پیارناٹک ہے۔ یہ تماشہ گاہ فریب رہی ہے۔ ہم وہاں چند منٹ میں پہنچ جائیں گے :

لیکن مجھے یہ تجویز پسند تھی کہ یہ ناٹک کارنٹھن کے فقیٹر میں میری سڑ راڈ ویل سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور یہ بھی ممکن تھا کہ جو شیا اور مانٹگرسی

وہاں مل جائیں۔ میں نے کلیر اور سنرولسن سے اس فیکٹری کے ساتھ اپنے
تعلق کا اظہار نہ کیا تھا۔ ورنہ میں اس امر کو اب ظاہر کرنا پڑتا تھا۔ لیکن
اب اس میں سنرولسن کی تجویز پر کوئی اعتراض نہ کر سکتا تھا۔ اس سے مجبوراً
خاموشی۔ اختیار کرنی پڑی۔ ہم مارٹون میں گئے۔ وہاں پہلے ایک نقل
ہوئی۔ اور پھر اصلی تاشہ شروع ہوئی۔ اس وقت فیکٹری میں بہت رونق
ہو گئی تھی۔

”لیجی آف لاء انسٹانٹانک شروع ہوا۔ تو میں اس نمبرہ ناک
کے دیکھنے میں محو ہو گیا۔ اس ناک کا چونکا ایکٹ ختم ہونے کے قریب
تھا۔ کہ حاضرین کے منہ سے بے اختیار مرچا۔ آخر میں شاہباش کی آواز
آئے گی۔ اس شور و غل کے درمیان میں نے اپنے قریب آہستہ سی پیسج
سنی۔ میں نے مڑ کر دیکھا۔ تو کلیر از حد اشتعال کی وجہ سے بے ہوش
ہو گئی تھی۔“

وہ ناک کو نہایت دیر اور خوشی سے دیکھتی رہی تھی تاہم گاہ
کی رونق ناک کی خوبی، سرور اور رنگ کی کوہیت۔ انکیزوں کے انداز
اور جوش نے کلیر کے دل پر جس میں اس کا طبعاً بہت مادہ تھا بہت
اثر کیا۔

جب وہ بے ہوش ہو گئی۔ تو اس واقع سے ہمارے پاس والے
واقف ہوئے۔ اور پھر تمام فیکٹری میں خبر ہو گئی۔ لوگ ہمارے طرف دوہیں
لگا کر دیکھنے لگے۔ سنرولسن کے پاس ہوش و اس قایم کرنے کی
اوتل تھی۔ اس سے کلیر کو غصہ سیادیر میں ہوش آیا۔ اور وہ کھلی ہوا میں
کے جانیکے قابل ہو گئی۔

جب میں اپنی نشست سے اٹھ کر کلیر کو بازو کا سہارا دے کر بیٹھا
تاشہ گاہ کے بلائی حصہ پر سے سٹپا ڈویل دیر میں لگا کر ہم کو غور
سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اس آدمی کی طرف سے اپنی نظر جانی بکیرنگ میں
اس سے طبعاً خائف تھا۔

تھوڑی سی برانڈمی اور رات کی ہوا سے کلیئر کی طبیعت بحال ہو گئی۔
ولسن اور میرا ارادہ تھا کہ فوراً فی الفور گھر واپس چلے جائیں۔ لیکن کلیئر اس نے

مانا

کلیئر۔ میں اس نائنک کو اخیر تک دیکھونگی۔ میری طبیعت اب بحال ہو گئی۔ اور
میں باقی تماشہ میں ضبط سے کام لوں گی۔

مسٹر ولسن خود بھی تماشہ سے بہت محفوظ ہوئی تھی۔ اس نے بھی
کلیئر کی بات مان لی۔ مگر مسٹر راڈ ویل کو دیکھ کر مجھے اس نائنک سے دلچسپی
رہی تھی۔ میں خیال کرتا تھا کہ اب یہاں رہنے میں مجھے ہر طرح سے خطرہ ہے
ہم اپنی اصلی نشستوں پر واپس نہ گئے۔ بلکہ مجھے جگہ کر باقی نائنک دیکھنے
اس وقت ایک آدمی آیا اور ہمارے پیچھے پیچ گیا۔ میں نے اس کو پہچان
لیا۔ یہ شخص تماشہ گاہ میں پردے بدلنے کا کام کرتا تھا۔ میں نے اس کی طرف
پیچھے پھیر لی تاکہ وہ مجھے شناخت نہ کر لے۔ جب کھیل ختم ہونے لگا کسی
میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اوہیں نے دیکھا کہ وہ شخص مجھے اشارہ
کر رہا ہے۔ اس وقت کلیئر اور مسٹر ولسن نائنک کو نہایت دلچسپی سے دیکھ
رہے تھے۔ میرا اٹھا اور وہاں سے چپ چاپ اس آدمی کے ہمراہ
چلا گیا۔

میں اس شخص سے انکو بتا نہیں کہ میں یہاں جاتا ہوں۔

اس شخص نے میری بات منظور کی۔

میں تماشہ گاہ کے اس حصہ میں گیا۔ جہاں مسٹر ماننگمری کھڑا تھا۔

ماننگمری۔ تم نے اس نائنک کا جو حصہ نقل کیا تھا وہ تم ہو گیا ہے۔ تم کو دوبارہ

نقل کرنا پڑیگا۔ ٹھیکرو میں انکو اصلی مسودہ لادیتا ہوں۔

وہ چلا گیا اور چند منٹ تک واپس نہ آیا۔ میں اپنے رفیقوں کے پاس سے

چلے آنے کی وجہ سے یہاں پہنچا۔ اس وقت پردہ گرنے کی آواز آئی میں وہاں

سے جا لیکو طیار تھا کہ مسٹر ماننگمری لباس تبدیل کر کے میرے پاس آیا۔ وہ

بازار چلا جا رہا تھا۔

مانگم سی۔ مجھے مسودہ نہیں ملا۔ میں اسکو گھر لاؤنگا۔ اور تم کل صبح کو اسکی نقل کر سکو گے؟

میں یہ سنکر مضطرب ہوا۔ اور تماشہ گاہ کے مقابل حصہ کی طرف دوڑا۔ لیکن اندر جانا محال تھا۔ لوگ باہر آرہے تھے۔ میں اپنے رفیقوں کے باہر اٹکی انتظار میں کھڑا ہو گیا؟

مجھے وہاں کھڑے چند منٹ گذرے تھے۔ کہ میں نے مسزولسن کوجوم میں سے آتے ہوئے دیکھا وہ بہت مضطرب تھی، اس نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا؟

مسزولسن۔ کلیر کہاں ہے؟

میں۔ میں اس کو تمہارا پاس چھوڑ آیا تھا؟

مسزولسن۔ وہ اجوم میں غم مچ گئی ہے۔ چند آدمی۔ تعزیتے ہوئے آنے اور اس کو میرے پاس سے لینگے۔ اس وقت سے وہ مجھے نظر نہیں آئی وہ کہیں بازو میں ہو گئی اسکو تلاش کر دو۔

اب حاضرین چاروں طرف پھیل رہے تھے۔ هجوم اسقدر تھا کہ تل دھرمے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ گاڑیوں اور ٹمپوں کی قطاریں کھڑی تھیں اور پولیس میں اور اور لوگ شور مچا رہے تھے۔ میں ہر جگہ کلیر کی تلاش کر رہا تھا۔ مگر وہ کہیں دفعتاً نہ دیتی تھی مسزولسن نے شور کیا تو اس کے گرد بہت سا هجوم جمع ہو گیا؟

مسزولسن ہر ایک شخص سے پوچھتی۔ کیا تم نے ایک سیاہ پوش سہنہما بالوں والی لیڈی دیکھی ہے؟

کئی آدمیوں نے بتایا کہ اس قسم کی لیڈی نظر آئی تھی۔ لیکن مزید تحقیقات کرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی اور لیڈی تھی۔ آخر کسی نے کہا کہ پولیس میں جو تماشہ گاہ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اسکو معلوم ہو گا؟

پولیس میں۔ ہاں میں نے اس قسم کی ایک لیڈی دیکھی تھی۔ وہ سب لوگوں سے

پہلے تماشہ گاہ سے نکلی تھی معلوم ہوتا تھا کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں ملتا جب
وہ بازار میں پہنچی کسی نے اسے بازو پر ہاتھ لگایا۔ اور اس کے کان میں کچھ کہا
پھر وہ اسکے ساتھ چلی گئی۔ اور میری نظروں سے غائب ہو گئی۔
اس سے ہمکو بہت خوف پیدا ہوا لیکن ابھی شک تھا کہ آیا وہ لیڈی

کلیر ہی تھی؟

پولیس مین۔ میں نے اسکو بخوبی دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ بہت جین تھی۔ نشا ئید
وہ کسی لوجوان کے ساتھ سیر کرتے گئی ہو۔ وہ ہلکو فرد پر بھائی تھی؟

میں نے اور سنرولسن نے اس بات کی تردید کی

پولیس مین۔ اچھا اگر تمہارے خیال میں اسکو کوئی شخص لے اڑا ہے۔ تو میرے
ساتھ بوسٹر پیٹ کے تھانہ میں چلو۔

میں۔ وہ کس قسم کا آدمی تھا؟

پولیس مین۔ وہ لوجوان تھا اور اسکے سر پر ٹوپی تھی؟

یہ وہی آدمی تھا جو مجھے اشارہ کر کے تماشہ گاہ سے لے گیا تھا۔

مجھے یہ خیال آیا کہ ضرور سازش ہوئی ہے۔ لیکن اس سازش میں کون شریک

ہیں۔ اور اس سے مدد کیا ہے۔ ان سوالات کا جواب میرا دل نہ دے سکتا تھا

میں۔ سنرولسن تم ایک ٹیم کرایہ کر کے بوسٹر پیٹ کے تھانہ میں پہنچو۔ اور میں

تمہارے پیچھے آتا ہوں؟

میں نے مسٹر بانٹنگمری کا ہتھ پوچھا وہ میرے بعد تماشہ گاہ سے چلا گیا تھا۔

مجھے اس ٹوپی والے شخص کی نسبت کچھ معلوم نہ ہوا۔ گو میں اس کو دیکھتے ہی پہچان

لیا۔ مگر علیحدہ ناکافی تھا۔ اسلئے اسکا نشان بدل سکا؟

آخر میں چارولڈ تماشہ سے پھر پھر اگر بوسٹر پیٹ کے تھانہ میں پہنچا دیا

سنرولسن کی حالت بہت ردی ہو رہی تھی۔ اس نے بیان کہا دیا تھا۔

میں نے بھی بیان لکھا یا۔ میں نے تماشہ گاہ سے اپنا تعلق طرہ کر دیا۔ اور دیکر

بھی بیان کئے۔ جن سے ناقرین واقف ہیں۔ پھر پولیس مین نے اپنا بیان بکھوایا

انسفر۔ کیا تم کو یقین ہے کہ وہ لیڈی اپنی مرضی سے نہیں گئی۔ شاید اسکی مرضی

کسی کے ساتھ محبت ہو۔ شاید وہ کسی کے ساتھ سیر کرنے چلی گئی ہو۔
 میں۔ آپ یہ خیال نہ کریں۔ اس لیڈی کا سولہ گے ہمارے کوئی دوست نہیں
 وہ کسی کے ساتھ سیر کرنے نہیں جایا کرتی؛

میری بات سے وہ ہمارے ساتھ توجہ سے مناجب ہوا

افسر۔ اس جوان لیڈی کا نام کلیرا ہے؟

مسٹر۔ ہاں مجھے اسکا یہی نام معلوم ہوتا ہے۔

افسر۔ اور تم کہتی ہو۔ وہ دو سال سے میرے ہاں رہتی ہے۔ تعجب ہے تم
 کو اس سے یہ نام کا بھی پورا پورا یقین نہیں۔ اس کے تمام حالات بیان کر دو جو
 باتیں مثلاً فضول معلوم ہوتی ہیں۔ شاید تلاش کرنے میں وہی فرد ہی ہوں
 مسٹر۔ سن نے پھر اسکو معلوم کیا۔ افسر کے سامنے بیان کیا ناظرین
 کو معلوم ہے کہ اسکو زیادہ حالات معلوم نہ تھیں۔

افسر۔ اس قسم کی پراسرار لیڈی خدا جلنے کہاں گئی۔ مگر اس کا تمام علیہ غفلوں
 میں بھیجا جائیگا۔ اور پھر ہے کہ تم اشتہار دے دو اگر کچھ نہ گیا تو ہم تم کو امداد
 دینگے۔ لیکن اس بارے میں اطمینان رکھو۔ وہ جہاں گئی ہے۔ اپنی مرضی
 سے گئی ہے۔ لڑکیوں کی تنوں مزاجی کی نسبت کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بالخصوص
 جیسا کہ پیشہ عام نہ ہو۔

اس سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ کیونکہ افسر مذکور نے ایک فردی
 معاملہ کو فضول سا خیال کیا تھا لیکن وہ ہمارے افسوس کرنے پر مسکرایا؛
 مسٹر۔ سن نے کہا۔ کہ کل صبح اشتہار دینے جا چکے مگر ٹی کھنٹی میں
 نے اس کو فی الفور گھر لوٹنے کی ترغیب دی۔ اس نے کہا۔ میرے ہمراہ آؤ
 لیکن میں نے قریب دہوار کے تلاش کرنے کا ارادہ کیا۔ ممکن ہے کہ مجھے اس کی
 کچھ خبر مل جائے۔

اس نے ہر چند منت کی کہ میں اس کے ساتھ چلوں۔ لیکن میں نے

اسکی بات نہ مانی۔ اور آفر مار وہ اکیلی ہی چلی گئی؛

مسٹر۔ ہاں یقین دروازے پر کھڑا تھا۔ کہ مسٹر۔ سن گاڑی سے اترتی؛

مسٹر جونا تھین سکیا کہاں ہے؟
مسٹر ولسن - ادا بنی کویرت سے دیکھ کر وہ چلی گئی ہے کسی کے ساتھ بھاگ
گئی ہے۔

دس منٹ بعد مسٹر جونا تھین گاڑی میں سوار ہو کر بوسٹر میٹ کے
پولیس سٹیشن کی طرف چلا گیا۔

میں اس روز تمام رات بازاروں میں بھرتا رہا۔ دریا کے پاس بڑے
بڑے چوکوں اور ہوٹلوں میں چکر لگاتا تھا اور نہ معلوم کہاں کہاں بھرتا رہا۔
بارش ہو رہی تھی۔ اور میں سر سے پاؤں تک بھیسگ گیا تھا۔ میں بار بار ایک
ہی بازار میں چکر لگاتا تھا۔ لوگ مجھے پاگل خیال کر کے میرے سے پیچھے ہٹ
جاتے تھے۔ آخر میں سردی اور تھکاوٹ سے چور ہو گیا۔ اور اس وقت میں
ایک گاڑی میں سوار ہو کر کیمپٹن ٹاؤن کی طرف چلا۔

میں اپنے مکان میں پہنچا۔ اور جوں توں کر کے بھیسگے ہوئے کپڑوں
سمیت بستر پر دراز ہو گیا۔ پھر مجھے دنیا و مافیہ کی کچھ خبر نہیں رہی۔



شیراز کا پہلا باب

پھر وہی دیرینہ زندگی

میں عجیب اور تعلیف دو کشمکش میں مبتلا تھا۔ میرا حلق پیاس کی وجہ سے خشک۔ اور دماغ میں بے حد سوز و غش تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ میرا طویل اور تکلیف دہ خواب سے بیدار ہوا ہوں:

بتدریج میرے ہوش و حواس بحال ہوئے۔ کچھ دیر تک مجھے اس کے سوائے کچھ محسوس ہوتا تھا کہ میرا درد کم ہو گیا ہے۔ اور تکلیف میں اتفاق ہوا ہے۔ بتدریج میری نظر و بہت بہوئی اور خیالات منتشر کرنے کی طاقت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک بھاری بستر پر پڑا ہوں۔ اور بڑے بڑے پردے میرے گرد ہیں۔ مجھے صرف ایک ٹھٹھاتے لمپ کی روشنی

برطعیا۔ وہ تندرست ہے۔ وہ تمہارے سے ملاقات کرنے آئیگی۔ یعنی جب ہم میں طاقت نمود کرائیگی۔ لیکن تم کو بات چیت نہ کرنی چاہیے ورنہ مرض کا پھر دورہ شروع ہو جائیگا۔

اگر میں اس بوڑھیا سے یہ سوال کرتا کہ شہنشاہ روس میرے سے ملاقات کرنے آئیگا تو وہ یہی کہتی کہ ہاں تمہارے تندرست ہونے پر فخر ملنے آئیگا۔ مجھے اس کی باتوں سے اطمینان نہ ہوا لیکن میں جانتا تھا کہ وہ خاطر خواہ میرے سوالات کا جواب نہ دے گی۔

چند روز گزر گئے اور میں نے ڈاکٹر اور اس برطعیا کے سوا کسی کی شکل تک نہ دیکھی۔ میں نے ڈاکٹر سے بھی چند سوال کئے۔ مگر اس نے ترشی سے جواب دیا۔ اور کہنے لگا۔ اگر شفا یاب ہونا چاہتے ہو۔ تو کسی قسم کا خیال نہ کرو اور اپنے دل پر ضبط رکھو اضطراب سے بیماری کے عود کرنے کا اندیشہ ہے۔

میرے دل میں جو بے چین کرنے والے خیالات آتے تھے۔ ان کی سوچو دگی میں طبیعت پر ضبط رکھنا۔ اور مطمئن رہنا ناممکن تھا۔ مگر باوجودیکہ تفکرات اور دوسو سوں کے میری حالت بہتر اور قوت روز بروز بڑھتی گئی۔ تاہم مجھے بے وقوفی تھی۔ اور مجھے ایک دم چین لھیب نہ ہوتا تھا۔

میں۔ (ایک روز لیم کر کے) برطعیا مجھے بتاؤ کہ میں کہاں ہوں۔ اور کس کی زیر نگرانی میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم کسی معقول وجہ سے میرے سے یہ باتیں چھپانا چاہتی ہوں۔ لیکن تم غلطی پر ہو۔ مجھے اس کے کہ اس حالت سے مجھے اطمینان ہو۔ اس نے مجھے نہایت بے چین کر رکھا ہے۔ اور اس کی وجہ سے جلد شفا یاب نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ میں کہاں ہوں یہ مکان کس کہے اور میں کن لوگوں کے پاس ہوں؟

برطعیا۔ حجاب میں ان ہدایات کی تعمیل کر رہی ہوں۔ جو مجھے دی گئی ہیں اگر میں اس سے تجاوز کروں۔ تو میرے مالک خفا ہونگے۔ اور ڈاکٹر بھی ہوگا میں ان ہدایات کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ میں بہت حالات نہیں جانتی اور اجازت لے کر میں بخوشی بتا دوں گی۔ اگر تم جلدی سے تندرست ہو جاؤ۔ اور باہر

دکھائی دیتی تھی۔ میں ایک عجیب بستر پر بڑا تھا۔ میں نے غم بھر اس قسم کا بستر نہ دیکھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ میں مرض میں مبتلا نہ ہوں۔ بتدریج میری قوت حافظہ نے خود کیا۔ اور مجھے اس حالت کا اصلی باعث معلوم ہو گیا۔ سب سے پہلے مجھے یہ خیال آیا وہ مل گئی ہے۔ میں نے بستر پر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن میں نہایت کمزوری کی وجہ سے پھر بستر پر گر پڑا۔ میں غور سے سنے لگا سوائے ایک گھڑی کی ٹک ٹک کے کوئی اور آواز نہ رہتی تھی۔

میں نے کوشش کر کے بستر کے پردوں کو ایک طرف رکھ دیا۔ قریب ہی ایک میز پر لمپہ دم صم سا جل رہا تھا۔ ایک سرسبز، ایک پانی کا برتن اور دال کی چند پتلیں پڑی تھیں۔

اس لمپہ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ میں ایک بڑے کمرے میں ہوں جس کی شاہ بلوط کی گھڑی سے تختہ بندی کی گئی۔ کمرے کی کھڑکیوں میں بڑے بڑے پردے آویزاں تھے۔ اس کمرے کا فرش سیاہ اور پرانی و غصہ کا تھا۔ ایک طرف ایک بڑی اینگلی تھی۔ جس کے گرد شاہ بلوط کی گھڑی پر کندہ کاری کی ہوئی تھی۔ اس اینگلی میں آگ جلتی تھی۔ جس کی لگڑی اور حرارت خوش آمیزہ ملدہم ہوتی تھی۔ اور اینگلی کے قریب ایک اجنبی بوڑھا عورت اونچھٹی ہوئی بیٹھی تھی۔ اسکا نہ سیدہ میری طرف تھا۔

یہ بوڑھا عورت میری طرف آئی۔ اس نے پردوں کو ہٹا کر میری طرف دیکھا۔

برقعیا۔ (مہربانی سے) اب تمہاری حالت بہتر ہے۔ میں یہ دیکھ کر خوش ہوئی ہوں۔ تم کو بہت تکلیف گوارہ کرینی پڑی۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ آج رات کسی کسی طرح کا تغیر ضرور ہو گا۔

میں۔ (آہستہ سے) میں یہاں ہوں؟

برقعیا۔ تم دوستوں کے پاس ہو۔ جنہوں نے تمہاری طرح بزرگی کی ہے۔

میں۔ (شوق سے) تباہ و کلیر کا کچھ پتہ نہ پلا۔

نکل کر چلتے پھرتے گو۔ تم سب حالات خود معلوم کر لو گے :

اس روز میں پہلی مرتبہ بستر سے اٹھا اور ایک کھڑکی کے قریب آ بیٹھا۔ اس کھڑکی سے ایک وسیع بارغ نظر آتا تھا۔ جہاں تک میری نظر کام کرتی تھی اس کے گرد ایک بلند دیوار تھی۔ اور دیوار کے اندر بڑے بڑے درخت تھے میرا کمرہ پہلی منزل پر تھا۔ اور اس دیوار اور درختوں کے پرے میری نظر نہ جاسکتی تھی :

میں نے کیا میں لٹکن کے قریب ہوں۔ یا میں دیہات میں ہوں :
برہمچیا۔ (منت کے کچھ میں) جناب اس قسم کے سوالات میرے سے نہ کریں
مجھے سخت تاکید کی گئی ہے۔ کہ میں اٹھا کچھ جواب نہ دوں :
اس تاکید سے مجھے شک پیدا ہوا۔ میں نے خیال کیا اگر میں دوستوں
کے درمیان ہوں۔ تو اس رازداری کے کیا معنی ہیں۔ اس وقت مجھے پہلے
پہل خیال آیا کہ میں جوڑتھ کے زیر نگین ہوں۔ لیکن یہ مکان میری کے
قریب نہ معلوم ہوتا تھا۔ خواہ اس کا مالک کوئی ہو۔ قیاس سے پایا جاتا تھا کہ ایک
امیر آدمی ہے۔ میں اپنے خیالات مشکوک اور اندیشوں تحریر میں لانا نہیں
چاہتا۔ کیونکہ ناظرین گھبرا جائیں گے۔ ناظرین اگر میری حالت میں ہوتے تو خود
میری تکلیف اور تشویش وغیرہ کا اندازہ کر لیتے :

ایک روز صبح کے وقت میں انگٹھی کے قریب سو گیا۔ میں یکا یک
میدار ہو تو آفتاب کی سرخ کرنیں میرے چہرے پر پڑتی تھیں۔ اور جوڑتھ
انگٹھی کے قریب دیوار کے سہارے کھڑی میری طرف دیکھ رہی تھی :
پہلے پہل میں نے خیال کیا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنی
آنکھوں پر اعتبار نہ تھا۔ لیکن میں بہت دیر تک اس شک و شبہ کی حالت میں
نہ رہا۔ وہ میری بیوی کو دیکھ کر حقارت اور طنز سے بولی :
جوڑتھ۔ اپنی بیوی کی ملاقات تمکو خلاف توقع نصیب ہوئی ہے :

میں نے اسکی لہجہ کلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے پناہ اپنے ہاتھوں سے
چھپا سفر اور اسکی نخوس صورت کے خیال سے کاٹنے لگا :

جو ڈنکے۔ میں نے بیماری کے زمانہ میں مہتاری غور پرواخت کی۔ کیا اسکا یہی معارفہ ہے۔ میں تم کو اس تباہ فحشہ مکان سے نہ لاتی۔ تو تم فرد مر جاتے
 بیماری شادی ہو تنگوار تاجت ہوئی ہے۔

میں نے یہ سب سنا کر بہت غصہ کیا۔ تم بچہ وہیں بیٹھے دیکھ کر میں سنا تاہ

وہاں پہنچ کر انہوں نے ایک ایسی ہیروئنہ کی تصویر دیکھی جو ان کے دل میں
 ایک نئی شے کی طرح اتر گئی تھی۔

[Signature]

جو کہ تم نے اپنے آپ کو میرے لئے دیکھا ہے وہاں سے میری بات کو بہت تکلیف ہوگی
میں نے اس کے بارے میں سوچا اور فیصلہ کر لیا کہ میں اسے نہ بتاؤں گا۔

یہ ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ سے دعا کرے کہ اسے اللہ کی رحمت سے نصیب ہو تو اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اسے اللہ کی رحمت سے نصیب کرے گا۔

.....

یہی ہے۔ (تہذیب و تمدن) اس داستان پر کون یقین کرے گا۔ کیا دنیا اس بات کو یقین کرے گی۔ اور شہرت کے حصول کی بات پر یقین نہیں کرتی۔ مذہب ہم کو اپنا

اس سے اس کے انفاق کی صداقت دل میں تسلیم کی۔

میرے لئے نہ صرف میرے سے فرار ہو نیکارا راہہ کیا بلکہ بزدل کی طرح
میرے انتقام کا قصہ لکھ دیا۔ اور مجھے اور میرے باپ کو گھر سے نکالنے اور بے خانہ

میں نے اس کیلئے ایک سی ایم ڈی بنوایا ہے جس کے ذریعے آپ اپنے دوستوں کو بتا سکتے ہیں کہ میں نے کیا کیا ہے۔

[illegible]

تھا۔ لیکن تمہاری سازش خود تمہا ہے۔ حق میں سقر ثابت ہو۔ مثل ہے۔
کہ عاصی کہہ رہا ہے۔ درمیان۔ کہہ کر اسے غصہ آئے تمہارا بیٹہ دیا۔ بلکہ تم کو

یہ چاہئے کہ راجہ کو یہ سہارے دیئے جائیں جو اس کے چار پہرے پر پہنچے۔

اس محنت سے استدلال کرنا بے فائدہ ہے :

ہیں۔ مجھے اس طرح بتانے اور دق کرنے سے تمہیں کیا خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ مجھے میرے حال پر پھر رونا ہوتا ہے۔

جو ڈنڈہ۔ کیونکہ مجھے تمہارے سے نفرت ہے۔ کیونکہ میں نے بعض تجویز میں کی ہو سکتی ہیں۔ مجھے تمہارے دق کرنے سے خوشی ہوتی ہے۔ کسی شخص نے تمہاری طرح اپنی انگوٹوں میں ذیل و غوار نہ کیا تھا۔ تم نے جو اس قدر صبر و ذلیل ہو کر تمہاری زبان سے نکلا ہے۔ شرمی چھپانے کے خیال سے تمہاری ماں مجھ پر کئی تھی۔ تم نے جو کہہ دیا ہے۔ میں نے نفرت سے دیکھتی تھی۔ اور چاہیک۔ میرے پیشانی کر رہی تھی۔ تم میرے قریب آئے۔ میرے لڑاں ہو۔ اور اپنی آنکھیں نفرت کی طرح پھیر رہی ہو۔ اور پھر لو پھرتے ہو کہ تمہارے دق کرنے سے مجھے کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ میں ہمیشہ ستم زدہ رہی۔ آخر قسمت نے ناپاک کھایا ہے۔ اب تم میرے نکال رہے ہو۔ اور میں طرح دوسروں نے مجھے ستایا میں تم کو ستاؤ لگی۔ میرے پر بھی ملے۔ تمہیں کیا گیا پھر میں دوسروں پر کیوں رحم کروں۔

اسکی آنکھوں سے شیشی کی تندہی پائی جاتی تھی۔

جو ڈنڈہ۔ لیکن چھینے اور شور کرنے سے کیا فائدہ۔ میں۔ یہاں آئیہا فرماؤ۔ اور بیوی کے طرح تمہارے شغلیاب ہونے کی تم کو مبارک دے گی۔ آئی تھی۔ اور تم کو یہ جتنا چاہتی تھی۔ اگر تم چاہتے ہو بیوی کی نگہ رانی میں ہو۔ اور دوسرے میں کیا کام کا فیصلہ کرنا چاہتی تھی۔ اگر تم چند منٹ تک میری طرف نہ دیکھو۔ تو اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ میں بیان کر رہی ہوں۔ کل ایک غور شدہ آئے گی۔ یہی بات جو تم کو میرے والد کے سپرد کر آئی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم پتا نہ کر دے۔ مجھے اس کے سامنے اپنی بیوی تسلیم کر دے۔

میں۔ (استغفار سے) میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ تم مجھے قتل کر دو۔ لیکن یہ کلمات میری زبان سے ہرگز نہ نکلیں گے۔

جو ڈنڈہ میرے پاس ایسے واقع ہیں۔ کہ میں تم سے یہ الفاظ نہ کہہ سکتا ہوں۔ کہہ سکتی ہوں۔

میں۔ میں تمہاری خوفناک طاقت کو بخوبی جانتا ہوں۔ لیکن۔

جوڈتھ مجھے اس طاقت کے استعمال کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ میں تم کو معمولی ذریعہ سے اپنی سرفی کے تسلیم کرنے پر مجبور کر سکتی ہوں اسوقت دروازہ کھلا اور میں نے مسٹر راڈویل کو دہلیز پر کھڑے دیکھا :

دوسرا باب

مسٹر جان راڈویل متقابل کرتا ہے

میں ایک آرام چوکی پر بیٹھا تھا۔ اور میری پشت دروازے کی طرف تھی گو میں نے پور نظر سے راڈویل کو دیکھ لیا تھا۔ لیکن اس نے مجھے کچھ دقت تنگ نہ دیکھا۔ جوڈتھ کو دیکھ کر وہ چونک گیا۔ گویا اسکو جوڈتھ سے آنے کی توقع نہ تھی۔ اور وہ کہنے لگا تم یہاں کیسے آئیں :

اس نے راڈویل کی طرف منہ پھیر لیا۔ مگر بدستور سابق کھڑی رہی جوڈتھ۔ مگر میری ملاقات کی توقع نہ تھی :

وہ بیان ہوا اور کچھ جواب نہ دیا :

جوڈتھ۔ براہ مہربانی اندر آئے اور مجھے اپنے خاوند کے ساتھ بہتار سے تعارف کرانے کی اجازت دیجئے۔ بیک یہ ایک اور عزیز متوقع خوشی ہے مسٹر راڈویل جوت اور فطری ایک ساتھ ظاہر ہوئے :

وہ نتیجہ کسی اس سے کیا دعا ہے۔ اس مرد کے گریہاں کون لیا ہے۔ جوڈتھ۔ میں لاتی ہوں :

وہ۔ جوڈتھ یہ غلات صحت کھا :

جو ڈھکے۔ (طنز سے) اخلاف مصلحت۔ کیا اس شخص کو جس نے تمہارے کندھے سے بید صیب پوچھا اتار دیا ہے۔ یہاں شاہ دینا اخلاف مصلحت کہا جاسکتا ہے حالانکہ یہ مکان خالی رہتا ہے۔

وہ۔ لیکن تم کس طرح یہاں آئیں۔ تم کو اس مکان کا پتہ کیونکر ہوا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیا معاملہ ہے؟

جو ڈھکے۔ اس کی وجہ میں بتا دیتی ہوں۔ میرا فائدہ اپنی چاہتی بیوی سے بھاگ گیا تھا۔ اور اس کو ایک خستہ حال مکان میں دماغ بخار چڑھ آیا۔ حلقہ کے ڈاکٹر نے جو اس کے علاج میں مصروف تھا کہ اسکو بہت دور لیجانا اچھا نہ ہوگا اس کشمکش کی حالت میں سرطانی فکرمی نے جو پاس کے مکان میں رہتا تھا تجویز کی کہ اس کو تمہارے ایک مکان میں لے چلیں۔ اس مکان کی چابیاں کسی وجہ سے تم نے اس کے حوالے کی ہوئی تھیں۔ چونکہ میرے خاوند کسی زندگی اس وقت میرے لئے بہت قیمتی ہے۔ میں نے اس کی تجویز بخوشی منظور کی۔

راڈ ویل بدانت پیس کر) اس پر لغت ہو۔ جو ڈھکے۔ (طنز سے) کس پر؟ یا منگمری یا میرے خاوند پر؟ اگر سپر فیسر سے مراد ہے۔ تو اس کا یہ حال ہے۔ کہ وہ تمہارے ایک دیرینہ دوست کی خدمت کرنے میں تمہاری خوشی سمجھتا ہے۔

راڈ ویل یہ مغز پر باتیں نہ کرو۔ اور مجھے اس کا رسوائی کی وجہ بتاؤ؟ جو ڈھکے۔ کیا تم پہلے ہو کہ میں منت اور پیچیدگی سے کام لوں؟

راڈ ویل۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ تم اس مرد سے کو کس حق کی بنا پر یہاں لا آؤ جو ڈھکے۔ جان راڈ ویل اپنی سرفی کے حق کی بنا پر اگر تم اس بارہ تنازعہ کو سگ تو تمہارا اپنا نقصان ہوگا۔

اب اس کی آواز میں نفرت کا شائبہ نہ تھا وہ متانت سے کہہ رہی تھی اور اسکی آنکھوں میں قدیم عجیب و غریب اور پراسرار جھلک تھی۔ مگر وہ جو ڈھکے کی طرف سے دھڑک دیکر رہا تھا۔ گو اس کے رخسار کی سرخی کافر شہوئی تھی

وہ۔ اگر تم جھگڑا کرنا چاہتی ہو۔ بہتر ہے۔ کہ ہم دوسرے لوگوں سے الگ ہو کر رہیں۔
جو ڈھکے۔ میں جو کتنا چاہتی ہوں یہاں کہو گی۔ میرا کوئی راز اس سے چھپ نہیں
سکتا۔ اور میں جو کہنا چاہتی ہوں۔ اسکو سنانا چاہتی ہوں۔
وہ۔ میں اس شرط پر مکالمہ کرتے سے انکار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ گھر سے
جیسے نکلا۔

جو ڈھکے پلنگ کی طرح جب تک کہ کے دروازہ میں کھڑی ہو گئی۔ اس وقت تک
میں اپنا تمام مدد فانی الفیہ بیان کر لوں۔ اس گریہ سے وہ نہ بولتا۔
وہ بیدار نہ تھا۔ یہ کہہ کر وہ بڑبڑاتا۔

وہ۔ اچھا بھگے لہجے کی آواز سن رہی تھی۔ یہ کہہ کر وہ بڑبڑاتا۔
جو ڈھکے۔ اس حقارت آمیز پرہیزگار کی طرح۔ تم نے مجھے جو ایذا دی ہے۔ اس پر
اسنے خوش نہ ہو ورنہ میں تمہارے پر ہنگز رحم نہ کرو گی۔ میں بیدار نہ ہوں
تمہاری زندگی کی ہر ایک تجویز اور امید کو کچل ڈالوں گی۔

وہ۔ تم؟

جو ڈھکے۔ ہاں میں جس کو تم نے بالکل بے اعتبار کر دیا ہے۔ تمہاری تمام تجویزوں پر
فادر ہوں۔ اور انکو چاہوں ایک دم خاک میں ملا سکتی ہوں۔ غرض کہ
میں بو سٹریٹ کے سو گئی کا انعام منسٹر بنوایا ہے۔ تم کو وہ دولت کس طرح
ملے گی۔ جس کے حصول کی تجویزیں کر رہے ہو۔ اور عمر بھر گناہ اور مذمت
و خوش اند کو قہر رہے ہو۔

وہ۔ (توقف کے بعد) تم کیا چاہتی ہو۔ کیا روپیہ کی حاجت ہے؟

جو ڈھکے۔ روپیہ۔ وہ روپیہ کی توقع تمہارے سے دیکھو تم نے الوداعی خط میں
اس پونڈ کے جوٹے بھیجے تھے۔ اس پونڈ میں سے دو روپے۔

راکھو نکالو (اور آگ لگا کر) دیکھو میں ان کی کیا وقعت کرتی ہوں (بھر
جو زیورات راڈ ویل نے بطور تحفہ دیکھے تھے ہاؤں کے رنڈ کر تو رہی تھی۔)

اب بھی تم میرے سے یہ سوال کر کے کہیں تمہارا روپیہ چاہتی ہوں؟

لینے روزگار کی سبیل کرو بجائی گی۔ یعنی کھش دوزی کے گاہک پیدا کر دے بجائے
وہ کیا میرے اس مشغورہ پر کار بند ہونے نہ تو شکایت کا کو سو قہ ملے
جو ڈکھ میرے والد کو کھش دوزی سے بہتر و ذریعہ معاش مل گیا۔ اگر تمہارے
وعدہ پر اصرار کرتے ہیں۔ فاقوں سے جانتے۔ تم نے اپنے وعدے کو فراموش کر دیا
اور کئی سال بعد بری کے بازار میں تمہارے سے ملاقات پر خوشی ظاہر کی
تم نے ایک نہایت خوفناک تجویز جو انسان کے دماغ میں آ سکتی ہے۔ سچ
کہی تھی۔ اور اس میں میں تمہاری مدد کر سکتی تھی۔ لیکن اس تجویز کے
میرے سامنے پیش کرتے تھے۔ پہلے یہ فردوسی تھا کہ تم مجھے اپنا قلام بنا
لیتے۔ جب میری تمہاری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت میں مکروہ صورت
کسین لڑکی تھی۔ اور اس وقت میں جوان اور تشکیل تھی۔ اور کئی آدمی میرے
ساتھ شادی کرنے کے خواہاں تھے۔ میں مشغورہ اور ہوسہ تھی۔ اور اپنی
زندگی کے طرز سے نفرت کرتی تھی۔ میں اس طرز زندگی کے رہا ہونے کی
فشار میں تھی۔ تم نے میرے اس راز کو معلوم کر لیا۔ اور محبت کے اظہار
کے ساتھ میرے ساتھ شادی کرنے کا وعدہ کیا میں نے ہوس اور مشغورہ
کی وجہ سے تمہارے وعدہ پر یقین کر لیا۔ اور خیال کرتے تھی کہ تمہارے
ایب و جہ نوجوان میرے ساتھ شادی کرے گا۔ لیکن اس وقت تم نے غور غشی
کی وجہ سے سفید مہوٹ بولا تھا۔ تم کو میرے سے ذرا محبت نہ تھی۔ پھر
تم نے میرے سے یہ وعدہ لیا کہ میں یہ راز اپنے والد کو نہ بتاؤ گی۔ کیونکہ تم
جانتے تھے۔ کہ اگر اس کو معلوم ہو گیا۔ آگے دن رو پیہ کا تھانہ کرے گا
اس لئے میری خفیہ ملاقاتیں رہا دستر مضرب کے مکان میں ہوتی ہیں
وہ تمہارے والد کی قدیم غار سے تھی۔ اور تم کو غائب ہوں اور سیریلوں میں
ایمانت دیتی تھی۔ وہ مذہبی سیریل میں نہایت سیاہ بالین اور شقی قلب
عورت ہے۔ وہاں

راڈ ویل۔ خاموش اپنے صفت کو یاد کرو

اس کے چہرہ سے خوفناک اور قہر اور اسکی آنکھوں سے غضبناک
حرکت نکلتی تھی۔ باوجود استعمال کے راڈ ویل اس کے سامنے کانپ رہا تھا
وہ پھر تم کیا چاہتی ہو؟

جو ڈنٹ۔ عزت اور میں تم سے اپنی عزت کر کے چھوڑ دوں گی۔ اگر دنیا میں میری
عزت نہیں ہوتی تو یہ تمہارا قصور ہے؟

وہ۔ (حقارت سے) میں نے تم کو کون سے جاہ منصب سے لرا دیا تھا؟

جو ڈنٹ۔ کیسی جادو منصب سے نہیں۔ میری پیدائش اور پرورش دلیل اور
بہ نام لوگوں کی طرح ہوئی۔ لیکن میں کم از کم دیانتدار تھی۔ اور میں عورتوں پر
خبر کر سکتی تھی۔ کوئی عورت مجھے ملامت نہیں کر سکتی تھی۔ کہ میں فاحشہ ہوں؟
وہ۔ اب تم کو اس ملامت کا کوئی اندیشہ نہیں۔ تمہارے پاس یہ اس ملامت
سے بچنے کیلئے قیمتی ڈھال ہے۔ یعنی تمہارا خاندان موجود ہے؟

جو ڈنٹ۔ لیکن یہ تم نے میرے لئے نہیں کیا۔ تم نے خیال کیا تھا؟
کہ سو سو لوگوں کے دونوں اس حقارت اور ملامت کا جو دنیا میرے سر پر تعویذ
کافی معاف تھے ہیں۔ میں تم کو یہ سناتی ہوں۔ کہ ہماری آشنائی کس طرح ہوئی
تم نے مجھے ایک سفری تماشہ میں دیکھا۔ میں اس وقت کم سن تھا۔ اور مجھے
لجھ دلوں پر ایک عجیب طاقت حاصل تھی۔ تم نے خیال کیا کہ کسی روز میں۔
اس طاقت سے اپنی تجویزوں کے حصوں میں فائدہ اٹھا سکوں گا۔ اس وقت
تم میرے سے کسی طرح فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ لیکن میرے ایسی مفید عورت
کو اپنی نظر دل سے دور نہ رکھنا چاہتے تھے۔ تم نے میرا اعتماد حاصل کیا۔ وہ
میرے سے یہ بات منوالی کہ میں اس زندگی سے ناخوش ہوں جس سے مجھے
بہت کم فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور میرے آقا کو جس کی میں ملازم ہوں
بے حد تعلق ہوتا ہے۔ گو میں نے نہایت مفلس لوگوں میں پرورش پائی
تھی۔ میں تمہاری توجہ سے خوش ہوئی۔ اور میں نے تمہاری یہ تجویز بخوشی
منظور کی کہ جس زندگی سے میں خود بخود ناخوش تھی۔ اس سے فرار ہو جاؤں۔ تم نے
میرے والد سے وعدہ کیا کہ اگر وہ تجویز کے ٹھہر میں چلا جائے گا تو اس سے

جو ڈھکے۔ تم اپنی جگہ کو بھی تو یاد کرو۔ لیکن میں اب اس واقعہ کا ذکر نہیں کرتی صرف یہ کہنا کافی ہے۔ کہ وہ لڑکی بڑی سے بھاگ گئی تو پھر مدت تک تمہاری صورت نظر نہ آئی۔ آخر تم واپس آئے اور اس وقت میری تاباں ہی بڑی مکمل ہو گئی پھر وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر اپنے دل پر غصہ کر کے بولے کہ کیا ہو گیا جو ڈھکے۔ اب وہ لڑکی پھر تمہارے ہاتھ آ گئی ہے۔ اس دفعہ تم اسکو قتل کرنا چاہتے ہو۔ یا اس سے شادی کرو گے؟

میرا دل بلیوں دھڑکنے لگا۔ میں خیال کر رہا تھا کہ کیا وہ بھلا کا ذکر کر رہی ہے۔ میں نے بوڑھے راڈویل کے مکان پر اس کی تصویر دیکھی تھی اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ وہ تصویر کلیئر ہی کی تھی راڈویل۔ اجنبی کے سامنے تنکوا لیے الفاظ بولنے کی کیونکر جرات ہوتی تم نے انتقام لینے کی خاطر میرے پر یہ الزام لگانے کی کوشش کی ہے؟ جو ڈھکے۔ (حقارت سے) مجھے یقین ہے کہ تم ہر طرح کے جرم کرنے کے قابل ہو البتہ تم وہ جرم کرو گے جس سے تمکو بہت فطرہ ہو۔ راڈویل۔ فرض کرو میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس صورت میں تم میرے سدا رہ ہو گی؟

جو ڈھکے۔ یہ میں نہ بتاؤں گی لیکن یہ ذکر کر دیتی ہوں کہ تمہارا ایک رقیب ہے۔ سڑک کراسنگ کو شاید تم نے دھوکہ باز خیال نہ کیا ہو۔ اس میں کلام نہیں کہ جب وہ تھوڑے دنوں کے لیے اپنی جابتی بیوی سے دور ہوا۔ وہ مرس کلیئر کیساتھ۔ نا احمدا جنٹلمین کی طرح راز دنیاز کرنے لگا۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ ناکام نہیں رہا۔ راڈویل۔ میرے ساتھ ایسا متصر نہ کرو۔

جو ڈھکے۔ یہ تمہارے نہیں بلکہ باکل سچ ہے۔ پردیس سے پوچھو۔ راڈویل۔ کیا تمہاری سزا ہے۔ کہ اس مردے نے حیران کی ہے کہ... یہ بکروہمہی طرف بڑھلے میں باوجود نفاسہت کے میدان صراط اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ تو میں اپنی حالت زار کی وجہ سے بول نہ سکے وہ پھر گیا۔ اور پھر نہایت حقارت سے جو ڈھکے کی طرف نہی طلب ہوا۔

راڈ ویل سے ایسے خفیہ آدمی کو دیکھ کر مجھے غصہ نہ ہوا، لیکن مجھے امید
 ہے کہ آئندہ اس کو یادہ گولیاں اور نام پھار کرکتوں سے روک دیا جائے گا جس کے
 لئے یہ راز اس کے سامنے نہ لکھ کر دیئے گئے ہیں۔ اب میں پوچھنا ہوں کہ ہم کو بطور شہر
 یا دوستوں کے جدا ہونا چاہئے؟

جوڈوٹھ۔ میں دوستی یا دشمنی کی ہر عہد نہیں کرتی۔ کئی سال تک تم نے مجھے اپنی
 کٹھن بلی بنا رکھا اب صورت معاملات برعکس ہو گئی ہے۔ اب تم بالکل میرے
 میں ہوں۔ اور میں اپنی اس وقت کو اپنے لئے یادہ یا لون مزاجی کیلئے استعمال کر سکتی
 کیا ہوگی۔ اور میں نہیں کہ جو لوگ نہایت محبت کیا کرتے ہیں۔ وہ نہایت نفرت بھی
 کیا کرتے ہیں؟

وہ اس کو چند منٹ تک تشویش کی نظر سے دیکھتا رہا۔ اور وہ اس کی طرف
 استقلال سے دیکھنے لگی؟

راڈ ویل۔ ایک دیوانی عورت کی باتوں کو سننے نہا بری عادت ہے؟
 جوڈوٹھ۔ اس کو سن کر کہ تم کہاں جاتے ہو؟

راڈ ویل۔ تمہیں اس سے کیا کیا تم اس مکان کی مالک ہو؟
 جوڈوٹھ (الہینان سے) اگر تم اس کے کمرے میں جانا چاہتے ہو۔ میرے پاس اس کی
 چابی ہے۔ میں تمہارے ہمراہ چلوں گی۔

میرے غصہ ہو کر انگری کو نہا بری عادتیں سنائے گئے
 جوڈوٹھ۔ انگری میرے بہت کام آیا ہے۔ کیا تم اس کو سیڑج ادا نہیں کر سکتے ہو؟
 راڈ ویل۔ کیا تم کو جڑ ہے کہ۔

جوڈوٹھ۔ جو لفظ اس کے لید کہنا چاہتے تھے نہ بولو۔ غصہ کیوں ہوتے ہو۔ تم میرے
 میں پھنس گئے ہو۔ اور تم سلاخوں سے جھریں مارا کرنا ہر کل سکتے نہیں ہو۔
 وہ نہتا بڑبڑاتا تھا۔ سگر واصل وہ جس عورت کا مطیع ہو گیا تھا۔ اور جو لفظ
 نے جاتے ہوئے میرے کمرے کو اپنا فضل لگا دیا؟

میں نے پھر جوڈوٹھ یا راڈ ویل کو نہ دیکھا۔ میں ان کے جاتے ہی ریگتا ہوا اپنے بستر
 پر بیٹھا لیکن بعد لوٹ کر دیکھا کہ وہ اس کے لئے مجھے دفائی پلائی۔ اور غیر شراب

گوشنٹ اور چادری۔ اور اپنے نیچے کے نیچے حبس محمول پانی بھرنے سے لگتی :

تیسرا باب

احکام و فرائض

میں کی گھنٹوں تک بے چینی کی وجہ سے بستر پر لوٹا رہا۔ کبھی اسے کبھی دوسری مکان میں تھی۔ اور شاید کسی کیفیت میں مبتلا تھی۔ تاہم میں اسکو مدد نہ کر سکتا تھا۔ ملاقات کر سکتا تھا۔ گوئی میں دلربا سے سینہ کمروں میں بدل دوں تھا۔ آخر میں بستر پر چلے رہے سے اٹا گیا۔ میں نے اٹھ کر کھڑے پہنچے۔ ایکٹھی میں آگ اور میپ میز پر جل رہا تھا۔ دایا طرف سے رہی تھی جس سے پانی تھا۔ کہ وہ گھوگ سوئی ہوئی ہے۔ میں دسے پاؤں کمرے میں دھرتا تھا۔ سب دآرہ سید ہونے میں نے کورہ کی کے پاس جا کر پر دے اٹھا۔ کہ رات چاندنی اور خوشگوار تھی۔ مگر جاننا قی سے بہت بلند ہوا تھا۔ کمرے کی دیوار پر لکھی ہوئی تھی۔ اور میں سر و ہوا میں دم لینے کا نہایت شہناخ شہزادہ تھا۔ مگر کمرے کی دیوار میں میں بالوسہ سے بل غ کی طرف دیکھنے لگا :

میری کمرہ کی کے سامنے کھاس پر روشنی نظر آتی تھی۔ وہاں کسی روشنی تھی اس میں سیاہ خط تھے جس سے ظاہر تھا کہ یہ کمرہ کی سلاخیں کا سایہ ہے۔ میں نے خیال کیا۔ کیا یہ کمرہ کے کمرے سے آتی ہے۔ اس خیال سے میں یہ تصور کرنے لگا کہ دیوار میں پھاڑ کر اس کے پاس نیچوں پر اسے یاد ہو کر خیال سے کہا باہر نکلتا تھا۔ پھر مجھے اس روشنی پر سایہ نظر آیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کمرہ ہے :

کے تھکے سے چابی بھل سکے۔ میں کلیر کے کمرے کا راستہ بہولیت تلاش کر سکا
ہموں بھرت کھوک سموٹی ہے۔ اور ممکن ہے کہ چابی نکالنے پر اس کو خبر نہ ہو۔
اچھا کوشش نہ کر لی جاوے ؟

میں نے دایا کے پیچھے کے پیچے ہاتھ ڈالا۔ آخر میری انگلیاں چابی تک نہیں
اوپر ملے۔ اس کو آہستہ آہستہ فیصلہ شروع کیا۔ میں نے چابی نکال لی۔
اور دایا بدستور سوئی رہی۔ میں نے آہستہ سے کمرے کا قفل کھولا۔ اور وہاں
سے نکل کر ایک بڑے ہال میں پہنچا جگہ کے پاس بالافانہ کا بیٹھ تھا :

میں اس زمین پر دبے پاؤں چیرھٹے لگا۔ اور آخر ایک وسیع برآمدہ میں
پہنچا۔ اسکے دونوں طرف کمرے بنے ہوئے تھے۔ دو دوسرا سرانظر نہ آتا تھا۔ اب ایک
مشکل کا سامنا تھا۔ یعنی کہ اگر کلیر کا کمرہ دربانٹ کرنے میں ذرا غلطی ہو جاتی۔ تو
ایک تو میری موجودہ تجویز خاک میں مل جاتی اور دوسرے غالباً کلیر یہیں ایسی جگہ
بھیج دی جاتی کہ مجھے سراغ نہ مل سکتا۔ اگر میں جو ڈاکہ کے کمرے میں چلا جاتا تو اور
بھی مشکل پیش آتی اس خیال سے میں مقررے لگا :

میں اس برآمدہ سے میں جا کر تردد کی حالت میں جا کر کلیر کا کمرہ گیا۔ اور یہ
انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح آواز آئے شاید اس سے کلیر کے کمرے کا کچھ
پتہ ملے۔ مگر وہاں ہر حال میں تھلا آواز بہت دیر تک سوچ کر میں دائیں جانب سر چلا
تیسرے دروازہ پر پہنچا۔ مجھے اسکی دروازوں سے روشنی نظر آئی۔ میں نے غور سے
کوڑھ کے ساتھ کان لگا کر سنا تو گالے بارونے کی آواز آئی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ یہ
کلیر کی آواز ہے۔ میں نے اس دروازہ پر آہستہ سے دستک دہی۔ مگر جواب آیا
دوسری دھڑکن زور سے دہی تو ایک آواز آئی کہ نہ :

میں دروازہ چٹختی کو باہر سے گھما کر دروازہ کھولا۔ اندر چلا گیا۔ اور کلیر
نظر آئی۔ اس غریب سے میرے پیر نہ دیکھا۔ اور میرے گلے میں بہت گئی :

اس وقت مجھے خیال مرا کہ دروازے کے باہر کچھ شور مچا ہوا ہے۔ مگر میرے
دیکھا تو وہاں کوئی شخص نہ تھا۔ اور کسی قسم کی آواز نہ آئی۔ وہی غریب آواز
دروازے کی چٹختی سے نکلتی تھی۔ اب ہم دونوں کے گھر میں گئے تھے۔ اور باہر سے کوئی شخص

لیکا یک نہ آسکتا تھا :

اس نے میرے سے سوال کیا کہ اس کمرہ میں میرے ہونے کا بالکل کس طرح
محسوس کیا اور کیسا عجیب اس خوفناک مقام سے لینے آئے ہو۔ میں نہ جانتا تھا کہ سنا
کیا جواب دوں۔ اب ملاقات کی خوشی قد کے کم ہوئی تو میں پچھتا یا کہ یہاں کیوں
آیا۔ اور خیال کرنے لگا اگر میں اس کو یہاں سے پھرتے آتا تو میرا آنا مناسب تھا
لیکن اب اس ساوہ دل لڑکی کو اپنے پرہیزگار بننے پر خود بے فائدہ عذاب ہے۔ کیونکہ
وہ شریر عورت جو میرے پرہیزگار رہتی ہے۔ اور بے رحم رکھتی ہے۔ گوارا داتی لحاظ
سے اس کا میرے سر کو کوئی حق نہیں۔ یہاں موجود رہے۔ یہ میری سخت کمزوری ہے
مگرتو یہاں سے جانتی جرات بھی نہ کرتا تھا :

میں۔ جس رات تم ہمارے سے جدا ہوئی۔ اس روز کیا واقعہ پیش آیا تھا اور
تم ہمارے سے کس طرح جدا ہوئی تھیں

پکڑا۔ لوگوں کے اثر و محاسن کی وجہ سے مسٹرولسن میری نظروں سے غائب ہو
گئی۔ اس وقت ایک لڑکا جو میرے کنبہ سے بہا لگا رکھا اور وہی شخص کنا جو
مانٹگمری کا پیغام لیکر آیا تھا۔ رادی اور کنبہ لگام بازار میں ایک گاڑی کے لئے انتظار
چلو میں متکونم میں بٹھا آتا ہوں۔ کچھ مسٹرولسن کو لے آئے گا :

وہ مجھے آگے لئے جاتا تھا اور میں پریٹ لی کی وجہ سے کچھ مزاحمت
یا اعتراض نہ کرتی تھی۔ آخر اس نے ایک گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور مجھے اس کے اندر بٹھا
دیا۔ اس وقت ایک جینی میرے پاس سے چلا گیا مار کر گزرا۔ مگر بعد میں دروازہ بند
کر دیا گیا۔ اور گھوڑے ہو اکی طرح اڑے۔ میرے ہمراہ ایک لاغر سا آدمی تھا۔
یہ مسٹرولسن کی تھا۔ رادی میں اضطراب کی وجہ سے ایک گوشے میں بیٹھ گئی اور
سکیاں کھلے گی :

گئی گھنٹوں کے سفر کے بعد ہم ایک آہنی دروازے کے سامنے ٹھہرے۔
دروازہ اندر کی طرف سے کھلا۔ اور دیکھا کہ ایک طویل ٹیڑھی مردشیر چلی
اور آخر ایک تاریک۔ منظر مکان کے سامنے آکر ٹھہری ہو گئی۔ پھر میں اس
آدمی کی مدد سے اتریں۔ اور ایک عورت مجھے اس کمرے میں لے آئی :

رسلہ سخن کو شروع کر کے یہ عورت میرے ساتھ بہت نہایتی سے پیش آتی تھی۔ اور یقین دلاتی تھی کہ مجھے یہاں کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائیگی۔ اور میں دوستوں کے درمیان ہوں۔ جو چیزیں ملنگوں کی ہنسی کی جاسیگی۔ لیکن وہ مجھے یہ نہ بتاتی تھی کہ وہ کس شخص کی ملازم ہے۔ یہاں میں چودہ روز سے ہوں۔ اور میں نے جو مانتھا وہ مجھے مل گیا۔ اور میں قانع تھی۔ لیکن آج غور سے اپنے ساتے وقت یہ دروازہ کھلا۔ اور میں نے اس شخص کو دیکھا:

میں جانتا تھا کہ اس نے ککو دیکھا تھا:

وہ۔ ات وہ خوفناک آنکھیں۔

گو میں کسی قدر اسکے اشارہ کو سمجھ گیا تھا۔ لیکن میں نے پوچھا تھا کہ کیا وہ۔ میں نے تم کو پہلے نہیں بتایا۔ اب میں سب بیان کر لی ہوں۔ تاکہ تم میری خطرناک حالت کو سمجھ سکو اور مجھ پر ہاں سے لے چلو۔ میرے پیارے نانکے۔ میری سپردش کی تھی۔ اس کے سوا میرا کوئی دوست نہ تھا۔ کیونکہ میرا والد جو ایک افسر تھا ہندوستان میں مر گیا تھا۔ ایک سال بعد میری والدہ بھی مر گئی۔ میں اس وقت نادان تھا۔ وہ میرے نانا کی سب سے چھوٹی اور چاہتی بیوی تھی سارا اس کی زبان کے بعد وہ مجھے نہایت چاہنے لگا۔ اور ایک ماموں زاد بھائی تھا۔ جو عمر میں میرے سے بڑا تھا۔ اور وہ بھی شیم مانہ تھا۔ میں اس سے بہت ڈرتی تھی۔ گرا اسکو ہر شخص اور بالخصوص مستورات تشکیل کہتی تھیں۔ جب میری والدہ ہندوستان سے میرے نانا کے ہاں نہ آئی تھی۔ اس لئے کہ اس کا دادا بہت محبت کرتا تھا۔ اور لوگوں کا خیال تھا کہ اس کو اپنے دادا کی تمام دولت ملے گی۔ ہاں راڈیل یعنی یہ راڈیلا میرے سخت نفرت کرنے لگا۔ اور اس نے پورا اس میری زار ہو گیا۔ جب میری عمر تیرہ سال کی ہوئی میرے نانا یعنی اس لئے کہ اس کے دادا نے جدید وصیت کی۔ اور ایک وکیل سے میری موجودگی میں نکھوا لی۔ اس وصیت میں میں اسکی تمام دولت کی وارث قرار پائی۔ سوائے اس کے کہ ہاں کو آٹھ سو پونڈ نقد و طیفہ دی گئی اور پہلی وصیت جس کے رہ سے جان کو اس کی تمام دولت ملنے لگی تھی تلف کی گئی۔ اور بچے یہ سب خسار ہو گیا۔ اور میں نے نانا کو کہا کہ پہلی وصیت کیوں

نہ رہنے دی۔ کیونکہ جان میری نسبت روپیہ کا استعمال اچھی طرح کر سکے گا۔ وہ کہنے لگا تم احمق ہو۔ اور تم نہیں جانتی ہو کہ کیا کہہ رہی ہو۔ مگر یہ تم یاد رکھو جو تم نے آج سنا کسی سے نہ سنا۔

جب وکیل وصیت کو مکمل کر چکا اس پر نانا اور گواہوں کے دستخط ہوئے اور پھر لگائی گئی۔ اور نانا نے ایک امارمی کے خفیہ خانہ میں وکیل اور میرے سامنے رکھ دیا۔ اور کہنے لگا تم دونوں دیکھ لو میں اسکو یہاں رکھتا ہوں۔ اور خیال کرو کہ اس خانہ کی کمانی اس طرح دبائی جاتی ہے۔ (کمانی کو دبا کر) کیونکہ میری زندگی میں یہ یہاں سے نہ نکالی جائے گی۔ اس سے میری آنکھوں میں آنسو کھرا آئے اور خوش قسمتی سے آنسوؤں کی وجہ سے میں اس جگہ کو اچھی طرح نہ دیکھ سکی کہ بعد از ان اسکو بخوبی بیان کر سکتی۔ غالباً گانا نے یہ احتیاط مجھے جان راڈویل کی سازشوں اور شرارتوں سے محفوظ رکھنے کیلئے کی تھی:

نوکروں نے جتنے دستخط ہوئے تھے جان کو جدید وصیت کا اور میرے وہاں موجود ہونے کا حال بتا دیا۔ اس نے ایک دو مرتبہ یہ میرے سے سوال بھی کیا۔ میں نے اس کے سوالوں کا جواب نہ دیا۔ اور آخر اس نے کچھ کوشش نہ کی۔ لیکن مبدیج وہ ہمارے سے زیادہ میل جول کرنے لگا۔ پہلے فزٹ شکار کے موسم میں آید کرتا تھا۔ اور اس نے خوشامد سے نانا کو بھی پر جالباب:

ایک روز اس نے نانا سے اجازت پا ہی کہ میں اور وہ شہر بری میں ماغبانی کی نمائش دیکھنے جائیں۔ میں جانا نہ چاہتی تھی۔ میں اس کے ساتھ اکیلے رہنے سے ڈرتی تھی۔ مگر نانا نے مجھے اس خیال سے کہ نمائش سے مجھے خوشی ہوگی۔ میں وہاں جانے کی اجازت دے دی:

مجھے بھولوں سے ہمیشہ بڑی محبت رہی ہے۔ وہاں جا کر میں نہایت خوش ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ میں جان سے یونہی بدظن تھی۔ وہ میرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے۔ اس نمائش میں ہماری ایک مکروہ صورت برصغیر سے ملاقات ہوئی۔ جہاں کہا کہ یہ ستر ہفتہ رہا۔ اور وہ ہم کو اپنے گھر کھانا کھلانے لگا۔ اس کے ہمراہ ایک لوجوان لیڈی بھی تھی جس کے بال سنہ تھے۔ اور انکھیں

دکھائی دیتی تھی۔ اس کا نام جوڈ تھا:

ہم اس بڑے سبائے مکان میں بیٹھ کھانے کے بعد وہ اور مس پورٹر -
(جوڈ تھا) مسمریزم کے متعلق گفتگو کرتے گئے۔ میں نے پہلے اس کا نام نہ
سنا تھا۔ اور نہ جانتی تھی کہ یہ کیا بنا ہو رہا ہے۔ بیکایک جوڈ تھا کہنے لگی۔ اگر تم جاہلو
تمہارے پر مسمریزم کیا جائے۔ یہ ایک نہایت عجیب و غریب شے ہوتی ہے
جان کہنے لگا۔ اس نوجوان لیدی کو مسمریزم میں خوب بہارتا ہے۔

انہوں نے شرعیہ دہی تو میں نے فلان مریضی اپنے پر مسمریزم کے
جاہلی کو منظور کیا۔ وہ مجھے ایک تاریک کمرے میں لے گئے۔ مس پورٹر ایک کرسی
پر بیٹھ گئی۔ سامنے کی دیوار پر ایک سیاہ پردہ آویزاں تھا۔ اور مس پورٹر کے کندھوں
کے گرد بھی ایک سیاہ رومال لپیٹا ہوا تھا۔ سامنے میز پر ایک لمبے قفا جلی
روشنی نہایت تیز تھی۔ جو اسکے چہرے پر پڑتی تھی۔ اس نے مجھے اپنے سامنے
بٹھا لیا۔ اور کہا کہ میری طرف کھٹکی لگا کر دیکھو میں نے ایسا ہی کیا اس
کی آنکھوں کی جھلک شیرینی کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ اس نے میری آنکھوں
کو مصنتوں کر لیا۔ اور میں کشش بقا طبعی سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔
اس کی آنکھیں پھیل کر دونا رہی کر دل گئی نظر آتی تھیں۔ پھر میری قوت
حافظہ مفقود ہو گئی:

مسمریزم کے اثر سے باقی رہنے کے اشار میں انسان سے جو لو چھا
جائے وہ سچ بیچ بتا دیا کرتا ہے۔ اور اگر اس وقت معمول سے یہ وعدہ لیا
جائے کہ فلان فعل کروں گا۔ تو غنودگی سے بیدار ہونے پر وہ فعل کر دیتا ہے۔ غنودگی
کی حالت میں انسانوں نے میرے نانا کی رحمت کا تمام مضمون میرے سے دریافت
کر لیا

جب میں بیدار ہوئی۔ میں کھاٹیکے کمرے میں ایک پلنگ پر پڑی تھی بے چین
ہو رہی تھی۔ جان کہنے لگا کچھ بات نہ تھی اور منہ مہر نے میری ناک سے نثر نکالا
نہ تھا۔ میں بہت پریشان اور ہمو کر تم پوچھ ڈر کر بے ہوش ہو گئی تھیں۔ اور پھر
شرعیہ دہی کہہ کر نانا سے اسکا تذکرہ کرنا اور میں نے یہ ذکر نہ کیا:

پھر اس نے بار بار تجھے ایسا خوفناک آنکھوں کے ذریعہ بیہوش کیا۔ اور میں
لاغر اور نحیف ہوتی گئی۔ میری قوت حافظہ بہت ضعیف ہو گئی۔ اور ایک طرح کی
غمو دگی دماغ پر رہنے لگی۔ دن رات تجھے انگارے اسی آنکھیں جگتے ہوئے یا سوتے
نظر آیا کرتی تھیں۔ میں تیرے رہتی جاتی تھی۔ دیر نہ لے کر نندن سے ڈاکٹر بلائے انہوں نے کہا کہ
میرا دماغ بتدریج کمزور اور نرم پلا جاتا ہے۔

جان تجھے دھمکی دیتا تھا کہ خبردار اگر تیرا تو نہ صرف تم کو بلکہ تمہارے نانا کو بھی
قتل کر ڈالوں گا۔ تجھے اس سے نہایت اضطراب ہوتا تھا میں عجب عذاب میں مبتلا
تھی۔ میں اسکی غلامی سے آزاد ہونے کی کوشش نہ کر سکتی تھی۔ آخر میں ان
کے ہاتھ میں کتہہ پتلی بن گئی۔

ایک روز میرے سر پر جن سوار ہوا کہ اپنے نانا کی پالیاں چاکریت کو
جان کے حوالے کر دوں۔ پھر تجھے خیال آیا کہ یہ سسرزم کجالت میں تجھے کہا گیا تھا
میں اس خیال کی تمام دن نرا حمت کرتی رہی۔ لیکن ایک تجھے خیال آیا کہ یہاں سے بہانہ
جانا چاہیے۔ پھر میں گھر سے لٹکی اور عجلت میں پولی بھرا سرینہ لی۔ اسوقت بالکل
تاریکی تھی۔ اور کسی نے تجھے نہ دیکھا تھا۔

میں نے اپنے کمرے سے دس اشرفیاں جو میں نے اپنی حبیب فرج
سے بچائی تھیں ساتھ لیں۔ اور دروازہ سے نکلتے ہی دوڑی۔ مبادا کہ سسرزم کا اثر خود کو
آئے۔ میں اپنی گذشتہ زندگی اور اپنے واقفوں سے فرار ہونا چاہتی تھی۔ میں دوڑتے
دوڑتے شہر برمی کے بازاروں میں پہنچی۔

اسوقت میں سوچنے لگی اب کیا کرنا چاہیے۔ میں نے لندن کے حالات پڑھے
اور سنے تھے اور میں نے وہاں جلسے کا ارادہ کیا۔ اس خیال میں میں قدیم جی اسکے
پاس پہنچی۔ اقدماں کہاں سے سے ملاقات ہوئی۔ پھر میں محض قیاس سے کہو کہ
پہلے تجھے کسی نے اشارہ سے بتایا تھا کہ یہ سڑک لٹلن جاتی ہے۔ اس سڑک پر
پلیٹس کے قریب میں تھکاوٹ سے چور ہو کر ایک جنگل میں سر گئی۔ اور وہاں
ہوئی۔ گاؤں میں کھانا فریو کر بیٹھا تھا۔

میں بھی تھوڑا سا سنبھل کر اپنے گھر پہنچی۔

سوار ہو کر لندن کی طرف چلی۔ جب یہاں آئی میری جیب میں آٹھ پونڈ تھے لیکن میں نے یہ خیال کیا کہ معاش کی کیا صورت ہوگی؟
نہیں۔ لیکن کیا تم نے حظ کے ذریعے اپنے نانا کو اپنی تمام کالیف سے مطلع کیا؟

وہ۔ نہیں میں یہ جرات نہ کر سکتی تھی۔ میں نے خیال کیا۔ میں نے اسکا راز منکشف نہ کر دیا ہے۔ اور میں چوروں کی طرح وہاں سے لٹل آئی ہوں۔ اور اگر وہاں واپس گئی۔ تو پھر وہی واقعات پیش آئیں گے۔ میرا نانا مجھے مراد خیال کریگا اور میری اسکی تمام دولت پورے کو مل جائیگی۔ اور میرے سے بلائے گی۔ میں نے گناہی سے زندگی بسر کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن لوگوں کی رازجوئی اور شک و درک کرنے کے لئے۔ مجھے اپنا نام بتانا پڑا۔

میں۔ تم کو ملازمت کس طرح ملی؟

وہ۔ لوگ میری تصویریں اور سورتی کاسوں کی بہت تعریف کیا آتے تھے میں نے لندن کی وہ بڑی بڑی دوکانیں دیکھیں جہاں تصویروں فروخت ہوتی تھیں میں نے وہاں تصویروں دیکھ کر خود تصویروں بنانی شروع کیں۔ اور میری تصویریں دوکاندار بخوشی بینے تھے۔ اور پھر میں یہی کام کرنے لگی۔ یہ میری تمام تاریخ ہے۔ میں کیا اس مکان میں آئے سے بعد تم نے راول کو دیکھا ہے؟

وہ۔ ہاں۔ آج شام کو غروب آفتاب کے وقت وہ ادورہ خوفناک عورت دونوں کے تھے۔ میں بارے خوف کے بے ہوش ہو گئی۔
میں۔ وہ تم سے کیا پاسے تھے؟

وہ۔ جاں میرے سے اظہارِ محبت کرنے لگا۔ اور کہنے لگا میں تمہارے نانا کی طرف سے آیا ہوں۔ جو میرے فرار پہلے پہر بہت فقاہے۔ اور بخفا رہا۔ جب تک میں اس سے شادی نہ کر لوں۔ اور اس صورت میں (وہ کہنے لگا) ہم آٹھ گھنٹے روز کا بیچ میں پہنچیں گے؟

میں۔ تم۔ کیا جواب دیا؟

وہ۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اس عورت کی شکل دیکھ کر میں ڈر گئی۔ اور میں کو پوچھنے لگی

میں سکيا تم نے اس سے شادی کرنے سے انکا کیا ہوگا؟
 وہ۔ میں اس سے شادی کرنے سے موت کو ترجیح دیتی ہوں۔ اگر اس عورت کی ایک کھس
 میرے پر پھر اثر ڈالیں تو کچھ مجلس سوجھاؤں۔ چلو یہاں سے بھاگ چلیں؟
 میں۔ ممکن ہے کہ باہر کا بھانگ کھولا ہو یا اسکا فرٹ گنڈا لگا ہو۔ اور چونکہ ہمارا
 کمرہ کھلا ہے ہم کو بھاگنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس عورت
 نے تم کو کیا کہا تھا؟
 وہ۔ کچھ نہیں۔ وہ پیچھے کھڑی باتیں سنتی رہی تھی۔ لیکن اب باتیں کر لی فضول
 ہیں آؤ چلیں؟
 میں نے غمزے سے دیاسلائی جلالی اور ایک موتی لی تا اور ان کو حیب میں
 ڈال کر دروازے کی طرف بڑھلا اور پیٹھی دکھا کر دروازہ کھول دیا۔ اور وہاں
 ات یہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے راستہ میں ایک لالین لے لے سیاہ لمبا کوٹ پہنے۔
 اس کے سرخ بال کندھ پر کچھے جو ڈانٹہ کڑی تھی جس کی چمکتی ہوئی آنکھیں
 ہماری طرف دیکھ رہی تھیں؟

چوتھا باب

ایک خوفناک راز کا انکشاف

کلیرا صبح مار کر زمین پر گری۔ اور میں بے حس و حرکت بالیہ سی کے عالم
 میں یا بھی۔ زمین جو ڈانٹہ کو دیکھنے لگا۔
 جو ڈانٹہ۔ میری موجودگی سے تم چونک گئے ہو۔ اور خوش نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔

کہ تم میرا مرد اور میرا عورت سے رخصت ہونے کے بغیر یہاں سے جانا۔
چاہتے تھے لیکن ہم اپنے جہاں سے سطح آسانی سے رخصت نہیں ہوتے۔
میں کلیر کے قریب گویا اسکی حفاظت کے لئے چلا گیا۔ اور وہ ایک کرسی
پر دراز ہو گئی تھی۔ اور اس اثنا میں جو ڈنکے میں چلی آئی تھی۔
جو ڈنکے چرخش ایک جوان لیڈی اور ایک نوجوان مرد جو ایک دوسرے سے
اجنبی ہیں۔ صبح کے تین بجے ایک ہی کمرے میں جس کے دروازے بند ہیں
باقین کر رہے ہیں۔

میں۔ جو ڈنکے یکا جانت ہے۔
کلیر نے غصے زیادہ بات کرنے سے منع کیا۔
جو ڈنکے سن کر کلیر تم کو معلوم نہیں کہ یہ بھلا مانس اور میں بخوبی وقت میں میرے
خدا میں اس نے یہ نہیں بتایا کہ ہمارا کیا تعلق ہے۔
میں۔ خدا کے لئے رحم کرو۔ اور اسکو یہ حال نہ بتاؤ۔
میں اگر کھوکھلی شیرنی سے یہ بات کہتا تو شاید بات مان جاتی۔ مگر اس
نے کچھ نہ سنا۔

جو ڈنکے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ تمہارا یہ عاشق میرا فائدہ ہے۔
کلیر یہ سن کر حیران و سستہ ہو گئی۔
میں۔ نہیں۔ نہیں۔

جو ڈنکے۔ کیا تم انکار کرنے کی جرات کرتے ہو۔ انکار کرو اگر کر سکتے ہو۔
میں اس کمرے سے چپ چاپ اور نظر اٹھانے کے بغیر باہر چل دیا۔
جو ڈنکے فحش پہلی منزل پر پہنچے کمرے میں بے گئی۔ اس نے جا کر دایا کو قرب ڈانٹا
اور کہا۔ مرد وہ خبر سوچ رہا ہے یہاں سے ملے۔ وہ بیچارہ سی دم دیا کر رکھ گئی
میں (دل میں) کانٹن میں سر ہاؤں۔

جو ڈنکے۔ رنج بد لکھا اگر تم اس لڑکی سے ایسا سلوک نہ کرتے تو میں تمہارے پر
مزدور رہ کر رہتی۔ لیکن تم نے اس سے کیئے اور باجی کی طرح سلوک کیا ہے۔ تم نے اسکو
اپنا عاشق بنا لیا ہے۔ اور اپنی اصلی حالت نہیں بتائی۔ اور اسے رات کی کارروائی سے

اس کی بدنامی منظور ہے۔ فرض کرو میں یہ تباہوں کہ تم رات کو اس سے باتیں کر رہے تھے:

میں۔ لیکن تم ایسا نہ کرو گی:
وہ۔ نہیں کیونکہ تم دونوں بے گناہ ہو۔ بلکہ تم کو گناہ کا خیال نہیں:
میں۔ خدا تم کو برکت دے:

وہ۔ خدا نے مجھے ہرگز برکت نہیں دی۔ میری پیدائش ہی منحوس ہوئی ہے
میں نے بچپن مفلسی اور ناداری میں گزارہ گو میں اس حالت سے نہایت متفق
تھی۔ لیکن میں طر حدار تھی۔ اور تسخیر و تضحیک سے جل جایا کرتی تھی۔ لوگ
میرے سرخ بالوں کا خاکہ اور ایا کرتے تھے۔ اور بیڈل شغل اور آنکھوں کا اگر
مجھے معلوم ہوتا کہ ان آنکھوں میں کیسی قوت ہے تو میں تسخر کرنے والوں سے
خوب انتقام لیتی۔ جب میری حالت بہتر ہوئی میں نے اپنی گذشتہ زندگی سے بجات پائی
بے مدکوشش کی۔ میں نے کوشش سے مطالعہ کیا اور اپنے دماغ کو ترقی دی اور
مجھے اس شخص سے محبت ہوئی اور محبت ابھی کیسی ہوئی کہ میرا دل ہی جاتا
ہے۔ میں خیال کرتی تھی کہ اس کی محبت سے میں تمام چیزوں سے جن سے میں
منتفر ہوں۔ رہا ہو جاؤ گی۔ مگر وہ مجھے چھوڑ گیا۔ اور میرے دل میں انتقام کا
خوف بھر گیا۔ اب میری ذلت میں ایک کسر رہ گئی تھی۔ یعنی کہ تم میرے سے
نفرت کرو تم کو میرے سے نفرت ہے۔ مگر تم اس لڑکی کا خاطر جان دینا چاہتے ہو۔
وہ کس بات میں میرے سے اعلیٰ ہے۔ اگر تم شہنشاہ ہوتے اور تم کو میرے ساتھ جان
و دل سے محبت ہوتی۔ تو مجھے تمہارا لڑی برابر محبت نہ ہوتی ستا ہم میں عورت ہوں
اور تم میرے برائے نام ہی خاوند ہو میں تمہارا یہ قصور معاف نہ کر سکتی مگر تم میرے
سے نفرت اور ایک اور سے پیار کرتے ہو:

میں۔ میرے سے انتقام لو۔ میں اس کے جانے کی خاطر مہی گوارا کر سکتا ہوں:
وہ۔ خیر صبح کو جو عورت آئے گی۔ اس کے سامنے اپنی بیوی تسلیم کر لے اور میں اس
لڑکی کو بھاؤں گی۔ اور اس طرح میں شیطان سے جس نے مجھے تباہ کیا ہے۔ انتقام
لوں گی۔ میں اس لڑکی کے نانا کو اس کا پتہ بنا دیتی۔ لیکن میں اسکو تمہارے

مقابلہ میں بطور حربہ استعمال کرنا چاہتی تھی۔ اب تم میری بات مان لو اور میں
اسکو ہار دوں گی۔ تم جانتے ہو کہ میں تم سے یہ یا کوئی اور بات کر سکتی ہوں
کیا تم میری بات مانو گے یا نہیں؟

میں۔ اچھا مجھے تمہاری بات منظور ہے۔
اب میرے دل میں یہ خیال تھا کہ میں اس اسکو نام دنیا کے سامنے
مشتہر کر سکتا ہوں۔ کہ یہ عورت میری بیوی ہے۔ کیونکہ کلیر کو جسے یہ بات معلوم
نہ ہوتی چاہیے تھی بسبب حال معلوم ہو گیا ہے۔
جب ہمارا معاملہ یا سودا لٹے ہو گیا۔ وہ ایک پلنگ پر لیٹ گئی۔ میں
اپنے بستر پر بیٹھا ہوا غور کر رہا تھا۔ میں نے اپنا منہ ہاتھوں سے چھپایا ہوا تھا۔
اس وقت صبح کی سفیدی کھڑکی کے پردوں سے نمودار ہونے لگی تھی۔

پانچواں باب

میدم برن اور میری ملاقات

میں میڈم برن اور سیدارسی سے ایٹکنز لگا کہ مسٹر پورٹر نے ابھی بیٹی
کو جو میرے کمرے میں کھانا کھانے لگی تھی سلام کیا تو میرا ایک دشمن بڑھ گیا۔
پورٹر۔ (ریا کا دسی سے) میں نے سنا ہے کہ شہیتہ ایزیدی تمہارے شامل ہوئی
ہے۔ اور شکوہ میں سے بہت کم اخافہ ہوا ہے۔

جو ڈکھ۔ (رفقارت سے) والد اس دہوکہ کا اب دست نہیں بردار۔ ایسے دہوکے
گرے میں لوگوں سے کیا کرو کارسٹن سے اب بھلا کوئی رائے پوشیدہ نہیں ہے۔

پورٹر۔ (ترجمی نظر سے) ماسٹر سیلاس تم زار ہو نا چاہتے تھے۔ لیکن جوڈ لکھنے نے اپنے مفروضہ خاند کو کرتار کر لیا ہے :

اس کینٹ کی باتیں سنانے سے کیا نایکہ۔ ناظرین کی تھمیک کے خیال سے اسکی گفتگو کو قلم انداز کیا جاتا ہے۔

اس روز بارہ بجے دروازہ پردستک کی آواز آئی یہ دایانہ دی تھی۔ وہ جوڈ لکھنے سے سرگوشیاں کرنے لگی اور ایک منٹ بعد جوڈ لکھنے میسر پائل آئی۔ میں ایک آرم چوکی پر آگ کے سامنے بیٹھا تھا۔ میڈم برن میں کی نسبت میں نے کہا تھا کہ آئیگی۔ یہاں آئی ہے۔ اپنا وعدہ یاد کرو۔ اور میں نے اس ملاقات کے متعلق کچھ غور نہ کیا تھا۔ تاہم یہ میرے حق میں ضروری اور مفید معلوم ہوتی تھی۔

وہ عورت جو مجھے یتیم خانہ میں سپرد کر گئی تھی۔ اسکو میری حید الش کے حال سے ضرور خبر ہوتی چاہیے تھی۔ کیا اب یہ راز منکشف ہو گیا۔ لیکن اب مجھے کو اس سے کیا۔ جب زندگی میں مجھے کوئی امید نہیں رہی۔ سوائے قبل از وقت موت کے چند منٹ بعد ایک دراز قامت۔ مستقل مزاج۔ اپنی صورت عورت جسکو میں دو مرتبہ نیاں کر چکا ہوں کمرے میں آئی۔ جوڈ لکھنے کا بابا پ حوشا مدے لیتا کرتا تھا۔ اور ترجمی نظروں سے دیکھتا تھا۔ جوڈ لکھنے مینر پر ہاتھ رکھ کر سر دھری اور دیر سے ہٹری رہی اور اس نے نو وار دایڈی کو سٹام تک نہ کیا۔

میڈم برن۔ سیلاس کارسٹن کہاں ہے۔

میں چپ چاپ کرسی اٹھ کر کھڑا ہو گیا کیونکہ میں بہت بہت بے چین ہو رہا تھا۔

میڈم برن۔ سیلاس کارسٹن تمہارا ہی نام ہے۔

میں۔ ہاں میں اسی نام سے معشوقہ ہوں۔

میڈم جوڈ لکھنے کی طرف اشارہ کر کے اور کیا یہ عورت تمہاری بیوی ہے

میں متروک ہوا۔ جوڈ لکھنے نہایت تندہی سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔

میں۔ ہاں وہ میری بیوی ہے۔

میڈم برن نے جو ڈلفہ کی طرف نہایت سرد مہری اور غرور کی نظر سے دیکھا
اس نے بھی میڈم نکور کو بید صراحت دیکھا:

میڈم امیری طرف مخاطب کر کے (تم اس قدر جوان ہو کہ تمہاری شادی نہ
ہونی چاہیے تھی):

لوئر۔ (منحوس آواز سے) دو پارسا شخصوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا
نہایت خوشگوار نظر آتا ہے:

میڈم۔ بروئے فاموش براہ مہربانی کمرے سے تشریف لیجائے۔ تمہارا یہاں
رہنا فردوسی نہیں:

۔ اس کے جا بڑا حکم کا عمل نہ ہو سکتا تھا۔ اور وہ اپنا سامعہ لیکر باہر چلی گئی۔

میڈم دروازہ بند ہونے پر پانچ سو نوٹ سالانہ وظیفہ تم کو باقاعدہ ملا کرے گا
اور یہ روپیہ تم کو ناگل اور کوک و کلار کے پاس بذات خود درخواست کر کے ہر

ہر سہ ماہی میں دیا جائیگا۔ تمہاری بیوی نے ان رقم کی معرفت میرے سے
خط و کتابت کی تھی جو مکہ میں بیان کیا گیا تھا کہ بیماری کی وجہ سے ان کے دفتر میں

نہیں جاسکتے۔ میں اس امر کا اندازہ کرتے کے لئے خود یہاں آئی ہوں۔ اور نیز
یہ دیکھنے کیلئے کہ آیا تم وہی شخص ہو جو تم اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہو میں غلطی

جاننے سے پہلے اس معاملہ کو طے کرنا چاہتی:

جو ڈلفہ۔ سیلاس کیا تم اپنے والدین کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں چاہتے:

میڈم۔ (سرد مہری) اس کا یہ سوال کرنا بے فائدہ ہوتا۔ اس کو یہ معلوم نہ ہوگا
تم کو کچھ کیا ہوگا۔ کہ کیا کارروائی کرنی چاہیے۔ کیا وراثت کے مضمون کے متعلق

تھا میرے سے کوئی سوال کرنا چاہتے ہر:

میں۔ نہیں۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو میں اس سے اپنی سیدائش کے راز کے متعلق
کرتے کی درخواست کرتا۔ لیکن اب مجھے اس کے معلوم کرنے کی کچھ پروا نہ تھی۔

جب وہ کمرے سے چلی ایک اور عورت نمودار ہوئی۔ یہ سنگری تھا جو دروازہ
میں کھڑا ہوا تھا جو جس کو دیکھ کر چونک گئی۔ اور نہایت نفرت اور حقارت کی
نظر سے دیکھنے لگی۔ اور پھر وہ غرور و استغلال سے گزری ہوئی:

مانٹگمری (خوشی کے لہجے میں) دیکھا آخر ہماری پھر ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا اور میرا کسی نہ کسی صورت سے میل ضرور ہوتا ہے۔ ہمارے زیر سایہ ٹونڈے نے میری ایک دیرینہ آشنا عورت میڈم زینیویا سے شادی کی ہے جو حضور ملک موعظہ کے جناب میں مسمریزم کے شعبہ کے دکھایا کرتی تھی۔ جیسا کہ کسی زمانہ میں استہاروں میں شائع ہوا کرتا تھا۔ اس عورت کا والد بھی میرا ایک قدیم آشنا ہے۔

رہنمائی کے لہجے کو انتقام میں تبدیل کر کے (یہ میرا کام ہے لیکن یہ میرا حق کی بنیاد پر مبتدا ہوئی ہے۔ ابھی اسکا اور خیابانہ بھگتا ہوگا۔

میڈم برن لاسقطال سے کثرتِ مدح آدمی میں تمہاری حالت پر افسوس کرتی ہوں۔ تم کو شاید کسی روز معلوم ہوتا ہو کہ انتقام اتنی جیسی ناپزیر ہستی سے ایک اعلیٰ ہستی کے ہاتھوں میں ہے۔

اس لیڈی نے یہ کلمات اس مناسبت سے کہے کہ کچھ دیر تک سکامپن زدہ ہو گیا اور پھر وہ چپ چاپ دروازہ سے ملک ہو گیا۔ اور لیڈی مذکور کرے ہو باہر چلی گئی۔

جو ڈاکٹر۔ اس عورت کو میری زندگی کے حالات بتانے سے کیا نادمہ تھا۔
نیں سسٹر مانٹگمری میں نے تمہارا کیا نقصان کیا تھا کہ تم نے میرے سے انتقام لینا چاہا۔

مانٹگمری۔ تم نے مجھے ایذا نہیں پہنچایا لیکن اس عورت (جو ڈاکٹر کی طرف اشارہ کر کے) نے پہنچا ہوا ہے۔

میں۔ کیا دوسروں کے قصور کے بدلے مجھے سزا دینا انصاف تھا۔
سسٹر پورٹر (کرسمس آکر) کیا بوزھی شیرنی چلی گئی ہے۔ (سرگوشی کرتے ہوئے)
کہہ سکتا کوئی۔ معقول رقم
جو ڈاکٹر (آہستہ سے) ہا مجھ پر نوڈ سالانہ

سسٹر پورٹر۔ یہ رقم حقوڑی نہیں۔ لیکن یہ کون ہے۔ کیا اسی کے بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہوا۔

جو ڈھکے - نہیں - اس نے اس کو بتلنے سے صاف انکار کر دیا -
 مسٹر لورڈ - اچھا دیکھنا جائیگا - وہ وہ گویا کسی تجویز پر غور کرنے لگا رہا ہے -
 ماننگمرسی کیلئے مختص طلبہ ہو کر میں تنکو ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں - میں ایک ایسا روم
 کی قیمت جو میرے پاس ہے - دریافت کیا جاتا ہوں - کیونکہ ہم ایسی باتوں میں
 رائے دے سکتے ہو -

اس نے ایک ڈبہ نکالی جو میں نے فی الفور پہچان لی - کیونکہ مسٹر لورڈ
 نے پہلے مجھے دکھائی تھی - اور میرا خیال تھا کہ اس میں میری والدہ کی تصویر ہے -
 اب مجھے اس کی عکاسی معلوم ہوئی ہے - وہ یہ دیکھتا تھا کہ آیا مسٹر
 ماننگمرسی پیشتر بتانے کے بغیر اس تصویر کو شناخت کر سکتا ہے - ڈبہ نہ کھلی
 اس کی کی گمانی بگڑ گئی ہوگی - یہ کھلتی نہیں -
 ماننگمرسی - مجھے دو میں کھول لوں گا -
 لورڈ نے ڈبہ اس کو دیا -

پیشتر اس کے کہ وہ اس کو دیکھ سکتا - ایک شخص جسکی صورت خادم سی
 معلوم ہوتی تھی - دستک دینے کے بغیر بلدی سے دروازہ میں آیا - اور اوپر اٹھ
 دیکھا مسٹر ماننگمرسی کے کان میں کچھ کہا -
 ماننگمرسی - وہ کہاں ہے ؟
 اس شخص نے پھر سرگوشی کی -

ماننگمرسی - راستہ حال یہ ہے کہ میں ایک لحاظ سے فائدہ کرنا چاہتا ہوں - کہ میں
 جو حاضرین سے جڑا رہ گئے اور وہ دو دو از فی الفور وہاں سے چلے گئے -
 مسٹر لورڈ اس سے کہتا رہا ہے میں حلف اٹھا کرتا ہوں کہ کوئی شرارت
 ہونے والی ہے -

جو ڈھکے - واقعی کوئی خلاف معمول بات ہے - مگر ہم کو اندیشہ نہیں تھا اس
 لڑکی کے لئے بھاگنے سے کچھ تعلق نہیں ہے - زیادہ سے زیادہ وہ ہم کو اس
 مکان سے بے مبالغہ فطرت کے التزام پر نکال سکتے ہیں -
 مسٹر لورڈ ڈبہ کہاں ہے - ان شریر ماننگمرسی نے کر حیدر یاچہ اور وہ اس کو نکال دیا -

ہوؤ گئے۔ کیوں سب اس اب ہم حشامین ہو۔ اور نگو مستقل آمدنی ملا کرے گی
چند ہفتے پیشتر اگر میرے سے یہ سوال کیا جاتا میں کیا جاتا میں سکا
اور ہی جواب دیتا۔ لیکن اب میں نے حرف سر ہلایا۔

۹۵۔ (مرثی سے) جب تک میں تمہاری خوشی کی مزاحم ہوں۔ روپیہ بھی تمہارے
لئے باعث اطمینان نہیں۔ اس رقم سے تین سو پونڈ سالانہ حیات میوے
نہم کر دو۔ اور میں شکوہ شدہ کے لئے آکر دو دن نگاہ

میں۔ اگر جاؤ۔ سب رقم لے لو۔ تم نے میری تمام عمر خراب کر دی ہے دنیا کے
تمام روپیہ سے مجھے ذرا خوشی نہیں ہو سکتی۔

اس اشارہ میں سڑ پور آیا اور ہم گفتگو نہ کر سکے

پورٹ۔ وہ چل دیا ہے۔ وہ شخص جو آیا تھا۔ اور سڑ پور میں دو دنوں اس تیز تھی
دوڑ گئے ہیں۔ کہ شاید راستہ میں گر کر کہیں اسکی گزین نہ لٹ جائے اور چھری
ڈوبیہ ساتھ لے گیا ہے۔

چھاباب

خوفناک سازش

ایک کھنڈے کے بعد گاڑی میں بسرعت سفر کر کے مصر مانگو گی اور اسکا
سابقہ لندن کے مصنفات میں ایک ضلع میں رہے۔ وہ ایک عالیشان محل کے لئے
خفیہ ایک جہت میں جو بظاہر اسکا مستقل تھا۔ محل کے دروازے سے چلا آیا۔
۹۵۔ (غصہ سے) تم نے کتنی دیر کر دی؟

مانٹنگمری کا ساتھ تھی۔ جناب گھوڑے میں مبتنی طاقت تھی۔ اس کے لحاظ سے بھی بہت جلد آئے ہیں۔ دیکھو وہ پسینہ سے تر مبر ہو رہا ہے گوا سپر پانی سے انڈیل دیئے گئے ہیں:

راڈ ویل۔ (کیونکہ یہ وہی تھا) مسٹر مانٹنگمری اور دھراڈ وہ اسکو ایک عقبی کمرے میں لے گیا۔ اور اسکو ایک تار فر دیکر کہا۔ اسکو پڑھو۔ تار فر کا مضمون یہ تھا:

جو نا تعین راڈ ویل ازارے ہو مل کی طرف سے جان راڈ ویل کی طرف کیا میں تمہارے مکان واقع اسیکس کو تھوڑی دیر تک استعمال کرتا ہوں۔ پولیس کو کھیرا کا سراغ اس طرف ملا ہے۔ تار کے ذریعے جواب دو۔

مانٹنگمری۔ بہت بے ڈھب بات ہے:

راڈ ویل۔ کیسی حماقت کی بات کہی۔ یہ تمہاری اور حماقت ہے۔ اب نیا کرنا چاہیے کہ تم کوئی تجویز سوچ سکتے ہو۔

مانٹنگمری۔ کیا تم نے اس کا کچھ جواب دیا ہے؟

راڈ ویل۔ اہں میں نے یہ تار دیا ہے۔ کہ میں شام کو اس سے خود ملاقات کروں گا۔

مانٹنگمری۔ اور پھر تم کیا کرو گے؟

راڈ ویل۔ اس بارے میں میں تم سے مشورہ چاہتا ہوں۔

وہ ایک الاری کی طرف گیا۔ اور وہاں سے ایک برائڈی کی بوتل اور دو گلاس لایا۔ ایک گلاس بھر کر وہ خود چڑھا گیا۔ اس کے ساتھ ہی نے دوسرا گلاس پیا

راڈ ویل دروازہ بند کر کے ایک کرسی پر مسٹر مانٹنگمری کے قریب بے آیا۔ اور آہستہ سے گفتگو کرنے لگا۔ اور کبھی کبھی جو نقطے سے مسٹر مانٹنگمری کی طرف دیکھنے لگا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے الفاظ کا مسٹر مانٹنگمری پر کیا اثر ہوتا ہے۔

راڈ ویل۔ اس تار کے مضمون سے تمکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ پولیس کو سراغ مل گیا ہے۔ اور یہ سراغ درست ہے۔ ایک سولینڈر ختم کے وعدہ کی وجہ سے وہ اس معاملہ میں مستحق کمرنگ ہے۔ شاید اب ہم اس مکان میں بیٹھے ہیں۔ وہ اس مکان کی طرف جارہے ہوں۔

کھو گئی تھی۔ اور جو غالباً بوڈھتہ نے جبرالی تھی۔ اس آوارہ گرد نے اسکو بتایا تھا
 کہ وہ لنڈن جا رہا ہے۔ اور کلیر کا سرخ ملتے ہی بوڑھا بھی لنڈن چلا آیا۔ اور
 اس کے حالات معلوم کرنے کے لئے اخباروں میں اشتہار دیئے۔ اس کو لنڈن
 میں آئے ہوئے سچد یوم گذرے تھے کہ ایک تصویر فروش کی دوکان پر اسکو
 اپنے مکان کی تصویر تعلق نظر آئی۔ اس نے تصویر کو خرید لیا۔ اور اس کے
 ایک ٹوکے پر کلیر کا نام کھانا ہوا تھا۔ اس نے اس روز اس کے ساتھ کھانا
 کھایا۔ مجھے جب یہ حال معلوم ہوا میں بہت خوش ہوا۔ میں نے تمام تصویر
 فروشوں سے یہ معلوم کرنا چاہا کہ آیا وہ کسی عورت مصور سے تصویریں بنواتے
 ہیں۔ اور اس مدعا کے لئے میں نے بعض سے خود دریافت کیا اور بعض سے
 ہتھاری معرفت اسکا حال معلوم کیا۔ منکو معلوم ہے کہ اس تلاش کا کیا نتیجہ ہوا۔
 مانگمری۔ لیکن وہ مجھے بالآخر مل گئی۔ لیکن ایک اور طرح پر۔ اگر میں شہر بری
 میں پیر کے روز شام تک نہ رہتا میں منکو اس امر سے مطلع کرتا۔ میری بڑی
 صفائی سے اس معاملہ کو انجام دیا جب تم نے مجھے بتایا کہ وہ لڑکی تم سے
 گاہ کی مقابل کی نشستوں میں بیٹھی ہے۔ میں نے اپنے ایک لونڈے کو سیلاس
 کارٹن کے پاس بھیجا۔ اور اسکو راستہ سے دور کر دیا۔ باقی کام بالکل سہل تھا
 خوش قسمتی سے ہتھاری گاڑی کھڑی تھی۔ اور اس سے زائد خوش قسمتی کہ
 ہتھاری پاس ایک اچھا سا خالی مکان بھی تھا۔
 راڈ ویل۔ ہاں یہ مکان مجھے کئی مرتبہ مفید ثابت ہوا ہے۔ میری جالی پر لگا
 مجھے ترک میں چھوڑ گئی تھی خوش قسمتی سے میری ایک لیڈی دوست چند روز
 پہلے اسکو خالی کر کے گئی تھی جو یہاں رہنے سے اکتانگ تھی۔ چنانچہ یہ ایک اور
 کیلئے خالی پڑا تھا۔ جب میں نے حسین کلیر کو قابو کر لیا میں سوچنے لگا اس
 کے متعلق سب سے عمدہ انتظام کیا ہو سکتا ہے۔ بہت دیر تک غور کرنے
 کے بعد میں نے نتیجہ لگا لاک اس شکل میں اس سے شادی کرنی نہایت مناسب
 ہے۔ شادی کرنے پر وہ گذشتہ زندگی کے حالات زبان سے نہ نکالیگی اور دیکھ
 رہے دارا کی تمام دولت حاصل ہو جائے گی۔ گو مجھے نہایت حیرت انگیز ہوئی کہ میری

وہ رک گیا گو بالمشترک مگر سی سے جواب کی توقع رکھتا تھا۔ مگر وہ خاموش رہا۔
 رسلہ سخن شروع کر کے اپنی تم کو بتا دیتا ہوں کہ اس لڑکی کے انگلستان میں آنے
 سے پیشتر اپنے دادا کا وارث خیال کیا جاتا تھا لیکن وہ اس بیوقوف لڑکی پر مطمئن
 ہو گیا۔ اس نے تمام جائیداد اسکے نام کر دی اور فیصحت آٹھ سو پونڈ سالانہ کی
 آمدنی اس جائیداد سے دینے کی وصیت کی جو تمام جائیداد کے عوض میں جو بچے پہلے
 ملنی تھی بچے دی گئی۔ اس لڑکی کا ویاہ پچیس سے کمزور تھا۔ اور جب وہ بالغ
 ہوئی وہ دلچسپی ہو گئی۔ ایک رات وہ خدا جانے کہاں غائب ہو گئی میرا دادا
 پولیس کو سراغ پر لگایا گیا۔ قرب و جوار اور دور دور کے جو پڑنٹے اور دریا بھیاں
 ڈالے گئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ میں نے کچھ عرصہ بعد اس کے کان میں کچھ بکریا
 کہ لڑکی سرگئی ہوگی خود میرا یہی خیال تھا۔ لیکن اس کو یقین تھا کہ لڑکی زندہ
 ہے۔ اور کسی روز ضرور مل جائیگی۔ اس اثنا میں میں اس سے بہت احتیاط سے رہنے لگا
 اس سے میں نے وہ فائدے منسوبے تھے ایک یہ کہ میں اس کی نظروں میں منظور
 ہو جاؤں۔ دوسرے یہ کہ اگر لڑکی کی خبر ملے وہ مجھے فوراً بتا دے۔ میرا خیال تھا کہ
 اگر لڑکی واپس نہ آئی تو پورے کی دولت کا حصہ کثیر مجھے ملے گا۔
 بالمشترک سبکیا اسکے پاس بے شمار دولت ہے۔

راڈ ویل۔ اس کی جائیداد کی آمدنی بیس ہزار پونڈ سالانہ سے کم نہ ہوگی۔ اور مشکل
 دو ہزار فوج کرتا ہے۔ وہ امریکہ کے ساتھ تجارت کرتا ہے۔ ایکٹ آزاد می سے۔
 پیشتر متبشیلوں سے خوب دولت کمائی۔ جب وہ تجارت سے دست کش ہوا۔
 اس نے مشرق و وسطیٰ کی طرح زندگی شروع کی اس طرح کئی سال گزر گئے اور
 بچے یقین ہو گیا کہ کلیمبر کی فرزند سنی جائے گی۔ ایک روز بچے اس کا خط ملا جس
 میں لکھا تھا کہ میں لندن میں تھمبیر کے سرائے پر آیا ہوں۔ میں فی الفور مارسلے
 کے ہوٹل میں جہاں وہ فرکش تھا آیا۔ اس نے ایک آدمی کو کہہ کر دو کوپڑوں کا ایک
 جوڑا لے کر وہ کو ایک اشرفی دی تھی۔ اور اسکی جیب سے کلیمبر کی تصویر
 نکلی تھی۔ یہ وہ تصویر تھی جو چند سال پیشتر میری جیب سے

اس تجربہ کو اس نے نہایت نفرت سے سنا اور اسکا باعث یہ معلوم ہوا کہ اس نے ایک کمینہ سے تعارف کر لیا ہے۔ جو جوڑتھ سٹو کس کا بھی خاوند ہے۔ لیکن یہ تباہی تم کو ان لوگوں کے میرے مکان میں بچانے کا کس طرح خیال آیا تم نے یہ کیا نصیحت کی کہ میرا راز اس عورت کو بتا دیا جو میری جانی دشمن ہے۔

مانٹگمری۔ تمہاری جانی دشمن ہے۔ میں نے پہلے یہ بات نہ سنی تھی۔ میں نے خیال کیا تھا کہ تمہارا بہت گہرا تعلق ہے۔ میں تم کو بتا دیتا ہوں۔ کہ انکو کس طرح وہاں لے گیا۔ جو لڑتھ کا خاوند بیجاگ گیا تھا۔ اور نظر بر حالت یہ تعجب کی بات نہ تھی۔ لیکن وہ اسکو اس طرح آسانی سے چھوڑنا نہ چاہتی تھی۔ جب انکو اپنے خاوند کا پتہ معلوم ہوا وہ گاڑی میں سوار ہو کر لنڈن آئی۔ اور ہمارے اس چھوٹے سے واقع کے دوسرے روز وہاں پہنچی۔ اور اسکو معلوم ہوا کہ اسکا خاوند واقعی بخاری میں مبتلا ہے۔ وہ اسکو اجنبیوں کے ہاں سے لیجا کر اپنی نگرانی میں رکھنا۔ چاہتی تھی۔ ڈاکوٹے اسکو بہت دور لیجانے میں اسکے سر جانے کا اندیشہ بتلایا۔ کیونکہ جو ڈتھ اسکو بڑی واپس لے کر آئے مکان میں لیجانا نہ چاہتی تھی۔ کہ اسکا خاوند مر جائے۔ کیونکہ اس واقع کے بعد ڈاکوٹے تحقیقات کا اندیشہ تھا۔ اس نے اپنے مکان میں اسکو لیجا کر بیٹھا خیال ترک کر دیا۔ لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اسکو کہاں لے جائیں۔ ایک عورت جو لوپورٹ کے ہاں خاوند تھی اس واقعہ کے حالات جانتی تھی اور سیلاس کے بہت دور لیجا کر لے آکر اجازت کرتی۔ میں اس نوڑے کے جوڑتھ کے زیر نگرانی میں اپنے ایک مدعا کی وجہ سے نکل گیا تھا۔ لیجا کر سبھی مکان کا خیال آیا۔ جہاں میں اس نو جوان لیڈی کو لے گیا تھا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ جو ٹوٹم اور جوڑتھ قیدی ہمارے در و دست ہو تم اس کے اپنے مکان پر لے جانے پر اعتراض نہ کرو گے۔

ڈاکوٹیل۔ اور کیا تم کو یہ نہ سوجھا کہ یہ سخت گستاخی ہو گی۔ مانٹگمری۔ ہرگز نہیں۔ مجھے اپنا ایک مزدوری مقصد مد نظر تھا۔ مجھے پہلے اپنا خیال آج طرح نکلا تھا۔ خیال آیا۔ جبکہ تم چند سال پیشتر اس لڑکی کو جو میرا خاوند ہے خواہش تھی کہ اسکو لے کر لے آئے۔

راڈ ویل سے غضبناک ہو کر اگر تمہارا ہی شیوہ ہے مجھے کس طرح یقین ہو کہ تم کسی روز تمام حقیقت جو ناگھین راڈ ویل کے سامنے بیان نہ کر دے گے۔

میرا خیال ہے کہ وہ تنکو اس فحری کے صلہ میں حقول رقم دینگا۔

مانٹگمری۔ میں ایسا نہ کروں گا۔ چوروں کے درمیان عزت کا بہت پاس کیا جاتا ہے اگر اس سازش میں کامیابی ہوئی مجھے بہ نسبت اس کے تمہارے سے زیادہ نفع کی امید ہے اور اس کے علاوہ ایک اور غائر تعلق ہے۔ جسکی وجہ سے میں تمہارا ساتھ شریک ہونا چاہتا ہوں۔ یعنی انتقام

راڈ ویل۔ کس پر۔

مانٹگمری۔ سبلاس کارسٹن پر۔

راڈ ویل۔ اس حالت میں ہم کسٹے کا رد عملی جواب کر سکیں گے۔ لیکن تم نے جو ڈھکے کو اسی مکان میں لاکر جہاں کلیر ہے۔ میری مشکلات کو بہت بڑھایا ہے اسلئے مناسب ہے کہ تم مجھے ان مشکلات سے لھانے میں زیادہ مستعدی سے مدد دو۔

مانٹگمری۔ سبھا راکیا بند یہ ہے۔

راڈ ویل۔ اقل یہ کہ میری کلیر سے فی الفور شادی ہو جائے۔ چونکہ وہ ضامن نہیں اور سچا اخلاقی کرنے کا زمانہ نہیں غالباً ہم کو اس تمام سازش سے دست بردار ہونا پڑے گا۔

مانٹگمری۔ کیوں؟

راڈ ویل۔ کیونکہ مجھے یقین ماثق ہے کہ جو ڈھکے میرا از ملکف کر دے گی۔ وہ انتقام کے ایسے موقع کو ہاتھ سے ڈھانے دینگے۔

مانٹگمری۔ چاکن۔ راجہ درپیش۔

راڈ ویل۔ ابھی ملائت کا موقع ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اس نے راز کھف

کر دیا میں آیا ہو جاؤں گا۔ میل پاپرا تھا تو وہ مجھے دو ہزار سالانہ آمدنی کی مالک

تھوڑا گیا تھا۔ تین سو سو فروخت یاروں کو دی گئی ہے۔ ایک ہزار سو پندرہ ہونے

گھوڑوں کی ٹڑا مارا۔ میں نے اس کو دس ہزار پونڈ قرض دینا ہے۔ میرے

اور دروازہ پر ہنر خول ہر وقت تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ میرا اعتبار اٹھ گیا ہے اور میں
قریباً متفلس بنا رہا ہوں۔ اگر میں یہ ثابت کر سکوں کہ کچھ اپنے دادا کی جائیداد اور ورثہ
میں بیگی میرے لئے فرمایا تھا تنگ نہ کریں گے اور میں اور وہ پیر قرض سے سکون چکا لیکن
اگر یہی صورت رہی تو مجھے اس ملک سے فرار ہونا پڑے گا۔

مانٹگمری لیکن جب تک تمہارے دادا کو یہ یقین ہے کہ اسکی نو اسی زندہ ہے
تم اسکو صحت کے تبدیل کرنیکی کس طرح رغبت دے سکتے ہو
راڈویل۔ فرض کرو یہ ثابت کیا جاوے کہ وہ مرگئی ہے۔

دونوں ایک دوسرے کے خیالات لگا ہوں سے معلوم کرنے لگے:

راڈویل۔ فرض کرو میں ایک ایسی تجویز بناؤ جس سے کلیئر اور جوڈتھ ایک ساتھ
میرے سسرال نہ رہیں۔ پھر مجھے کوئی مفصل پیش آئیگی؟
مانٹگمری۔ تمہاری کیا راہ ہے۔

راڈویل۔ آج تمہارے دماغ میں مٹی بھر گئی ہے۔ بالخصوص جبکہ تمہارے اور
میرے فوارے کا تعلق ہے۔

مانٹگمری۔ کس طرح؟

راڈویل۔ کس طرح؟ کیسا سوال کرتے ہو۔ یہی وہی یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ تم اسکو
اعوا کیسے بھاگے تھے اس سے تم کو دو سال کی قید یا مشقت کی سزا مل سکتی ہے
علاوہ بریں وہ وہ پیر بدل سکے گا جس کے دینے کا میں نے وعدہ کیا ہے۔ اس تجویز میں
اگر تمکو خاطر خواہ کامیابی ہو جائے میں تمکو پانچ سو پونڈ سالانہ عین حیات دو لاکھ اتم
دونوں کا بہت جلد فیصلہ کر سکتے ہو۔

مانٹگمری۔ صاف صاف کہو۔

راڈویل۔ تم مجھے کلیئر اور جوڈتھ دونوں سے نجات پانے میں مدد دو۔

مانٹگمری۔ اگر خوشخبری کی کرنا مقصود ہے مجھے اس تجویز سے سروکار نہ ہوگا۔

راڈویل۔ لیکن خوشخبری کی کرنا میرا مقصود نہیں۔ ہم خون کرتا نہیں چاہتے؟

مانٹگمری۔ پھر کیا راہ ہے۔

راڈویل۔ فرض کرو اس گھر کو آگ لگ جائے یہ فرضی بات ہے۔ مکانات کو آگ لگ

لگ جاتی ہے۔ اور بعض اوقات آتش زدگی کا یا غش معلوم نہیں ہوتا اور کئی آدمیوں کی جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔
مانٹنگمری۔ خدایا یہ شہر یلانیہ ہے۔

راڈ ویل۔ میں نے جی پیٹلے ہی کہا تھا۔ مگر مکان کا یہ۔ آتش زدگی جو چکا ہے۔ ہم سیمہ کی رقم نصف کر لیں گے۔
مانٹنگمری۔ کارنگاس فقی ہو رہا تھا۔

مانٹنگمری۔ لیکن اس جرم سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا تم اپنے دارلہذا یہ نہ کہہ سکو گے کہ لڑکی مہتاب مکان میں نہ تھی اور جب تک اسکی موت ثابت نہ ہو جائے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔
راڈ ویل۔ میں نے یہ سب باتیں سوچی ہیں۔ لیکن اگر یہ انتظام ہو جائے میں اس کے پاس لے کر ہٹل میں چلا جاؤں گا۔ اور پھر اسکو گاڑی میں بٹھا کر اس مکان کی طرف سے لے چلوں گا۔ اور بتاؤں گا کہ کس نے اسے ہے۔ جو ہم وہاں پہنچیں گے تو کان باندھ ہو جائیگا۔
مانٹنگمری۔ رکانپکس لیکن تم اس لڑکی سے اپنی ملاقات اور پھر حائب ہو سکی کیا وجہ بیان کر سکتے؟

راڈ ویل۔ سینکڑوں وجوہات ہو سکتی ہیں کہ وہ دو لڑکا کے دیوانی تھی منعوا کہاں گئی۔
مانٹنگمری۔ پولیس والوں کو مگر طمنا نہ ہوگا۔

راڈ ویل۔ یہ تو بالکل آسان بات ہے اس معاملہ سے بوڑھا میرے اشارے پر تاجگا میں اسکو دیہات میں لے جاؤں گا۔ پولیس کی سطحی خوب لڑا لوں گا۔ اور پھر اسکی طرف سے کہہ دوں گا کہ اس معاملہ کی مزید پچھان میں نہ کی جائے۔ میں نے ہر بات سوچ کر کہی ہے۔
مانٹنگمری۔ اس واقع میں میرے سے کیا کام کرنا ہے نظر؟

راڈ ویل۔ میں اپنے واقفوں کی طرف جاؤں گا۔ اور باقی کام نکالوں گا۔
مانٹنگمری۔ ان جرم میں کون تکر جب اسکا سرخ لگ جائے تو تمہارے پر آج سنائے یہ بہت قابل تعریف تجویز ہے اور تمہارے لئے بہت مفید ہے میں تمام خطرہ گوارہ کروں اور تم فائدہ اٹھاؤ میں اس میں شریک ہونا نہیں چاہتا۔

راڈ ویل۔ تم مجھے مدد دینے سے اصرار کرتے ہو۔
مانٹنگمری۔ میں میرا نامہ اعمال پہلے ہی سنا ہوں۔ میں اور جرنل کارنر میں بہت

راڈویل - میں تم کو اپنی ہمیشہ کلیر کے اعزاء کے الزام پر پولیس کے حوالے کر دوں گا اور سیلاس ہارلسٹن کے لے بھاگنے اور جیس بے جا کے الزام پر بھی۔
 مانٹگمری - تم ایسا ہرگز نہ کرو گے اسکا رنگ سنہرہ ہو رہا تھا۔
 راڈویل - سالیوس آدمی جو کچھ کرے مقصود ہے۔ میں تم کو اس راز کے واقف ہونے پر ملنے نہ دوں گا۔ بلکہ تم کو بھی یہاں سے روٹھانا۔

راڈویل جو شک نہ ہو مصیبت میں مبتلا تھا۔ وہ مانٹگمری کو اپنے ساتھ جرم میں شریک کرنے کا مستقل ارادہ کر چکا تھا۔

مانٹگمری سرسری تو غور تھا لیکن اس میں اس قدر حوصلہ تھا کہ اول درجہ کا بدعاش بن سکتا۔

مانٹگمری - اچھا مجھے اس معاملہ پر غور کرتے کے لئے ذرا بہت دو۔

راڈویل - اگر مڑی دیکھ کر نصف گھنٹہ کی بہت دیتا ہوں۔ لیکن خبردار شراب نہ پیا۔ تمام بڑی بڑی چیزوں پر غور کرنے اور اس کے الزام کیلئے صاف دماغ ضروری ہے یہ بکروہ کرے سے باہر چلا گیا۔ اور مانٹگمری سے عذر واز قہل کی آواز سنی۔

سوال باب

انتقام میرا ہے

مانٹگمری اکیلہ رہ گیا تو اس نے راڈویل کی تاکید کے خلاف پہلے شراب کی بوتل خالی کر دی لیکن اسکو شراب کا بالکل نشہ نہ ہوا۔ بھروسہ اپنی حالت پر غور کرتے لگا۔ وہ بالکل شکل میں مبتلا تھا۔ خیال کرتے لگا میں بالکل راڈویل کے بس میں ہوں۔ جب اس نے سٹیج پولیس کی حوالہ کر دیا تو میری باتوں پر کون بدلتین کریگا۔ لیکن یہ خوفناک جرم کون بھی بڑا بھاری گناہ ہے۔

اس تجویز پر غور کرتے ہوئے اس نے اپنا جرم طے کرنا یا جیسا کہ دیا سلائی۔

ٹوٹنے لگا تو اسکے ہاتھ میں روہ ذبیحہ آئی جو مسٹر پور سے لایا تھا۔ اسکی نسبت پر
 (غضب) اور سی۔ م) حروف باسط غور میں دیکھتے تھے۔ گریار عاشق و معشوق کے
 نام کے حروف تھے جو باہم وصل تھے۔ گئے تھے۔ اسکو نہایت حیرت ہوئی۔ وہ کھڑکی
 کے قریب جا کر ڈبیر کو غور سے دیکھنے لگا۔ اور اسکی کمانی تلاش کی۔ اس کو غصہ
 تو اس میں سے ایک چھوٹی تصویر نکلی۔ دوسری طرف ایک اور تصویر ہوئی۔ لیکن
 اب اسکا ایک سیاہ بالوں کا کل تھا۔

وہ ایک کرسی پر نہ بٹھال ہو کر بیٹھ گیا۔ اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے
 اور وہایت زور زور سے سسکیاں بھرتے لگا۔ اس نے تصویر کو نہایت محبت
 سے پو سے دینے۔ اور بھر غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے عقب میں ایک کاغذ تھا
 اور اس پر نہایت باریک حروف لکھے تھے۔ اس نے سبکل یہ الفاظ پڑھے یہ
 لڑکا جس پر یہ کاغذ لکھا۔ سیلاس مولاناٹھ من فرانسس مورانت ہے۔ اور یہ
 اسکی والدہ کی تصویر ہے۔ جو محل دہلی میں رہتی ہے۔

جندلنٹ ایک مانگمری میں قوت و ہوش بالکل نہ رہی۔ پھر اسکو پیش
 اور منتظر سے خیالات آنے لگے۔ یہ میری بیوی کی تصویر ہے۔ یہ میری لڑکی کے
 پاس کیونکر گئی۔ سیلاس مولاناٹھ اور سیلاس کارسٹن ایک ہی ہے اور یہ میرا
 بیٹا ہے جسکی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ میڈم ایرن کو اس سے کیوں دلچسپی ہے ان میں نے اپنے
 بیٹے کو اسکے نہایت مہمانی و مہمنوں کے حوالہ کر دیا۔ اور میری اس حرکت شاید
 وہ مہمانانہ اسکے دل میں میڈم ایرن کے وہ الفاظ یاد آئے جو اس نے رخصت ہوئے پر
 کہے تھے۔ یعنی انتقام انسان جیسی نامیرہ ہستی سے اٹلے ہاتھوں میں ہے۔

بچپن کے زمانہ سے اس سنگدل آدمی کو دیا نماز کا کچھ خیال نہ آیا تھا لیکن
 اب دروازوں ہو کر اپنے گناہوں کی خداوند سے معافی چاہی۔ پھر خیال کرتے لگا۔
 اس حالت میں کیا کیا جانے اگر میں اس اسکاں سے نکل سکوں تو تمام مشکلات
 سے غمہ ہر آہو سکتا ہوں لیکن یہ ڈویل و روزہ بند کر گیا ہے مگر کھڑکی کو دیکھنا
 چاہیے۔ میز پر ہر دھڑکھٹا تو وہاں سے بارخ نکلنے لگا۔

جناب! اور سے آپ جانیں گے بگدبت بلند ہے۔

مانگمری۔ اگر مجھے کسی صورت سے یہاں سے نکال دو تو انعام دے گا۔

ملازم۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

مانگمری۔ کیوں۔

ملازم۔ کیونکہ میرا قاتل کد کر گیا ہے کہ میری اجازت کے بغیر کسی کو باہر نہ نکلنے دینا۔

مانگمری۔ لیکن تمہارے آقا کے دوستوں کو کوئی روگ لوگ نہیں؟

ملازم۔ لیکن اسکے دوستوں کو مقابل کے دروازے سے باہر جانے پر اجازت نہیں ہے۔

مانگمری۔ اچھا اگر میرا ایک پیغام نارنگی کے دروازے سے تم کو ایک شرفی دے گا۔

ملازم۔ میں خود تو نہیں جا سکتا ایک اشرفی دیدو کو کسی لونڈے کے ہاتھ بھجوا دوں گا۔

مانگمری۔ اچھا بونہی سہی۔ مگر ابھی بھجوا دو۔

ملازم۔ فوراً۔ سب سے پہلے بھجوا سکتا ہوں۔

مانگمری۔ لیکن اسے آتی کو یہ حال نہ بتانا۔

ملازم۔ بہت اچھا جناب۔

مانگمری نے فلم دو ات لیکر ایک مار بھر جو ناقصین راڈ ویل مار لے ہوئی کبھی

بہ مضمون ذیل۔ اگر تم اپنی تو اس کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو میرے سوس ایسیکس رہاں راڈ ویل کے پتے

جائے میں تاخیر کر دو دوسری بوسٹر بیٹس کے حقانہ پر رکھی۔

اس نے وہ نہیں پہچانے کہ عین وہ علیحدہ نفا تو نہیں بند کر دیا اور کھر کی کے قریب باکر اس کی

کی طرف دیکھا۔ آیدہ سائیس لونڈا اسکے پاس کھڑا تھا۔ مانگمری نے ایک اشرفی اس کی طرف

بھینکی اور دونوں لفٹس بھی۔ مانگمری نے اس لونڈے کو تاکید کر دی کہ یہ لفٹ راڈ ویل کے

ہاتھ نہ آئیں۔ راڈ ویل لے کر چلا گیا اور مانگمری کمرے میں واپس آیا اب وہ یہ خیال کرتے لگا

کہ سارا راڈ ویل کو کیا جواب دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ ابھی واپس آیا تھا۔ اس کی خوفناک تجویز

میں شریک ہونے کا بہانہ کر دیا تھا۔ تو اس بے چینی میں یہ مشکل سی بات ہے۔ لیکن سوائے

اس کے بارہ نہیں۔ لیکن کیا راڈ ویل میری اس بات پر یقین کرے گا۔

اس اثنا میں اس کی بیوی کی تصویر اسکے ہاتھوں میں اٹھی اور وہ اس کو غور سے دیکھتا

غور سے دیکھ کر مٹھا ہو کر دیکھ کر سب پریشانیوں کے اندر میں اسکو زمانہ گزشتہ کے
دل خوش کن اور شیریں تنہا کا نظارے یاد آئے تھے ہم ان میں سے بعض نظاروں کو قلمبند کرتے
ہیں اور بعض ایسے سزناک کو بھی جو اسکو یاد نہ تھے۔ لیکن اس داستان کو مسلسل لکھنے
لئے اب کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے:

وہ اب اس زمانہ کا خیال کرنے لگا تھا جب اسکی عمر کیسے سال پہنچ چکی تھی اسکی مزاج میں ضعف
ضرور تھی۔ وہ اسوقت کا بلج ہیں ست اپنے تندر محل میں اپنے والد کے پاس پہنچا تھا۔ اس
محل میں نہایت تغیر ہو گیا تھا۔ اسکی چاہنے والی شریف والدہ مرحومہ تھی سرت سے بہت پیتر
تبدیل آج وہ سوا کیلے ہوئی تھی۔ واقعہ سوز لینڈ میں لے گیا تھا۔ اور وہ بیماری ہی بندھا تھی
ہوئی تھی چوہ رنجیدہ اسکا والد محل دوز میں والی یا سوز لینڈ سے اسکا ساتھ دوڑ چکی تھی
بھی ایس۔ یعنی میڈم برن اور اسکی بیٹی۔ اسکی والدہ وراثت سے پیتر میڈم برن کے گھر ہی
تھی میڈم برن درشت مزاج پر مزگار اور متعصب عورت تھی اور میراث میں مذہبی لوگوں
کے افکار پر عمل کرتی تھی۔ اور خیال کرتی تھی کہ ان امور لوگوں کی پوتکا پوتکا یا بندھی ہوئی
جائے تو دنیا پر عقیدے میں فائدہ کی امید نہیں ہو سکتی اور اسکا منظر کے داغ میں بی بی ہوئی کہ وفات
کو میر سے کمزوری پیدا ہوئی تھی اور اس عورت کا سپر اسقدر اثر غالب ہو گیا تھا کہ وہ اسکی عمل
اور گھر کی مالک بن گئی تھی:

ایڈورڈ مورائٹ سے جب اسکا اول مرتبہ تعارف ہوا وہ اس سے نفرت کرنے لگی اور
طبع شہنشاہ آوارہ مزاج اور غریب تھا۔ گواہی والدہ کی موت کے حد سے اسکی مزاج
وہ بھی پر گئی تھی۔ سگرا اسکو جیہ اور کمرہ معلوم ہوتا تھا۔ اس عورت کی مزاج میں شگفتگی طبع
نہ تھی یہ نوجوان بھی اس سے کبیدہ خاطر یا کھل اسکا علانیہ مخالفت رہا تھا۔
دو لوہیں علانیہ لڑائی ہونے لگی لیکن ایڈورڈ اپنے ذمہ درست حریف کا مقابلہ نہ
کھا۔ میڈم کی نہ ہی تعلیم کے اثر سے نوجوان کا آپ بھی متعصب ہو گیا تھا۔ وہ شوخی
اور ہر قسم کی تعزیر کو گناہ تصور کرتے لگا تھا۔ نوجوان محل دوز میں رہنے سے اکتانگیا
اور گروہاں ایک خاص شش نہ ہوتی بد سے اسکو فریاد بکھر چلی رہا۔

یہ کشش میڈم برن کی بیٹی فرانس تھی۔ چودہ سال حسین مگر عین مزاج لیڈ می تھی
وہ اس پر جان و دل سے ذرا ہو گیا تھا لہذا اس وجہ سے اسکی کئی مہجرت اس سے

کے برابر تصور کر لی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ کی اسکی طرح منتقلی دیکھ رہا ہو اور اس کے
نقش قدم پر چلے گیا وہ ایسا آئینہ تصویر کو اپنی تصویر نظر آئے۔ اس کے بعد وہ اپنی پرانی پیر
سے میڈم برن کو نہایت مدد دے گا اور وہ بھی خوش میں رہے گی۔ اس کے بعد وہ اپنی پرانی پیر
فرانسس کو اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھ کر بہت تسلی ہوئی تھی۔ میڈم برن اس کے کو بھی
ماں سے بھی جدا کرتی کہیں کو وہ اسکو گدہ کی طرح دیکھ کر ہنس کر کہتی تھی۔ لیکن اس میں
میسر مورانت نے مداخلت کی اور وہ نہایت اچھا تھا۔ اس نے میڈم برن کو مدد دے گا
فتح حاصل ہوئی تین سال تک یہ بچہ اپنے والد کی مدد سے اس میں بقیہ ہوئی
جب قید کی حیا و ختم ہونے پر اسکا فارغ نامہ مل گیا۔ علم اور میں اپنی سہیلی کو لیتے آیا۔
اسکی بخش کو دفن کر کے تھیلے چار پہنے۔ خفیہ سستی خوشی کی رجم دگی میں اس سے میڈم
برن سے لڑائی شروع کی اور بے حد گالیلیں دیں۔ اور کہہ کر کہ میڈم برن تمام صحبتوں کا
باعث ہو خد کی تمہارے پر لخت ہو۔ اس وقت اس کے دل میں ندامت ہوئی کا قیل
اور عزت خاندانی کا پاس سب بہت اوصاف رخصت ہو گئے۔

میڈم برن کو اپنے بیٹے کے ذلت سے بھی از حد نفرت تھی میسر مورانت کے مشورے سے
خلاف اس کے کو ایک دایہ کے سپرد کیا گیا۔ اور دو سال بعد اس چھوٹے لڑکے کو میسر مورانت
پاؤں کے سپرد کیا گیا۔

میڈم برن نے ارادہ کر لیا تھا کہ ایسا میسر مورانت کو اپنے بیٹے کی پیدائش کے
علوم نہ ہو اور نہ اس لڑکے کو اپنے حب و نسب کا پتہ دیا جائے مگر اسکی دایہ نے جسکو
ایڈورڈ اور فرانسس سے محبت تھی اس کے ساتھ کرٹ میں ایک ڈیٹا نگ دی۔ میں اسکی
الودہ کی تصویر اور اسے بالوں کا ایک کاکل تھا اور تصویر کے ساتھ کاغذ کا ایک پر
رکھ دیا جو مورانت یا ماشنگز نے بڑا تھا۔ میا کہ یہ بیان کیا جا چکا ہے
یہ تصویر دایہ کو فرانسس نے ترک سے پیشتر دی تھی۔ وہ عام لڑکے کی طرح
اور نہ کہ کتنی مہنگی۔ وہ سمجھتی تھی کہ شاید اس تصویر سے لڑکا اپنے والدین کا
شعور سے سکے۔

میسر مورانت نے وفات پائی اور اس کے وصیت نامہ کو کھولا گیا تو میڈم برن اس
کی جائیداد کی ڈیٹا نگ لڑائی۔ مگر یہ تمام حالات اسکی سہیلی کو معلوم ہو گئے۔

سیلاس مورانتھ یا سیلاس کارسٹن کو دسی گئی۔ یہ شرط اس نے اپنی وصیت میں موت سے تقوڑا عرصہ پہلا ایذا کی تھی:

اس تازہ وصیت کی وہ سب سے اشتہار دیا گیا جس سے بہت سے پیچیدہ

نتائج پیدا ہونے لگے۔ جب تک پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اس اشتہار میں کمرے کا دروازہ کھلا اور مسٹر بانٹگری خواب فرگوش سے بیدار ہوا۔
گذشتہ زندگی کے لغو رات خواب و خیال ہو گئے اور آئینہ لمبیوں اور مشین کی ٹکڑیوں
میں کا جسم نمونہ مسٹر راڈویل تھا جو اس وقت مسٹر بانٹگری کے سامنے کھڑا تھا:

راڈویل۔ معلوم ہوتا ہے تم نے شراب کی بوتل خالی کر دی ہے۔ کیا شراب سے تمہارا مزاج
صاف ہوا۔

مانٹگری۔ جب ان کو اس قسم کی تجویز پر غور کرنا پڑے جو تم نے پیش کی ہے۔ میرے خیال
میں اسکو کچا بیج نشہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

میرے

راڈویل۔ کیا تمکو یہ تجویز منظور ہے۔

مانٹگری۔ جب شیطان مجھ پر کمرے کو منظور کرنی ہی پرگی۔ لیکن مجھے کارسٹن (تماشا)
کا خیال ہے رہا تھا۔ میں نے وہاں ٹھیک سات بجے شام کے پہنچتا ہے۔

راڈویل۔ آج شام تمہاریوں کو تمہارے ایسے ہوشیار اور شوخ ایکرا کی نظر پر سننے
کو متوقع نہ لگے گا:

مانٹگری۔ مجھے اس جہم پر کسوقت روانہ ہونا پڑے گا:

راڈویل۔ ہم دس بجے روانہ ہونگے:

مانٹگری۔ اہم؟

راڈویل۔ ہاں میں تمہارے اکیلے جانے پر کس طرح کھروارہ کر سکتا ہوں۔ شاید
رات کی سردی سے تمہارے نازک دل پر اثر ہو یعنی جب تم حالے ساتھ کوئی دوست نہ ہو۔

مانٹگری۔ لیکن تمہاری تجویز کے ذمے سے صحت کی تعمیل کرنی پڑے گی یعنی تمہارے
دادا کے پاس کون پیغام لیکر جائیگا:

راڈویل۔ کیا تمہارے صحت کے معاملے نہ ہوگا:

یہ سن کر مانٹگری چونک گیا۔ اس نے لگا لگا کر اسکو دیکھ کر اسکا حال معلوم ہو گیا:

سہیا اس نے سرسری بات ہی ہے۔

راڈ ویل سو سکر (کر) تم جو سا زئیں سو جتے رہتے ہو گدا نکا یہ مدعا ہو کہ مجھے مغلوب کرو۔ تو خود تمہاری نقصان ہوگا۔ مگر اس وقت کھانا تیار ہے۔ آؤ کھانا کھا لیں۔ اور شکر ارد کا کلمہ پڑھیں۔ کون جانتا ہے کہ ہمسک پر کھانا نصیب ہوگا۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

مانگمری نیدل نے تھا لیکن اس کو راڈ ویل کی یادہ گولی پر بہت تعجب ہوا جو ایک خوفناک جرم کے ارتکاب کے ارادے کے باوجود مستحضر کر۔ با تھا عہد اس کو نہیں لگا ہو گیا تھا کہ راڈ ویل کو تار بٹائی ہے ان باتوں پر غور کر کے وہ کانپنے لگا۔

جب وہ کھانسی مہر پر سہیے مانگمری کو کچھ ہو کہ نہ تھی اس نے ایک دھڑکی سے صاف شراب کا ایک گلاس لیا لب پر کیا اور چڑھا لیا۔ اسکا حلق خشک ہو رہا تھا۔ شراب پینے کے بعد اسکی تھپی اور دبا دبا ہوا برقی معلوم ہوں۔

کھانے سے فراغت نہ ہوئی تھی کہ اسکو ایک عجیب غمزدگی سی محسوس ہوئی۔

دس منٹ بعد وہ کرسی استعجب ہوش کو فرش پر گر۔

راڈ ویل۔ اطمینان سے کھانا کھاتا رہا اور نوکر کو جو کمرے میں تھا اپنے لگا یہ شخص بہت ہی گیا ہے۔ اسکو پلنگ پر لٹا دیا۔ اور سائیس کو ہمدرد کہ بھی تیار کر کے میں اس شخص کو اس کے چھوڑ آؤ لگا اور میں کیا ہی بناؤں گا۔ کسی کو سا بھٹنے باؤں لگا۔

نوبے کے قریب مانگمری کو جو اسوقت تک بے ہوش تھا۔ بستر میں لٹا دیا گیا مگر راڈ ویل بھی کو فوہانا ہوا روانہ ہوا۔ مگر کھان لٹن کی طرف نہیں بلکہ وہ دیہات کی طرف چلا وہ ایک درخت کے جھنڈ میں رہا کہ سے نصف میل کے فاصلہ پر پھٹا رہا۔ تمام صبح ہوس سے تھن میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس نے گھوڑی کو بھی سے سے کھلا اور کچھ شہنشاہی لیا جو اس نے پھیل ہوئی تھی لگا لیا اور تو ایک چور لائٹین بلکہ گھوڑی پر زین کس رہی تھی اس نے بے ہوش مانگمری کا کو کاٹھی کے آگے رکھا اور زین پر سوار ہو کر بھی کی طرف نظر ڈال جو اس نے ایک درخت کے نیچے کھڑی کر دی تھی۔ گھوڑی روٹا پھلا۔

آٹھواں باب

ہر طرف موت کی شکل نظر آتی ہے

یہ رات نہایت وحشت خیز تھی۔ آندھی کے فرلٹے بالوں کے غوں کے غوں آسمان پر اور بارش کے بڑے بڑے قطرے درختوں کے پتوں پر ٹپ ٹپ کر رہے تھے۔ لیکس کے میز موس کے درختوں کو جھکا جھنڈا رہی تھی اور مکان کے برآمدوں اور راستوں اور درختوں میں سائیں سائیں کرتی ہوئی گنتی تھی۔ کبھی کبھی ہانک کی جھلک بھی دکھائی دیتی تھی۔ لیکن جب اسپر بادل چھا رہا تھا تو گارگی پہلے سے دو چند اور خوفناک ہو جاتی تھی۔ اس رات ایک خوفناک شکل ہر جگہ نظر آتی تھی۔ یعنی موت کی شکل ہلکی و تری سب جگہ پھرتی تھی :

سیلاس کارسٹن اپنے تباہ و خستہ بستر پر آگ کے سامنے بیٹھا تھا۔ اور آگ کے ماحیم شعلوں کو دیکھ رہا تھا۔ جن سے ہوا آتی تھی تو وہ بے طرح پہنے ہوئے تھے۔ وہ اس وقت اکیلے تھا کیونکہ دایہ و ماں سے آگ کسوٹ گئی تھی اور اس کے کمرے کا دروازہ مقفل تھا۔ گویا وہ بالکل قید تھا۔ اس کے خیالات بالورسی بخش اور حریت خیز تھے۔ اور ان پر ایک خوفناک شکل یعنی میسوس موت چھاتی ہوئی تھی :

اس کے کمرے کے اوپر دوسری منزل میں کلیر آسمان کے طوفان کو آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ مگر اس کا دل کسی اور طرف متوجہ تھا۔ وہ بہت غموں میں مبتلا تھی اور بالورسی خیال کرتی تھی کہ عاشق نے راز بھی فاش کر دیا اور دشمنوں کے قابو بھی مرطوب گئی ہوں۔ وہ بھی ایک عرصہ سے قید تھی اور اس پر بھی رات کی میسوس شکل یعنی موت کے خیال نے غلبہ کر رکھا ہے :

مکان کے ماحیم میں خاص آگ لگتی اور پھولوں کی داستانیں سناتے تھے۔

کلید اسکے کمرے سے دودروازے چھوڑ کر سر پور طریقے کمرے میں گذشتہ زمانہ کے ناخوش آئندہ خیالات کو فراموش کرنے کیلئے برانڈھی کے پیگ پر پیگ دیر بھاڑا تھا۔ مگر باوجود مینوشی کے اسکو تفکرات اور دوسرے عین نہ لینے دینے کے وہ کانپنا ہوا آگ کے قریب آیا۔ ہوا اسکے کمرے کے پردوں کو زور سے ہلاتی تھی گویا ان کے پیچھے کوئی جن چھپا ہوا تھا:

اس سے پرے دو تین کمرے چھوڑ کر جو دھڑ ایک تاریک منظر کمرے میں بیٹھی تھی۔ انگلی تھی میں آگ جل چکی تھی اور ہوا آگ سے تڑپ رہی تھی ایک لمبے وسطی میز پر پڑا خوب روشنی پھیلا رہا تھا۔ مگر کمرے کے لمبید گوشوں میں تاریکی تھی جو گویا روشنی سے لڑائی کر رہی تھی۔ آندھی کے فراٹے سنائی دیتے تھے۔ اور نہ کردہ و کردہ براہم کا ہونا دیکھی جا ہوا کرتے ہیں پیام دیے تھے:

جو کچھ کانپ رہی تھی گویا اس نے منہ میں پیام کو سن پایا تھا وہ ایک ناز ہو کر یہ دیا ہو گیا اس کے سرخ بال اسکے چہرے پر پریشان ہو کر گر رہے تھے۔ اور کبھی کبھی اس کی آنکھوں سے بڑے بڑے قطرے اشک حشر جاری ہوتے اور زار پر گرنے لگتے تھے وہ محبت میں مایوس ہوتے یا امیدوں کے خاک میں اُل جاتے تھے رورہی تھی۔ اور اس خیال سے کہ زندگی بھی ضائع کی اور کچھ لمحہ بھی نہ آیا اس پر بھی رات کی منہوس نیکل یعنی موت کے خیال نے تسلط کیا ہوا تھا۔

رات کا بہت سا قہقہہ لڑ گیا تو یادوں کا دل آسمان پر مسلط ہو گیا اور تاریکی نے روتے عالم کو چھاد دیا اور آندھی نے درختوں کو توڑنا پھوڑنا شروع کیا۔ چاروں طرف آندھی کے فرسٹے اور دھتوں کی سائیں سائیں سنائی دیتی تھی۔ بارش موسلا دھار شروع ہو گئی تھی اور آندھی سے پانی چکر کھاتا ہوا زمین پر گرتا تھا:

مکان کے سلسلے جو سڑک یا روشنی تھی۔ اس پر ایک بڑی تاریک سی شکل نظر آتی تھی۔ اور قدموں کی آہستہ آندھی اور بارش کی وجہ سے سنائی نہ دیتی تھی یہ ایک شخص تھا جو ایک اور مینوش آدھی کو پیچھا کر لے آ رہا تھا۔ وہ بوجھ سے رہا ہوا آندھی سے لڑا کرتا ہوا حال کے دروازے کے سامنے آیا۔ دیوار

اس نے اپنا بوجھ رکھ دیا اور غور کرنے لگا۔ پھر وہ اس کو مکان کے قریب ایک دفعت کے
تہ پہنچے گئے۔ اور وہاں پہلے ہوش آدمی بارش سے بھینکنے لگا۔ پھر اس نے احتیاط
سے مکان کے گرد چکر لگایا۔ دو کمروں میں حقیقت سی روشنی تھی اور سب
سروے ہوئے معلوم ہوئے۔ پھر یہ شخص اس کے ایک سے ایک کمرے کی
کھینچنے کاٹ کر ایک کمرے میں داخل ہوا اور وہاں سے ایک لالین اور دیاسلاٹیاں
لیں۔ پھر وہ برآمدے میں چلا گیا۔ اور سیلاس ہارسٹن کے کمرے کے کوارٹر سے لگ
کر سننے لگا۔ بالکل خاموشی تھی۔ یا یوں کہو کہ آندھی اور طوفان کے شور سے بلند کر لی
آواز نہ سانی نہ دیتی تھی۔

پھر وہ مکان کے زمین پر چڑھا۔ جب وہ دوسری منزل کے برآمدہ میں پہنچا
اس کو تیز بدبو محسوس ہوئی۔ اور ہوا میں دھواں بانظر آیا۔ وہ اس کا باعث معلوم
کے لئے برآمدہ میں آگے بڑھا۔ ایک کمرے کی کھڑکیوں میں سے آگ
شعلہ نظر آ رہا تھا۔

خدا یا کیا میرا ارادہ اتفاق سے پورا ہو گیا ہے کیا یہ آگ ہے۔ اس نے
کمرے کا دروازہ کھولا اور اس کے تمام شکر کو فوراً رفع ہو گئے گرم دھوئیں
کا بادل اندر سے نکلا۔ اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پیچھے تہا تو آگ کے شعلے زیادہ
تھو دار ہوئے۔

ایک آرام جو کی ہر ایک شخص مردہ یا میہوش پڑا تھا۔ راڈویل اس خوفناک نظارہ کو
دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا تھا۔

اس وقت جوڑ تھا اپنے کمرے سے نکلا آتشزدگی کے موقع پر آئی۔
ہم اس رات کے واقعات کو مسلسل کرنے کیلئے کسی قدر پیچھے نظر ڈالتے ہیں۔
چند میلوں کے فاصلے پر ایک گاڑی جیمیں ایک بوڑھا بیٹا تھا۔ ایسی
کی سڑک پر سڑوڑ آرہی تھی۔ اس کے اور ساتھیوں کی جگہ دو پولیس مین بیٹھے تھے۔
ایک مقام پر پھاٹک تھا وہاں پھاٹکسولے کو شکل سے بیدار کر کے میز ہوس کا پتہ
پوچھا اور گاڑی بدستور باقی پھر نہایت سرعت سے چلی۔

یہ گاڑی اس سڑک پر بارش اور آندھی کے فرائوں میں کبھی درختوں کے

بچے اور کبھی کبھی سڑک میں جا رہی تھی۔ گارڈین کو کچھ نظر نہ آیا تھا۔

ایک پولیس مین رائے کے کیٹن اشارہ کر کے وہ بچہ دیکھو۔

تاریک آسمان میں آگ کا ایک شعلہ نظر آ رہا تھا۔ جو بھی بہت روشن اور

کبھی بدھم ہو جاتا تھا۔ بوڑھے آدمی نے بھی جوبار بار بار سر ہلاتا تھا۔ اس شعلے کو دیکھا۔

بوڑھا: خدا کے لئے مہدی چلو کیا وہ آگ نہیں نظر آئی۔ یہی منیر ہوس رہا
دہل اور کوئی مکان قریب نہیں:

لیکن گارڈین اور پولیس منیر کو یہ آواز سنائی ہوئی تھی۔ آندھ بھی کہہ سکتا تھا۔
ایسی آواز سنائی دینی ممکن تھی۔ گارڈین نے خود بخود گھوڑوں کو ایک لگانے شروع
کے جو آندھ کا مقابلہ کرتے ہوئے سرسٹ دوڑے۔

سرعت ایک تاریک شکل آنکھوں پر تیزی سے آتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ایک
گھوڑا آگے پاس سے تیر لیٹھ لگا گیا۔ آواز کیسی میں غائب ہو گیا۔

بوڑھا یہ کہتا ہے۔ لیکن اس کی آواز کسی نے نہ سنی:

بگے شعلے زیادہ بلند ہوئے تھے۔ شرارے اور دھواں کے باول۔
اٹھنے لگے گھوڑے نہایت سرعت سے جا رہے تھے۔ گویا آندھ سے دوڑا اور
جھک کر سے مقابلہ کرتے ہیں:

جوڑا تھ اور راڈویل کا ایک بند ٹنکا آسمان ہوا وہ اپنے والد کی طرف
بے تحاشہ دوڑی مگر شعلے اس کے گرد اپٹ گئے تھے۔ اور اس کو انسانی مدد سے فائدہ
نہ پہنچ سکتا تھا۔ پھر وہ راڈویل کی طرف جھکی۔ مگر وہ بھاگ نکلا تھا۔ لیکن جوڑا تھ نے۔
اس کو ایک تمام ہر ایک زمین پر پکڑ لیا اور زور سے چپٹا خدوع کیا:

اس نے جوڑا تھ کے بالوں میں ہاتھ ڈال لیا اور دوسرے ہاتھ سے اسے سر اور
ہاتھ پر تھامنے لگا۔ اس نے بل ڈاگ کی طرح گرفت نہ چھوڑی اور زور سے
دوسرے چپٹنی رہی۔ گھوڑی ہر بعد مکان سے اور زمینیں سنائی دینی لگیں۔ قیدی
اپنی خفا کا حالت سے فرار ہوئے تھے۔ اور نہ تو راڈویل سے جوڑا تھ کو دھک دے گا کہ



Cheated

المران عالمی شہسوار اعلیٰ مرتبہ کا پڑھ کر یہ کہ خیر خواہی میرزا علی علیا